پاک ہریانوی زبان، تہذیب و ثقافت اور ادب کا نمائندہ مجلّہ

سہ ماہی نوہرہ

شمارہ: 01 ،جولائی، اگست، ستمبر 2021

مضمون
"پاکستان مینھ ہریانوی زبان کا سفر"
نوشاد قاصر

ترجمہ
بڑے گھر کی بیٹی
اختر مرزا

افسانہ
کلّی لُگائی
احمد سجاد بابر

افسانہ
تیوِر
رانا تصویر احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام گیل جو رحمان رحیم سے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ
اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰیکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ 13

اَے لوگو! ہَم نَے تَھارے سَے ایک اَے لوگ اَر لگائی مَے سَے جا میا۔ جَیاں سِے اَک تَھم ایک دَوجے نَے پَچھان سکو، تَھارے کتنے اَے کُنبے اَر قبیلے بنا دیئے سَیں۔ اَللہ کَے دَھورے آدر آلا وَا ئے سَے جو گھناں ڈَرنیا سَے۔ یقین جانو اللہ سیانا اَر جاننیا سَے۔
(الحجرات13)

مترجم: راؤ انعام اللہ خاں

نوحہ
سہ ماہی

(۱)

جولائی تا ستمبر ۲۰۲۱

مدیر اعلیٰ

رانا تصویر احمد

مدیران

اختر مرزا، نجمہ عثمان

معاون مدیران

احمد سجاد بابر، اکبر علی چوہان، رانا اورنگزیب
رانا مختار احمد، انور علی رانا، راؤ عمر حیات، فہیم مغل

سہ ماہی

نوہرہ

(۱)

جولائی تا ستمبر ۲۰۲۱

پتہ: **تصویر محل۔** یونیورسٹی روڈ ملتان پاکستان

ای میل: noharapakistan@gmail.com

ویب سائیٹ: www.nohrapakistan.org

کمپوزنگ: بلاول مصطفےٰ قادری

اہتمام: **نوہرہ** پبلی کیشن پاکستان

قیمت: فی شمارہ 200 روپے (پاکستان) (علاوہ ڈاک خرچ)

(بیرونِ ملک) 2 ڈالر، 1 پونڈ، 5 درھم/ ریال (علاوہ ڈاک خرچ)

سالانہ: 700 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

برائے رابطہ (مواد) **0331-6031567**

(ایزی پیسہ، جاز کیش) **0300-7444976**

خط و کتابت: تصویر محل، یونورسٹی روڈ ملتان

فہرست

نمبر شمار	عنوان	لکھاری	صفحہ نمبر
	اداریہ		
1	نیوءِ بن گا نوھرہ	رانا تصویر احمد	1
	مضامین		
2	''پاکستان میںھ ہریانوی زبان کا سفر''	نوشاد قاصر	4
3	''ہریانوی زبان اور عصرِ حاضر''	اختر مرزا	6
4	ہریانوی رسم الخط اور حروفِ تہجی	جاوید مرزا	12
5	**ہریانوی زبان وادب**	احمد سجاد بابر	18
	تنقید		
6	راؤ رحمت علی کے افسانوی مجموعہ 'مراڑ'' کا تنقیدی جائزہ	نجمہ عثمان	23
	افسانہ		
7	تیور	رانا تصویر احمد	26
8	کلّی لُگائی	احمد سجاد بابر	35
9	جیون جوگیا	صابر علی صابر	37
10	گرداب	انیلہ راؤ	42
	تراجم		
11	بڈے گھر کے بیٹی	اختر مرزا	48
12	سویرے جو آنکھ میری کھلی	نجمہ عثمان	54
	شاعری		
13	حمدیہ راگنی	سادھو ہریانوی	59
14	نعت	شاہد جامی	60
15	عارفانہ کلام	وقار شاکر	60
16	رچنا	نوشاد قاصر	61
17	رچنا	رانا وکیل انجم	61

نمبر شمار	عنوان	لکھاری	صفحہ نمبر
18	رچنا	احمد سجاد بابر	62
19	رچنا	کنور واجد علی	62
20	رچنا	انور علی رانا	63
21	رچنا	صابر علی صابر	63
22	غزل	راؤ انعام اللہ خاں	64
23	گیت	رانا محمد اختر	64
24	رچنا	ازبر سفیر	65
25	رچنا	راؤ وحید اسد	65
	افسانچہ		
26	منٹو کی کہانی: ہریانوی رنگ میں صفائی پسندی	آکاش مغل	66
27	اردو افسانچہ ہریانوی رنگ میں (بمع فرہنگ) حلال اَر جھٹکا لِکھنیا	آکاش مغل	67
28	سندھی افسانہ ہریانوی زبان میں	آکاش مغل	67
29	ایک مثل ایک کہانی	نجمہ عثمان	69
	تفریحی صفحات		
30	کلکاریاں	-	70
31	ہریانوی بستہ	-	70
32	رسوئی	-	71
33	ست رنگی نوھرہ	-	72
	نوھرہ کارگردگی		
34	ہریانوی زبان، ادب، تہذیب و ثقافت کی نمائندہ تنظیم	محمد فہیم مغل	73
35	مھارے گام ایک سلسلہ	رانا اکبر علی چوہان	75

نمبر شمار	عنوان	لکھاری	صفحہ نمبر
	تعارف		
36	نوھرہ تنظیم تعارف: ٹیم	-	78
	وائس آف نوھرہ		
37	انٹرویو بسلسلہ یوم آزادی وقیام پاکستان مہمان: راؤ فرمان علی ٹھاکر میزبان:	رانا اورنگزیب	82
38	ینگ راجپوت گروپ ہڈالی کی تقریب	رانا اکبر علی چوہان	85
39	عرب امارات------ڈائری	رانا مختار احمد	86
	بالکاں کا نوھرہ		
40	کہانی: باغبانی	روشان فاطمہ	87
41	کہانی: بھلائی	عبداللہ علی اکبر	88
42	کہانی: سچ نے آنچ کونی	عبداللہ آبان	88
43	کہانی: کالام کی سیر	فاتح شبیر	89
44	ڈرائنگ	-	90
45	بالکاں کی پھوٹوں	-	91

اداریہ

”نیوءِ بن گا نوھرہ“

جس ٹیم تھم یوہ اداریہ پڑھن لاگ رے ہو اندازہ کونی کرسکدے کہ اس نوھرہ میگزین نے اس پوزیشن میں لیان واسطے کتنے دن راتاں کی محنت شامل ہے۔ پورے میگزین کی تیاری میں اصل کردار پوری نوھرہ تنظیم نے ادا کرا ہے۔ بظاہر تو نوھرہ میگزین کی ٹیم میں تھوڑے سے لوگ نظر آویں ہیں لیکن نوھرہ کی پوری ٹیم اس کے واسطے بدھائی کی حقدار ہے۔ مھارا یوہ سفر تو وٹس ایپ کے گروپ سے شروع ہویا تھا لیکن ماں بولی کی حالت ار حالات دیکھ دے ہویاں سارے دوستاں نے فیصلہ کرا کے ہم سب مل کے اپنی ماں بولی کے واسطے کچھ کراں۔ یوہ جذبہ ار تڑپ اتنی زیادہ بدھ گی کہ فوری طور پے ایک کچا پکا سا تصور بن گا۔ سب تے پہلے ملتان میں ایک مشاعرہ کران کا فیصلہ ہویا۔ پورے ملک تے شاعر حضرات ملتان ٹی ہاؤس میں اکٹھے کرے۔ شاعراں نے تیار کرن کا مکمل سہرا نوھرہ تنظیم کے ادبی بورڈ کے صدر نوشاد قاصر کے سر ہے۔ انتظامات کے سلسلہ میں ار تقریب سجان میں راؤ نسیم سمیت بہت سارے بھائیاں نے حصہ لیا۔ اس مشاعرہ کی گونج کئی دن تک ملتان ار پاکستان کی ادبی فضا میں موجود رئی کئی رسائل و جرائد میں مضامین لکھے گئے اس مشاعرہ کے بعد نوھرہ تنظیم کا باضابطہ اعلان کر دیا گیا ار مقاصد واضح ہون کی وجہ تے سارے لوگ اپنا اپنا کام پے لاگ گے۔ فیر تقاریب کا سلسلہ چال پڑیا ار دھڑا دھڑ مختلف جگہ پر نوھرہ سجن لاگ گا۔ ماں بولی کی تڑپ اس تے بہت پہلے بہت سارے دوستاں کے دل میں انفرادی طور پے موجود تھی۔ بہت سارے لوگ ملک بھر میں اپنی اپنی جگہ پر کام کرن لاگ رے تھے۔ سب سے زیادہ کام شاعری میں ہونا شروع ہوگا تھا۔ اس سے پہلے بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں اس زبان پہ تھیسز بھی ہو لیے تھے۔ بہت سارا کام مختلف جگہ پے ہورا تھا لیکن اجتماعی دھارا میں شامل کونی تھا۔ نوھرہ تنظیم کے آغاز ہون سے ملک بھر میں موجود وینھ سارے بندے کٹھے کرے گئے۔

لیو جی! فیر تو کھل گا بڑی نہر کا موگا۔ ملک بھر میں ہریانوی ادب سنبھالن لاگ گے۔ ار مختلف جگہ چھاپن لاگ گے۔ ملتان سے معروف محقق ار تنقید نگار ڈاکٹر انوار احمد کی سربراہی میں چھپن آلا میگزین ”پیلوں“ میں ہریانوی ادب کی اشاعت میں ایک سنگ میل کی حیثیت راکھے ہے۔ لیکن یوہ میگزین بھی مھاری ماں بولی کا بوجھ نہ ٹھا سکا۔ یوہ میگزین جو تھارے ہاتھ میں ہے اس کی بنیاد تو اُسے دن پڑ گی تھی لیکن کتابی صورت میں ایب سامنے آیا ہے۔ اس میگزین کی اشاعت واسطے بہت سارے مسائل کا سامنا کرنا پڑیا۔ سب تے پہلے تو سائز ار سٹائل کی بحث چالی۔ بہت سارے دوستاں نے کہیا کہ اس نے مکمل ادبی میگزین بنایا جاوے ار کتابی سائز میں چھاپا جاوے یوہ بحث نوھرہ تنظیم کے کیبنٹ گروپ میں گیری گئی۔ جلدیء سارے دوست اس نتیجہ پہ پہنچ گے

فرہنگ:۔☆ نوھرہ: بیٹھک ☆ بدھائی: مبارکباد ☆ موگا: ناکہ ☆ بیلی: دوست

کہ کتابی سائز قابل عمل کونی اراس میگزین میں ادب کے علاوہ زبان، ثقافت، تہذیب، تفریح، بالکاں کے صفحات، لگائیاں کے صفحات، رسوئی، زیورات، تنقیدی مضامین شامل کرے جاویں۔ جد یوہ رسالہ مارکیٹ میں آ گا تو ایک عام آدمی واسطے اس میں دلچسپی ہونی چاہیے۔ہم نے تو اپنی سی پوری کوشش کری ہے۔ایب یوہ تھم نیں بتانا ہے کہ ہم اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوئے۔اگلی مشکل جس کا ہم نے سامنا کرنا پڑا کہ اس میگزین میں زبان کونسی استعمال کراں۔ فیر یو بحث چالی ساریاں نے دھواں دھار حصہ لیا ار یوہ بات ساریاں کا مشورہ سے کری جاوے کیوں کہ ایک تو پاکستان میں رہن آلے ساڑھے تین کروڑ کے لگ بھگ لوگ اس زبان ار کلچر سے وابستہ ہیں۔ ہجرت کے بعد یوہ تیسری چوتھی نسل ہے۔ٹھیٹھ زبان جو کدے کلاسیکی ادب میں دکھے تھی ایب اس کے بولن ار سمجھن آلے کم ھوندے جا رہے سیں۔ یوہ معاملہ کسے ایک لہجہ گیل کونی ہو یا بلکہ پاک ہریانوی کے چھ لہجے آں میں برابر دیکھا گیا ہے۔

تو مھاری ٹیم نے فیصلہ کریا کہ اس میگزین میں واء زبان استعمال کری جاوے جو سارے آں کے سمجھ آ سکے ار سارے اس زبان نے لکھ بھی سکیں۔ فیر ہم نے جس طریو پہلاں جو بھی کام کرا ہے۔ وا سارے پاکستان نے سامنے رکھدے ھویاں کرا ہے اسے طرح مھارا پہلا میگزین بھی یوہء سوچ کے شروع کریا ہے کہ اس نے اردو بولن آلے بھی آرام سے پڑھ سکیں ار مھاری نوجوان نسل جو ایب بڈی ہو رہی ہے۔ واہ اس زبان سے پوری طرح آشنا بھی ہو جے اران کی دلچسپی بھی اس معاملہ میں بدھے۔ دوسری زبان بولن آلے بھی اس میگزین سے مکمل طور پر مستفید ہو سکیں۔نوھرہ میگزین کی تیاری میں اصل محنت تو مھاری قابل فخر بیٹی نجمہ عثمان ار مھارے فخر اختر مرزا کی ہے۔ یہ دونوں اس کارنامہ کے مدیر ہیں۔ دونواں نے دن رات ایک کر کے سارے مواد کٹھا کرا ار فیر اس کی نوک پلک سنواری۔ نجمہ اردو ادب کی طالب علم ہیں پی ایچ ڈی مکمل ہون لاگ ری ہے میاں چنوں سے تعلق ہے مھاری ماں بولی میں ایم فل کا تھیسز کرا ہے ہاسٹل میں رہن کے باوجود نوھرہ کے مرکزی سیکٹریٹ میں آنا سارے لکھاریاں سے رابطہ کرنا۔کمپوزر گیل مغز مارنا۔ سارے آں سے چھوٹی ہے لیکن ساری ٹیم کھینچ کے راکھی ار سارے لکھاریاں کی گیل لٹھ ٹھا کے پیچھے پڑی رہی ار بہت شارٹ ٹائم میں چیزاں کٹھی کری۔ ''بھاگ لگے رہن'' خود بھی افسانہ نگار، تنقید نگار ار محقق ہیں۔

اختر مرزا نوھرہ تنظیم کے جنرل سیکرٹری ہیں ار اس میگزین کے مدیر ہیں ڈبل ایم اے کر راکھا ہے۔ سات زباناں کے ماہر ہیں۔ ماہر تعلیم ہیں۔ لسانیات ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ مھاری بریک لاگ جے سے تو فیر ہم نے اس معاملہ سے صرف اختر مرزاء سے ریلیف ملے ہے۔جس طرح ٹورنامنٹ میں ''ایمپائر کا فیصلہ حتمی ہوگا'' اسے طراں اختر مرزا ہیں ساری محنت اختر مرزا کی اے ہے۔ آپ بلاشبہ پاک ہریانوی زبان کا فخر ھو اللہ آپ نے سلامت راکھے ار آپ نیوں ء ماں بولی کی خدمت کر دے رہو۔

فرہنگ:۔☆ گیل: ساتھ ☆ پھولاں: پھول

نوھرہ

ہریانوی ادب میں مھارے پاس ایک سے ایک چمکدا ہویا ستارہ موجود ہے نثر میں اختر مرزا، جاوید مرزا، نجمہ عثمان، آکاش مغل، احمد سجاد بابر جسے مینار نثر نگاری کر رے ہیں۔ شاعری میں اگر میں صرف نوشاد قاصر پہ لکھن لاگ جوں تو کئی ورقے بھر دوں گا۔ میرا بس چالے تو اس استادالاساتذہ نے نیشنل ایوارڈ دیوا دیوں۔

نوشاد قاصر نے شاعری کا میدان ایکلے بجرگ نما نوجوان نے سنبھال راکھا ہے۔ بیسیوں شاگرد دن رات مھاری ماں بولی کی خدمت کرن لاگ رے ہیں۔ درویش صفت مانس ہے۔ سارا دن بیٹھک کھلی ہے۔ ہر شعبہ زندگی کے لوگ ان کے پاس آوے ہیں اپنی بپتا سناویں ہیں۔ یو ببر شیر دامے درے، سخنے فیض بانڈے جا ریا ہے۔ زبان کے واسطے نوشاد قاصر کی خدمات آن آلی نسلاں کا سرمایہ ہے اللہ ان کا سایہ تا دیر سلامت راکھے۔

نوھرہ کا گل دستہ پورے ملک میں سے کٹھے کرے ہوئے دیدہ زیب پھولاں گیل بنایا ہے۔ اس میں راؤ فیصل خاں، عطاالرحمان پانی پتیا، رانا اسلم ایڈووکیٹ، راؤ عمر حیات، اکبر چوہان اورنگزیب رانا فہیم مغل، انور علی رانا، رانا مختار احمد، رانا جمشید علی خاں، وقار شاکر، احمد سجاد بابر، نجمہ عثمان، اختر مرزا، نوشاد قاصر، رانا تصویر احمد شامل ہیں۔ ان میں سے ایک ہر شخصیت نوھرہ کے ماتھے کا جھومر ہے اس سفر میں مھارے بہت سے بیلی ایب مھارے گیلے شامل کونی لیکن ان کی کری ہوئی محنت نے بھی ہم کونی بھول سکدے۔

ایک کمی جو ہم نے ایب تک محسوس ہوری ہے کہ بہت ساری برادریاں ار قوم جو پاک ہریانوی زبان سے وابستہ ہیں وی ایب تک مھارے سے دور ہیں۔ ان نے مھارے گیل جوڑن واسطے مھاری مدد کرو۔ بہت سارا ادب ار ثقافت کا خزانہ ایسے گم شدہ ہے ار بہت ساری برادریاں ار کنبے آں کے سینہ میں محفوظ ہے۔ دو تین نسل گزر گی یوہ آخری نسل ہے جن پہ اس خزانہ کی تھوڑی بہت رمق ایب ء ان لوگاں پہ موجود ہے۔ خدا کے واسطے اس ادب، ثقافت نے مھارے سے دیو ہم اس نے نوھرہ میں سجاواں گے۔ ار مھارے بالک اس خزانہ سے فائدہ اٹھاویں گے۔ تاریخ بنن لاگ ری ہے، سارا نوھرہ چاوے ہے کہ یوہ پاکستان میں تھم نے جتھے کھٹے بھی کچھ ملے اس نے ہم چھاپاں گے ار سنبھالاں گے۔ یوہ ذمہ داری مھاری سب کی ہے۔

میں اس نوھرہ کا ادنیٰ سا خادم ہوں جس طراں نوھرہ میں ایک بندہ نیچے بیٹھ کے سارے آں کا نھی حوقہ پھیرے تھا میری ڈیوٹی بھی بس یوہ ء ہے میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں تھوڑا ہے کہ اللہ نے میرے سے دنیا کی سب سے بہترین ٹیم دے راکھی ہے۔ میری آنکھاں میں پانی آجے ہے جد میں دیکھوں ہوں کے میرے بہن بھائی دن رات سارے کام چھوڑ کے ماں بولی واسطے کام کرن لاگ رے ہیں۔ اپنی ہر چیز ماں بولی پہ قربان کرن واسطے ایک سے بڑھ کے ایک ہیرا مھارے گیل موجود ھے۔ ایسے ہم نے ہور بھتیرے ہیرے ٹوھنے ہیں۔ مھارا ساتھ دیوار اس نوھرہ نے مل کے سجاؤ۔ ار ایب تھم سمجھ ہو گے کہ ''نیواء بن گا نوھرہ'' یوہ اختر دولتالوی کا مصرعہ تھوڑا سا بدل کے پیش کرا ہے۔

رانا تصویر احمد

فرہنگ:۔☆ جتھے کھٹے: جہاں کہاں ☆ ٹوہن: تلاش

مضامین

’’پاکستان مینھ ہریانوی زبان کا سفر‘‘

نوشاد قاصر

پاکستان بنیا تو ہجرت کر کے آن آلے مسلماناں مینھ سب تھے گھنی تعداد ہریانوی بولنیاں کی تھی۔ پاکستان بنن تے پہلے بھی ہریانے کی تہذیب ثقافت ار رسم ورواج برصغیر کے دوسرے علاقیاں تھے نیارے تھے۔

ہریانوی بولی برصغیر کی قدیم ترین بولیاں مینھ تے ایک سے جس کا ثبوت ہندواں کی چاروں ویدار دوسری قدیم مذہبی کتاباں میں پائے جان آلے خالص ہریانی الفاظ سے ملے سے جس تھے ہم کہہ سکاں ساں کہ ہریانوی قدیم آریائی بولیاں میں تھے ایک سے۔ سنسکرت پے زوال آیا تو ہریانوی ءواہ زبان تھی جس نیں سنسکرت کی جگہ لئی ار علاقائی ادبی تحریکاں کا گڈھ بنی سکھاں کی مذہبی پنجابی کے بعد ہریانوی ءگھنی اہم سے۔ گروگرنتھ میں بتیس کے اورے دھورے شاعراں کا کلام سے جسے میں کئی ہریانوی شاعرسیں سکھاں کے تین گروواں کی زبان ہریانوی ءتھی۔ ان کا ساراء کلام ہریانوی میں سے۔ ہریانوی نیں ایک لامبے عرصے لگ برصغیر کی مرکزی زبان ہون کے حیثیت تھے ہر سطح پے نمائندگی کری سے ہریانوی کی شاعری ار داستاناں کا ذخیرہ نہ ہوندا تو اردو کی بنیاد ءنہ پڑدی۔ ہریانوی میں راگنی ءھی لکھی گئی بلکہ دوھے، گیت ار ٹھمری بھی بہت لکھی گئی سیں۔ واجد علی شاہ نیں بھی ہریانوی میں ٹھمری لکھی سیں۔ ٹھمری کی دوء مخصوص زبان تھیں ہریانوی ار پوربی قدیم زمانے میں شاعری مذہب کا ءایک حصہ مانی جاوے تھی جیہاں تھے قدیم ہندی پوئٹری کا گھنکھرا حصہ ہم نیں بھجناں کی صورت مینھ ملے سے یا جنگی داستاناں کی صورت مینھ۔ ہریانے مینھ بھی بھجن قدیم دور تے کہے جا رہے تھے۔ ہریانوی میں بھجن لکھن آلیاں مینھ لکشمن گوپال، دیپ چند بڈے گنے جانویں تھے۔ لکشمن گوپال تھے سیڈھواس کے بعد مانگے میر۔ مانگے میر کے چیلیاں مینھ جموا میر سناری آلا، جموا میر کے شاگرداں مینھ دھنپت میر، بندے میرے بلھا گام ار نیاز محمد لوہاری آلا ہوئے۔ دوسرے کانی دیپ چند مان سنگھ ہویا، ارمان سنگھ کا شاگرد تھا پنڈت لکشمی چند۔ پاکستان بنن کے ٹیم پنڈت لکشمی چندار دھنپت میر کا دور تھا۔ ہریانوی بھجن کہیناں مینھ ایک ناں آشارام کا بھی تھا جس کے شاگرداں مینھ غفور محمد غفورار موجی میر موٹھیا۔ ان مینھ غفور کا شاگرد تھا ممتاز میر بوانی آلا ار موجی میر کا شاگرد سے غوث محمد جو ایب ءجیویں سیں ار ٹھینگی پل پچاس چک مینھ رہ رھیا سے۔ ہریانوی میں قدیم دور تھے۔ ءبھجن بھی راگنی کی صورت میں لکھے جانویں تھے۔ قدیم دور مینھ تو ءنھ بھجن سینہ بہ سینہ آگے چالدے رھئے بہت کم۔ لکھت میں آئے پر مسلماناں کے دور مینھ لکھت مینھ آگے تھے اسے ڈھال کچھ پرانے جنگی قصے بھی لکھت مینھ مل جیں سیں جن میں علاؤالدین خلجی کے دور کا مشہور قصہ پدماوت جو ہریانوی شاعر ملک محمد جائیسی نیں لکھیا تھا۔ ایک طویل نظم کی صورت میں مھارے سامنے آوے سے۔ ہریانوی مینھ بھجناں تے ہٹ کے راگنی لکھنیاں مینھ بڈے نام پنڈت لکشمی چندار جموا میر کے گنے جانویں سیں۔ ہریانوی میں پرانے بکھتا تے ءسانگ ہوندے آرھے تھے۔ ان سانگاں کا گنکھرا حصہ راگنیاں کی صورت مینھ ہویا کرے تھا جس نیں دیکھدے ہوئے ہم کہہ سکاں ہاں۔ راگنی از ٹرینڈ آف ہریانہ: جموا میر ار لکشمی چند کے سانگاں کی شہرت ہریانے مینھ تو تھی ءہریانہ تھے بار بھی ان سانگاں نیں پسند کریا جاوے

فرہنگ:۔ ☆ نیارے: الگ ☆ گڈھ: مرکز ☆ کانی: طرف ☆ گنکھرا: زیادہ تر

نوہرہ

تھا۔لکشمی چند کے سانگ نوٹنکی پورن بھگت، چندر کرن، ''نیں پاکستان مینھ ہجرت کرکے آنے آلے ہریانوی ایک لامبے عرصے لگ جی لا کے یاد کریا کریں تھے۔ دھنپت کے سانگاں مینھ بن دیوی۔ انجمن آراء، لیلو چمن، جانی چور، روپ بسنت، گجنا، مشہور سانگ تھے جن کی یاد ہریانہ تے آن آلے اپنے گیل لے کے آئے تھے۔لکشمی چند کے دور مینھ باجے رام سانگی کا ایک سانگ ''راجہ امب'' گھنا مشہور ہویا اس کی ایک راگنی کے بول پاکستان آن آلے ہر ہریانوی کی زبان پے تھے۔

''کت آمباء کت آمبلی، کت سرور، کت نیر''

لکشمی چندار جموا میر کے مقابلے پے ایک اور سانگی آیا جس کا نام جھنڈو میر تھا اس کے جن دو سانگاں نیں ہریانے میں گھنی دھوم مچائی ان کے نام 'پھول دیوی ار راجہ بھوج'' تھے۔ان نامور شاعر ار سانگیاں کے شاگرداں مینھ تھے جو پاکستان آئے ان میں بندے میر بلھا گام جموا شاگرد ار میر بندے علی مہمی، نیاز محمد نیا جو دھنپت کے شاگرد تھے۔لکشمی چند کے شاگرداں مینھ تھے مانگے رام ہریانے مینھ ءرہ گیا تھا ار منشی میر پاکستان آیا۔منشی میر کا شاگرد چاند خاں تھا۔ چاند خاں پے آکے پاکستان مینھ لکھمی چند کے شاگرداں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔جموا میر کے شاگرداں مینھ تھے بنواری لال کا شاگرد امیر باگڑی پاکستان آیا تھا۔امیر باگڑی کے بھی دو شاگرد اپے جینویں سیں کام بھی کر رہے سیں۔دھنپت کے شاگرداں کا شاگرد میر محمد صدیق ایب ءجیوے سے۔پارٹیشن مینھ جو ہریانوی پاکستان مینھ آئے وےنھ راگنیاں کے ار سانگاں کے رسیا تھے۔پارٹیشن کے بعد گھنے ئے عرصے لگ سندھ پنجاب میں بہت سانگ ہویا کریں تھے۔گاماں مینھ کئی کئی دن لگ سانگ پارٹیاں رکیا کریں تھیں۔دور دور کے گاماں تھے لوگ سانگ دیکھن آیا کریں تھے۔اس نسل کے جایاں پاچھے سانگ دن بہ دن زوال کا شکار ہو گے تو سانگیاں نے اپنی روزی روٹی کی پڑ گی جاہیں تے اکثر بیڑے بند سانگ کرنا چھوڑ گے ار اس کام تھے دور ہوندے چلے گئے۔

پر اس ساری صورتحال میں بھی میر محمد صدیق، حاجن حسینہ بیگم، ارشاد علی، ارشد بادی، علی شیر، میر فضل دین م، محمد افضل، ار کچھ اور فنکار اس زبان مینھ تھوڑا گھنا کام کردے رہئے۔ان کے کام کا نتیجہ آج یو ٹیوب پے کچھ پاکستانی ہریانوی گیت ار غزلوں کی صورت میں دیکھیا جا سکے سے۔انڈیا مینھ تو اس زبان مینھ بہت کام کریا گیا۔کویتا، گیت، ڈرامے، فلما، مزاحیہ خاکے، ہر سمت مینھ کھل کے کام کریا گیا، ہریانے میں آج بھی راگنی ار سانگ اسے ڈھال پسند کرے جانویں سیں جس ڈھال پارٹیشن سے پہلے پسند کرے جانویں س تھے۔ہریانوی فلماں کے تعداد تین سو تھے اوپر سے۔ٹیلی فلماں ان تے نیاری سیں۔لیکن ات حکومتی سطح پے اس زبان گیل ظلم ءہویا انڈیا سرکار نیں اس زبان کی نیاری حیثیت ماننکی بجائے ہندی کا ایک حصہ قرار دے دیا جیہاں تھے اس بولی نیں زبان کا درجہ دین واسطے جو کام ہونا چاہئے تھا وہ نھی ہو پایا۔پاکستان مینھ بھی حکومتی سطح پے اس زبان کے فنکاراں کی حوصلہ افزائی ناں ہون کی وجہ تے آخر کار سانگ ناپید ہوگا۔انیس سو اسی مینھ ہریانوی بولنیاں نیں پھیر سودھی سنبھالی تو کنور نثار احمد خاں نیں ڈانوراں لودھراں مینھ سالانہ ہریانوی میلہ شروع کر دیا جس نیں دور دور تھے لوگ دیکھن آیا کریں تھے۔کنور نثار احمد نیں بہت کوشش کری اک سانگ پارٹیاں اپنے کام نیں جاری راکھیں۔اس کے کرائے ہوئے میلیاں مینھ امیر ابا گڑی، میر محمد صدیق چاند خاں ار پاکستان مینھ ہریانوی زبان کی واحد شاعرہ حاجن حسینہ بیگم اپنی سانگی پارٹیاں سدھاں پر فارم کرن جایا کریں تھے۔ ار تحائف ار ایوارڈ لے لے آیا کریں تھے۔پارٹیشن تے پہلے ہریانے میں جنگی داستاناں لکھی ار گائی جایا کریں تھی، جن مینھ راجپوت بہادراں کے جنگی کارنامے بیان کرے جانویں تھے۔ان داستاناں نیں ہریانوی ساکھے کیہا جاوے تھا۔ ان ساکھیاں کے لکھن ار گان آلیاں کا ہریانے مینھ بہت آدر احترام کریا جاوے تھا۔کوئے بھی ان ساکھے گانیاں نیں دادا کہے بنا نھی بولیا کرے تھا۔

فرہنگ:۔☆ آمباء: راجہ کا نام تھا ☆ آمبلی: رانی کا نام تھا ☆ نیر: پانی ☆ جینویں: زندہ ☆ جایاں پاچھے: جانے کے بعد

’’ہریانوی زبان اور عصرِ حاضر‘‘

’’پاکستان مینھ پہلی ہریانوی کانفرنس‘‘

اختر مرزا

ہریانوی کانفرنس میں آئے ہوئے بھائیو!

السلام علیکم!

پاکستان میں ہون آلی پہلی ہریانوی کانفرنس کے انتجام کرن آلے سارے بھائیان نیں مبارک بادپیں کروں ہوں۔ کھاس طور پہ رانا تصویر احمد نیں کہ اس نیں نوہرہ تنجیم بنا کے سوتی ہوئی ہریانوی قوم تیئں جگایا اور ان کے سُتے ہوئے ادبی لگاو نیں بی جگان کی کوسس کری سے۔ اس تے علاوہ میں اس کانفرنس میں آن آلے سارے بھائیاں کا اپنی اور تے سکریہ ادا کروں سوں جو اپنی ماں بولی واسطے کٹھے ہوئے ۔ آدر آیاں کا بھائیو۔۔۔۔۔آدرنی ءسنن آلے مہمانوں میرا ہریانوی گیلیاں ناتا نیوں تو میرے پیدا ہون تے ءجڑیا سے۔ کیونکہ منے ہریانہ کے جلع جیند تے ہجرت کرکے آئے ایک کھاندان میں آنکھ کھولی ار جیب تے ہوس سنبھالیا۔ گھر میں بول چال کی جبان ہریانوی ءسنی ار الحمدللہ آج تک اسے جبان میں بات کراں ساں جیب سکول کا جمانہ گذر گیا اور نوکری سروع کری تو میرے گیلی کام کرن آلے دوسرے ساتھی سرائیکی بھائی تھے۔ ارنیوں منے سرائیکی پہ بی عبور حاصل کرلیا۔ نوکری ء میں انگریجی جبان پڑھاندے پڑھاندے اپنے پیارے پاکستان کی دوسری مقامی جبان بھی پڑھی ار آج رب کا سکر سے کہ میں اپنے پیارے پاکستان کی سندھی، سرائیکی، پنجابی ار میواتی بی نہ سر پھ بول سکوں سوں بلکہ لکھ بی لیوں سوں۔ مہارے کھاندان میں کوئے پڑھیا لکھیا بندہ کونی تھا۔ جو منے اردو سکھاندا۔ ار رہی سہی کسر میری ماں نیں پوری کردی جس نیں سکول کے جمانے میں ءمیرے تیئں ہریانوی کلچر کے سارے قصے کہانیاں ار گیت اتنی بریاں سنائے کہ منے ویںھ یاد ہوگے۔ میری ماں اپنے گام کی اتنی موہ راکھے تھی کہ سن سن کہ میرے دل میں بی گام دیکھن کی تمنا ہوگی۔ 90ء کی دہائی میں میں دو باری ہندستاں گیا۔ اپنا گام دیکھیا، گھر دیکھیا، لوگاں تے ملیا۔ گھنا آدر ملیا ار پیا محبت کٹھی کرکے واپس آیا۔ اوڑے جیب منے سارے لوگاں تے ہریانوی جبان بولدے ہوئے دیکھیا تو اس جبان تے محبت ار عقیدت اور بی بدھ گی۔ اس دن کے بعد منے کدے بی ہریانوی بولدے ہوئے سرم نی آئی۔ محترم بھائیو ما پھی چاوں گا کہ تھوڑا ابکھت اپنا بیک گراونڈ بھتان میں لاگ گیا۔ پر میرا کھیال سے کہ اس کے بتھایاں بنا میرا ہریانوی گلے ناطہ ادھورا رہ جاندا۔ ایب میں ہریانوی جبان کی ادبی حالت کی اوڑ آوں ہوں۔ کسے بی جبان کے کسے بکھت کے حالات دیکھن تے پہلوں اس کے مڈھ تے دیکھنا پڑے گا کہ یا جبان سروع کڑے تے ہوئی تھی۔ یا بات تو ایب مان لی گئی سے کہ ہریانوی ءاردو جبان کی ماں سے۔ تو بھائیو۔ ہریانوی بولن آلیاں نیں اس بات کا آدر کرنا چاہیے اک آج جو پاکستان کی قومی جبان سے اس نیں ہریانوی تے جنم لیا۔ بھگت کبیر ار امیر خسرو کا کلام جے تھام دیکھو تو وا ہریانوی ءہے۔ حافظ محمود خان شیرانی نیں بی اپنی تحقیق میں یا بات مانی سے ار مسعود حسین خان نیں بی بتایا سے کہ ""قدیم اردو کی تشکیل براہ راست دوآبہ کی کھڑی بولی اور جمنا پار کی ہریانوی کے زیر اثر ہوئی ہے۔ اور کھڑی بولی یا ہریانوی شورسینی اپ بھرنش سے پیدا ہوئی ہے (1) "۔ یا جبان

فرہنگ:۔☆انتجام: انتظام☆ تنجیم: تنظیم☆ اور تے: طرف سے☆ ناتا: رشتہ☆ نیوں: یوں☆ بریاں: مرتبہ☆ موہ: محبت☆ بدھ گی: بڑھ گئی☆ مڈھ: بنیاد

دیوناگری میں لکھی جایا کرے تھی۔کھڑی بولی کے اس نئے روپ نیں جس کا ارتقاءدلی میں 1193 میں اسلامی حکومت کے بنن کے بعد ہویا۔ترقی یافتہ پوربی اپ بھرنش کے نام تے چالی ار کہن آلے کہہ سیں کہ "یہ اس دور میں شمالی ہند کے میدانی علاقوں کے عوام کی مشترکہ زبان کی حیثیت سے موجود تھی"۔(2)

جارج گریرسن نے اپنی کتاب "لسانی جائزہ ہند "میں اردو کا جنم دوآبہ کا اوپرلا حصہ ار روہیل کھنڈ کی بولی Indian Vernacular تے مانیا سے۔ارژول بلاک بی اردو کی جنم بھومی ہریانوی نیں ءمانے سے۔ڈاکٹر مسعود حسین خان نے "مقدمہ تاریخ زبان اردو 1948 "میں اپنا مستند نجریہ دیا۔انہاں نیں پاچھلے نجریے مسترد کر کے اپنا نجریہ دیا۔ان کے مطابق پرانی اردو کی تشکیل ہریانوی کے اثر تلے ہوئی۔پھیر اس پہ کھڑی بولی کا اثر دھیرے دھیرے ہویا۔ ار پندرھویں صدی میں آگرہ ہندوستان کا دارالحکومت بن گیا۔کرشن بھگتی کی تحریک گیلیاں برج بھاشا بی مقبول ہوگی۔ار پھیر سلاطین دلی کی حکومت میں برجی محاورے گیلیاں اس نویں جبان تیئں ستھرا بنا دیا گیا۔دلی کے نگڑ میں بولی جان آلی بیں بولیاں یعنی ہریانوی، کھڑی بولی ار برج بھاشا اردو جبان کی اصل جڑ سیں۔پر ایک جبان کے طور پہ اردو کی ابتدا اس طریوں ممکن ہوسکی جیب مسلماناں نیں دلی پہ قبجا کر لیا۔ پروفیسر گیان چندجین کے اردو کے جنم کا یو نجریہ دیا کہ اردو کھڑی بولی ءکا روپ سے۔بہرحال پروفیسر مسعود حسین خاں کا نجریہ جبان کے باقی ماہرین کے مان لیا۔اردو کا کھڑی بولی گیلیاں رستہ سمجھن کھاتر ہم نیں پرانی جباناں تیئں بی دیکھنا پڑے گا۔ہند آریائی جبان کے تین جمانے بھتائے گئے سیں۔(1) (قدیم ہند آریائی) 1500 ق م سے 500 ق م تک قدیمی ہند آریائی جمانے نیں ویدک،سنسکرت ار کلاسیکل سنسکرت کے جمانے میں بانڈیا گیا سے۔اس جمانے میں چاروں وید یعنی رگ وید، سام وید، یجر وید ار اتھروید ملیں سیں۔(2)(قدیم ہند آریائی) 1500 ق م سے 500 ق م تک جبان کے ماہرین نیں بچلی ہند آریائی کے تین جمانے بنائے سیں۔پہلا جمانا 500 ق م تے مسیحی سنہ کے سروع ہون تک۔یو جمانا پالی کا جمانا سے ار پراکرت کا پہلا جمانا سے۔پالی تیئں قدیم مگدھی بی کہیا جاوے سے۔دوسرا جمانا مسیحی سنہ کے سروع ہون تے 500 عیسوی تک گنیا جاوے سے۔ سنسکرت تے لکڑن آلی مقامی جباناں تیئں پراکرت کا نام دیا گیا ہے۔نیوں سمجھ لیو کہ پراکرت کی کئی قسم سیں۔اس جمانے کی پانچ پراکرتاں کا جکر عام طور پہ جباناں کی تاریکھ میں مل جے سے۔

1.مہاراشٹری پراکرت:اس پراکرت کے نام تے ء اس جبان کا مہاراشٹر تے واسطے کا بیرا لاگ جے سے۔مراٹھی بی اس ءتے لکڑی سے

۔2.شورسینی پراکرت: اس کا ناطہ متھرا کے ایڑ گیڑ کے علاقے تے سے ۔اس پہ سنسکرت کا اثر سے۔

3. مگدھی/ماگدھی پراکرت:اس کا مرکج مگدھ یعنی دکھنی بہار تے تھا۔پر یو پوربی ہندوستان نے گھیر رہیا تھا۔

4.اردھ ماگدھی پراکرت:یا سب تے پرانی پراکرت سے۔ار اسکا مرکج اودھ ار پوربی اتر پردیش کا علاقہ تھا۔پچھمی ہند کے لوگ اس تیئں "پراچیہ" کے نام تے جانیں تھے۔

5.پیشاچی پراکرت:اس کا مرکج پچھمی پنجاب ار کشمیر کا علاقہ تھا۔اس پراکرت کا بول چال میں جیادہ استعمال ہویا۔وسطی ہند آریائی کا تیسرا یعنی آکھری دور 500 ق م تے 1000 عیسوی تک سے۔یو دور اپ بھرنش کا

فرہنگ:۔☆جابان:زبان☆ بانڈھیا:بانٹا☆لکڑن:نکلنے

نوھرہ

سے۔اپ بھرنش کے معنی نیچی ارگری پڑی چیج سے۔یا بگڑی ہوئی جبان باپنچی جاوے سے۔اس کا اثر گجرات،راجپوتانہ اردوآبہ میں بولی جان آلی بولیا پہ گھنا دیکھیا گیا سے ۔نئی ہند آریائی (1000عیسوی تے ایب تائیں۔جباناں کے ماہرین نیں ہندوستان کی جباناں کے جنم کے سلسلے میں پراکرت کی بجائے اپ بھرنش کے اثر کا جکرا کریا سے ار اس سلسلے میں شورسینی اپ بھرنش،مگدھی اپ بھرنش،اردھ مگدھی اپ بھرنش ار مہاراشٹری اپ بھرنش کے نام لئے سیں۔شورسینی اپ بھرنش میں چار بولیاں آویں سیں۔

ا۔کھڑی بولی یا ہریانوی

۲۔راجستھانی

۳۔پنجابی

۴۔گجراتی

نئے ہند آریائی دور تے اپ بھرنش کا دور بی کہیا گیا سے۔ساری نئی جباناں ان ءاپ بھرنشاں تے بنی سیں۔ان اپ بھرنشاں کی گنتی پانچ تیئں جاوے سے۔

ا۔شورسینی اپ بھرنش: اس تے کھڑی بولی، ہریانوی یا بانگرو نے جنم لیا۔ار پنجابی ، گجراتی، راجستھانی ار پہاڑی بولیاں بھی سامنے آئی۔

۲۔ماگدھی اپ بھرنش۔

۳۔اردھ ماگدھی اپ بھرنش۔

۴۔مہاراشٹری اپ بھرنش

۵۔اتری پچھمی اپ بھرنش

اورے،ہم شورسینی کا جکراء کراں گے کیونکہ پہلوں ہریانوی یا کھڑی بولی ار پھیر اردو کا جنم ہویا۔برج بھاشا ار ہریانوی دونوں ءویں بولی سیں جن کا اردو کے جنم تائیں بڈا ڈونگا رشتہ سے ۔ ڈاکٹر محی الدین قادری کی کتاب "ہندوستانی لسانیات " کے کہن کے مطابق پچھمی ہندی کے پیٹ تے پانچ بولیاں نیں جنم لیا۔

ا۔برج بھاشا: یا بولی علی گڈھ، دھولپور، کرولی ار آگرہ کے آسے پاسے بولی جاوے سے۔

۲۔قنوجی: یا اوپری دوآبہ میں برج بھاشا علاقے کے پورب میں بولی جا سے

۳۔بندیلی: یا بولی بندیل کھنڈ ار بچلے ہند کے علاقیاں میں بولی جے سے

۴۔ہریانوی یا بانگرو: دکھنی پوربی پنجاب میں بولی جا سے

۵۔ہندوستانی: برج بھاشا علاقے کے اتر میں انبالہ تے رام پور تائیں بولی جا سے

جباناں کے ماہرین کی صلاح میں دلی کے آسے پاسے کے علاقیاں میں بولی جان آلی جبان اصل میں ہریانوی ءسے۔جس نے آگے چال کے اردو کی سکل بنائی۔یا بات ٹھیک مانی جا سے کہ دلی شہر چار بولیاں کے سنگم پہ کھڑیا سے۔جن میں برج بھاشا، میواتی، ہریانوی ار کھڑی بولی سیں۔۔پروفیسر مسعود علی خان نے اپنی کتاب "مقدمہ تاریخ زبان اردو "میں لکھیا سے کہ۔ "قدیم اردو جمنا پار کی ہریانوی بولی سے قریب تر تھی۔(5)

ڈاکٹر عمران اختر اپنے تحقیقی پتر میں لکھیں سیں، "ہریانوی باقاعدہ ایک زبان ہے جو فرہنگ، ضرب المثل، محاورات، ذخیرالالفاظ، ادب صرفی ونحوی قواعد، صوتی علامات ونظام اور معنوی قوانین رکھتی ہے۔جبکہ اس کے دیگر علاقائی لہجے روہتکی ، رانگڑی ، میواتی ، راجپوتی اور ریواڑی سمیت دیگر لہجوں کا نہ تو صوتی وحرفی نظام ہے اور نہ ہی کوئی باقاعدہ رسم الخط یا حروف تہجی۔ (6) یا بات اپنی جگہ کہن کے قابل سے کہ ہریانوی نیں ایبے تائیں ہندوستان میں بی

فرہنگ:۔☆باپنچی:بڑھی☆جکرا:ذکر☆ڈونگا:گہرا☆پتر:مقالہ☆ایبے تائیں:ابھی تک

جبان کا درجہ کونی ملیا سے ۔ اس کی وجہ نیوں بھتاویں سیں کہ اس کے اپنے شبدھ یا لپی کونی۔ اراس نیں ایب تائیں ہندی کا ءایک لہجہ مانیا جے سے ۔ نیوں تو اس بکھت ہریانے میں اس تیئں جبان کا درجہ دیوان کھاتر ایک تحریک اپنے جوراں پہ سے ۔ وی۔ ایم۔ بے چین ار انوپ لاٹھر جسے دوست اس پہ کھوب محنت کرن لاگ رے سیں۔ دوسری اوڑ ہندوستان میں بھوج پوری تے بی جبان کا درجہ دے دیا گیا سے ۔ پر اسکے بھی اپنے شبدھ ار لپی کونی۔ مہارے اورے بی یوئے کچھ دکھنی پنجاب میں سرائیکی گیلیاں ہوندا رہیا سے اک اس تائیں بی پنجابی کا ءلیجہ مانیا جاوے تھا۔ایب پاکستان کی بات کرلیا ساں۔ بی بی سی کے جانچ پڑتال کرن آلے محکمے کے مطابق اس بکھت پاکستان میں 74 جباناں بولی جاویں سیں ار ہریانوی بی ان میں تے ایک سے ۔ مجے کی بات یا سے کہ ان میں تے گھنی جباناں کے اپنے حرپھ کونی۔ نیوں دیکھیا جاوے تو یا بات بی مہارے سامنے ء سے کہ اردو جبان نیں بی اپنے حرپھ ار لپی واسطے عربی ار پھارسی کا سہارا لیا۔ اردو جبان کی مڈھ آلی اواج ار شبدھ میں عربی، ہندی، پھارسی ار پستو کے شبدھ سیں۔ نیوں ایک ہریانوی ہون کے ناطے میں یو مطالبہ کر سکوں سوں کہ پاکستان میں بی ہریانوی نیں سرکاری طور پہ تسلیم کر یا جاوے ۔ ار سارے حکومت کے ہون آلے سروے ار مردم سماری میں اس نیں بانچیا جاوے ۔ ہریانوی جبان کے چھ لہجے رجسٹرڈ سیں۔

ا۔ بانگری: سنٹرل ہریانہ جو کہ جلع جیند، کیتھل ار نروانہ کے آسے پاسے بولی جے سے

۲-باگڑی: سرسہ، حصار، فتح آباد ار ہانسی کے علاقیاں میں بولی جے سے

۳-کھادری/نردکھی/کوروی: انبالہ، کرنال، یمنا نگر، کورکشیتر کے علاقیاں میں بولی جاوے سے

۴-دیش والی: روہتک، سونی پت, پانی پت، گوہانہ، جھجھر ار بھوانی میں بولی جاوے سے

۵-آہیرواٹی: مہندر گڈھ، ریواڑی ار نارنوند میں بولی جاوے سے

۶-میواتی: ریاست میوات، گوڑگاوں، فرید آباد ار آسے پاسے کے شہراں میں بولی جے سے

جڑے تیئں ہریانوی ادب کا تعلق سے تو ہریانوی جبان کسے دوسری جبان تے پاچھے کونی سے ۔ اس جبان میں ناول، اپھسانے ، قصے، لوک گیت، گجل، راگنی ار سانگ کئی سو سالاں تے لکھدے آن لاگ رے سیں۔ یا ایک قدرتی بات ہووے سے کہ کوئے بی لکھن آلا اپنے علاقے میں بولے جان آلے لہجے ار شبدھ لے لے لکھے سے تو اس طریاں ہم نیں کئی لہجے پڑھن نیں مل جے سیں۔ پرانے لکھن آلیاں میں پنڈت لکھمی چند ار پنڈت مانگے رام کے لکھے ہوئے سانگ آج بی پڑھے جاویں سیں۔ پرانے بجرگاں نیں آج بی منہ جبانی یاد سیں ار گاماں میں ہیں سانگ ایبے بی کرائے جاویں سیں۔ آج کے جمانے میں جد میڈیا نیں گھنی ءترقی کر لی سے ۔ انڈیا میں گاماں میں ان سانگاں نیں لٹھ گاڈ راکھیا سے ۔ مانساں ار لوگایاں کے ٹھٹھ لاگ جے سیں دیکھن کھاتر۔ پاکستان بنیا تو مسلمان موسیقار، گویے۔ سانگی بی ہجرت کر کے آ گے۔ ان میں ءحاجن حسینہ بیگم کا نام پورے پاکستان میں اپنی پہچان راکھے سیں۔ حسینہ بیگم نیں لوک ورثہ واسطے بی سانگ ریکارڈ کروائے تھے جو آج بی ان کے دھورے محفوج سیں۔ اس کے علاوہ بندے میر میہمی کی راگنیاں کی دھوم بی سارے پاکستان میں تھی ۔ بندے میر کے چیلے پھجلو میر بی اپنی جگہ کامیاب رہیا۔ ہیں سانگ 70 کی دہائی تک تو پاکستان کے ہر اس شہر ار گام

فرہنگ:۔☆ بکھت: وقت☆ مجے: مزے☆ حرپھ: حرف☆ شبدھ: لفظ☆ ٹھٹھ: ہجوم

میں ہوندے رہیے جڑے ہریانوی لوگ بیٹھے تھے۔پھیر الگھ الگھ ہریانوی بولن آلے بجرگ اس دنیا تے اٹھدے گئے ار سانگ کرن آلے سانگیاں کی بی بے توقیری ہوگی۔ ییں سانگی اپنی روجی روٹی کھاتر کسے اور کام تے جڑدے گئے ار آج ہم نیں اس پرانی ٹیم کے ایک ءستارہ صدیق ریڑھیا دیکھے سے ۔نئے لکھن آلیاں میں انڈیا تے انوپ لاٹھر، مہر سنگھ، جیمینی ہریانوی، کنول ہریانوی، روشن ورما، جیمینی ہریانوی، کنول ہریانوی، شری کرشنا گوتن۔جگبیر راٹھی، ست پال سنیہی، نریندر گولیا، سونل دھہیا بڑے نام سیں جو ہریانوی زبان کی خدمت کر رے سیں۔صوبہ ہریانہ میں ہریانوی جبان میں بے شمار فلماں بنیں سیں۔۔اور ہریانہ نے ہندوستان فلم انڈسٹری تے جوہی چاولہ، پرینیتی چوپڑہ، ملائکہ شیراوت، اوم پوری، رندیپ ہوڈہ، لیش پال شرما، اجے ہوڈہ جسے بڑے اچھے اداکار بھی دیئے۔

ایب میں جکرا کروں گا پاکستان میں ہریانوی ادب کا۔ ہندوستان کے بٹوارے کے بعد جو ہریانوی ہجرت کر کے پاکستان آئے ویں کسے ایک علاقے میں نہ بس سکے۔ بلکہ پاکستان کے سارے شہراں میں کھنڈ گے۔ان میں تے جیادہ لوگاں کا تعلق واسطہ دیہات کے گاماں تے تھا تو ان تیئں جمین بی دیہات میں الاٹ ہوئی۔تھوڑے سے لوگ شہراں میں جائیداد لے سکے۔ ار جو پڑھے لکھے تھے ان میں تے کچھ لوگ سرکاری نوکری میں چلے گئے۔ 60 کی دہائی میں کچھ سہ ماہی رسالے چھپدے دیکھیں سیں۔کچھ اکھبار بھی دیکھے جسکا سہرا بلا شک راجپوت بھائیاں کے ان بجرگاں کے سر پہ باندھیا جا سکے سے جنہاں نیں اس جبان کی چھاجت واسطے کام سروع کریا۔ پر یو کام آہستہ ار چھوٹے پیمانے پہ تھا۔ ہریانوی جبان کے ایک اور لہجے یعنی میواتی میں بی کا پھی ادبی مواد موجود ہے۔ار لاہور تے میواتی میں ایک ماہنامہ بی چھپے سے ۔کنور نثار احمد کا جے جکرا نہ کریا جاوے تو پاکستان میں ہریانوی ادب نامکمل رہوے گا۔کنور صاحب نیں ہریانہ اردو اکیڈمی کی بنیاد رکھی جس نیں نہ سرپھ ادب کی تکھلیق سروع کری بلکہ سانگ ار سانگیاں کی سرپرستی بی کری۔کنور جی ہر سال ہریانوی لوگاں کا ایک کٹھ کرایا کریں تھے جس میں سارے پاکستان تے لوگ آویں تھے ۔راو رحمت محفوظ کی لکھی ہوئی ہریانوی اپھسانیاں کی کتاب "مراڑ "جو کہ 2006 میں چھپی نیں ہریانوی پڑھن آلیاں کے دل جیت لئے ۔اس کتاب میں 14 اپھسانے موجود ہیں جن میں تین ترجمہ کرے ہوئے اپھسانے سیں۔اپھسانہ "مراڑ "مہارے علاقے کے حالات کی نمائندگی کرے سے جس میں ایک طلاق یاپھتہ چھوری تیئں کوئے بی دوسری باری نکاح کرن پہ تیار کونی۔ بہرحال راو رحمت علی تے ہریانوی اپھسانہ نگاری کا بانی مانیا جاوے گا۔رانا طفیل رضا صاحب نیں لاہور تے ہریانوی ادب تے بدھیوا دین واسطے "ہریانوی ادب "کے نام تے ایک جریدہ چھاپنا سروع کریا سے ۔جس میں ہریانوی لکھاریاں تے دعوت دی جاوے سے کہ ویں ہریانوی زبان وادب کی آبیاری کریں۔رانا نوشاد قاصر بی ہریانوی کے بڑے گڑنگ ار پکے کوی سیں۔ جو گھنی دیر تے اردو ار ہریانوی شاعری کریں سیں۔ بھائی نوشاد کی اردو شاعری کی کتاب تو چھپ کے آ گی سے ۔ایب ہم ان کی ہریانوی شاعری کی کتاب کی باٹ دیکھاں ساں۔ان کے لکھے ہوئے ہریانوی گیت ار گجل جو ارشاد علی ار صدیق ریڑھیا نیں گائی سیں ۔ ویں ہر کسے کی جبان پہ سیں۔ ار سرحد پار ہریانوی ڈھبی ان کے دیوانے سیں۔ایک اور بات کا کریڈٹ نوشاد بھائی تیئں جاوے سے کہ انہاں نیں ایک ہریانوی ڈکشنری بی لکھ راکھی سے جس میں 10000 تے جیادہ شبدھ موجود سیں۔

فرہنگ:۔☆ کھنڈ: بکھر ☆ گام: گاؤں ☆ اکھبار: اخبار ☆ اپھسانیاں: افسانے ☆ چھوری: لڑکی ☆ گڑنگ: ماہر ☆ کوی: استاد

نوہرہ

محترم اختر دولتالوی کا جیکرا نہ کرنا بی جیادتی ہووے گی۔ دولتالوی صاحب کا نام ہریانوی شاعراں کی لسٹ میں اوپر سے ار ان کا شمار استاد شاعراں میں ہووے سے۔ ان کے کلام میں جو روانی ار چاسنی سے وا کسے کسے جگہ ءدیکھن میں آوے سے ۔ جو بھائی بند ہریانوی لکھدے رہے ۔ انہاں نیں لکھیا تو بہت کچھ پر ان کا کام چھپ نی سکیا۔ ار آج مہارے دھورے موجود کونی۔ کچھ لوگ بس اپنا من پرچان کھاتر لکھدے رہے ار ان کی لکھت تے عام لوگ پھیدا نہیں ٹھا سکے۔ ان میں کچھ لوگ اسے بی ہیں جو اپنے ادبی کام نیں چھپوانا تو چاہویں سیں پر ان پہ وسائل کی کمی سے۔ آج بی پاکستان میں ہریانوی لوگ لکھیں تو سیں پر وہ لکھے بیٹھے سیں ار سامنے نی آندے ۔ پاکستان میں ہریانوی لکھن آلیاں میں راو رحمت علی محفوظ، نوشاد قاصر، اصغر ترمذی، کنور نثار احمد، احمد سجاد بابر، رانا طفیل رضا، راو اسلام دین۔ اختر دولتالوی۔ مشتاق ظفر۔ راؤ انعام اللہ، رانا تصویر۔ جمیل احمد رانا۔ پروفیسر جاوید مرزا۔ کشور لودھراں۔ مرزا وصی۔ صابر علی صابر اراز بر سفیر شامل سیں۔ پچھلے سال فروری میں منے اپنے کچھ دوستاں گیل مل کے بہاولپور میں ایک اجلاس بلایا تھا جس کا مقصد ہریانوی جبان تے آگے بدھان کی راہ ٹوھنا تھا۔ جس میں دس دوستاں نیں سرکت کری تھی۔ اجلاس میں ہریانوی ادب کی ترقی ار اس تیئں محفوج بنان واسطے بات چیت ہوئی۔ اس بات کا بی ارادہ کریا گیا تھا کہ جبان وادب کی ترقی کھاتر ایب چین تے کوئی بیٹھاں۔ میں رب تعالی کا بڈا ءشکر گجار سوں کہ لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا۔ آلی بات ٹھیک ثابت ہوئی ار آج ہم سارے بھائی اس کانفرنس میں موجود ساں۔ تھوڑے دن پہلاں ملتان میں دو ہریانوی مشاعرے ہوئے جن کے کران میں رانا تصویر بھائی ار نوشاد قاصر بھائی کی گھنی تمنا ار کوسس سامل تھی۔ آج ہم دیکھاں ساں تو سہ ماہی "پیلوں" میں ہریانوی گوشہ بی مہارے شیامہی سے ۔ اس واسطے ہم مدیر "پیلوں "ڈاکٹر انوار احمد کے دل کی گہرائیاں تے سکر گجار ساں۔ ہر پندرہ دن بعد Whats App پہ ہریانوی مشاعرہ ایب باقاعدگی گیلاں ہوندا آوے سے ار اسکا سہرا نوشاد قاصر کے سر پہ سے ۔ اس مشاعرے نیں نہ سرپھ پاکستان کے ہریانوی سنیں سیں بلکہ ہندوستان ار سمندر پار ہریانوی بی اسمیں سامل ہووے سیں۔ آکھر میں جے راؤ انعام اللہ کا حوالہ ناں آوے تو جیادتی ہووے گی جو کہ نہ سرپھ ہریانوی کے بہت اچھے شاعر سیں بلکہ ویں جلدی ء ہریانوی چینل سروع کرن کا ارادہ راکھے سیں۔ ان کی جندگی کے کئی پہلو سیں ۔ یو بھائی پولیس جسے محکمے میں ہوندیاں بی ہریانوی شاعری کھاتر ٹیم کاڈے سے ار پھیر بہاول نگر تے ایف۔ ایم ریڈیو پہ بی پروگرام کرے سے۔ ہم نیں اسے ءبندے کی جرورت سے جو ہریانوی تیئں ایک اعلی مقام دین میں مددگار ہووئے۔ صاحبان منجل اپے دور سے۔ گھنی مسکلات آویں گی پر ہم نیں بلکل بی نہیں گھبرانا بلکہ کٹھے ہو کہ ان کا مقابلہ کرنا سے ار منجل پہ پہنچنا سے۔ آن آلے بکھت میں ۔ میں دیکھن لاگ رہیا سوں کہ ہریانوی جبان میں ادبی لکھت بدھیں گی۔ اس تے علاوہ جس طریوں اردو حروف میں بدھاوا۔ ار ترمیم کر کے سرائیکی کے شبدھ نہ سرپھ وجود میں آگے ار سرائیکی ادب ترقی کرن لاگ رہیا سے ۔ اسے طریوں بہت جلدی ہریانوی شبدھاں کی تکھتی بی اپنی سکل میں آوے گی ار ہریانوی جبان دن رات ترقی کرے گی۔

فرہنگ:۔☆ کھاتر: لیے☆ پھیدا: فائدہ☆ ٹوھنا: تلاش کرنا☆ شیامہی: سامنے☆ منجل: منزل☆ تکھتی: تختی

ہریانوی رسم الخط اور حروفِ تہجی

''پہلی ہریانوی کانفرنس (ملتان) پاکستان''

۲۵، اگست 2018 بروز ہفتہ

پہلا سیشن: ہریانوی ادب وثقافت

جاوید مرزا

''ہریانوی رسم الخط اور حروفِ تہجی'' ہر چند کہ آج کی کانفرنس میں ناچیز کو اس موضوع پر لب کشائی کا موقع عطا کیا گیا ہے جس پر راقم منتظمین نوہرہ کا مشکور وممنون ہے۔ کانفرنس میں موجود علماء و ادباء کی موجودگی میں میری کیا بساط ہوگی جہاں بڑے بڑے معتبر اداران سے وابستہ کہنہ مشق بزرگ اور ماہرین لسانیات تشریف فرما ہیں۔ تاہم جیسا کہ مجھے رانا تصویر صاحب نے مذکورہ بالا موضوع پر چند حروف لکھنے کا حکم صادر فرمایا تو اپنی گزارشات آپ کی نذر کرتا ہوں۔ اپنے موضوع پر براہِ راست کلام کرنے سے قبل مناسب سمجھتا ہوں کہ لسانیات اور ہریانوی کا مختصر تعارف بھی احباب کی خدمت میں پیش کردوں تاکہ موضوع تک رسائی آسان ہو سکے۔ لسانیات کا اجمالی جائزہ: علم اللسان یعنی زبان کے علم کا زمان ومکان، ہیئت اور مختلف شاخوں کے حوالے بالترتیب مطالعہ وقت کی ضرورت اور فکرِ لازم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ لسانیات عربی کے لفظ لسان سے ماخوذ ہے جس سے مراد زبان کا علم ہے۔ اصطلاح میں لسانیات علم کی وہ قسم ہے جو زبان کی بنیاد، اصلیت اور اس کی ماہیت کا مطالعہ کرتی ہے۔ زبان کی معرفت یعنی زبان کا حسب ونسب، تاریخی ارتقاء کے مختلف ادوار، زبان کے مزاج اور فطرت سے شناسائی زبان کی معرفت کہلاتی ہے۔ کسی زبان کی ترقی کے لیے اس زبان کی معرفت کا حصول حزو لازم سے کم اہمیت نہیں رکھتا اور اسی سبب سے ہم اس کی ترقی سے مسائل سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں اور اسے آگے بڑھا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر محی الدین زور قادری کے بقول، ''لسانیات اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ زبان کی ماہیت، تشکیل وارتقاء زندگی اور وفات کے متعلق آگاہی حاصل ہوتی ہے''(۱)۔ لسانیات سے متعلق ڈاکٹر قاسم بگھیو لکھتے ہیں،'' زبان کا مرحلے وار علم، لسانیات ہی ہے۔ جو انسان کی قوت تحقیق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کسی شخصیت کا تجزیہ کرنا، اس کی ذہانت، سماجی مراتب، تعلیمی معیار، کام کی اہلیت، گروہی وابستگی اور دیگر متعدد پہچان کے میدانوں اور سماجی حیثیتوں کا مطالعہ علم اللسان کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔(۲) لسانیات کی تحقیق کے حوالے سے دو طرح کی تجربہ گاہیں ہوسکتی ہیں۔ ایک باقاعدہ تجربہ گاہ جبکہ دوسری کوئی بھی لسانی گروہ جہاں لوگوں کو بولتے ہوئے سنا جائے اور اس سنے ہوئے سے اخذ کیا جائے کہ آیا کسی علاقے میں لسانیات پر کیا تغیرات آتے ہیں۔ لسانیات کی اقسام:

اس حوالے سے لسانیت کو چار اہم اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں ہم اجمالاً پیش کریں گے۔ ا۔صوتیات ب۔معنویات ج۔نحویات د۔مارفینیات ا۔صوتیات: لفظ صوتیات، صوت سے ماخوذ ہے جس کے معنی آواز کے ہیں۔ صوتیات لسانیات کی ایک ایسی صنف ہے جس میں آواز سے متعلق مطالعہ کیا جاتا ہے۔

ب۔ معنویات: معنویات لفظ معنی سے ماخوذ ہے اس کا دوسرا نام لغویات بھی ہے جس سے مراد مفہوم کا جاننا ہے۔

ج۔ نحویات: نحویات لفظ نحو سے ہے۔ نحویات میں معنی ومفہوم کے لحاظ

سے کلموں اور ان کی تبدیلیوں، جملوں کی ماہیت ان جملوں میں کلموں ترتیب، مطابقت اور معنوی رشتوں کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔

د۔ مارفینیات: یہ علم گرائمر کی گردان سے تعلق رکھتا ہے۔ لسانیت کی رو سے گرائمر بنیادی طور پر نا قابل تقسیم معنوی اکائی سے بحث کرتی ہے۔ اس اکائی کو مارفیم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اردو میں اس کے لیے معنیہ کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی ہے۔ بہر حال مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ عمومی لسانیت کے بنیادی موضوعات، زبان کے مختلف مسائل، زبان کے آفاقی اصول اور اس کی ساخت کے تجزیے کے طریقِ کار ہیں۔ جب ہم اس علم کو سائنس کہتے ہیں تو ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زبان کا مطالعہ روایتی اندازِ فکر سے ہٹ کر خالص منطقی دلائل کے ساتھ مکمل منظّم، جامع اور واضح انداز میں کیا جاتا ہے۔ جہاں زبان کے آغاز وارتقاء کو جاننا ضروری ہے وہیں یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ اس کی ساخت وسرشت سے بھی کما حقہ واقفیت حاصل ہو۔ اس کے بغیر زبان سے پوری پوری آ گاہی حاصل نہیں ہوگی۔ زبان کی ساخت وسرشت سے مراد زبان کی بناوٹ، اس کا ڈھانچہ، کینڈا یا ڈول ہے جو زبان کو دوسری ہمسر زبانوں سے ممتاز بناتا ہے۔ زبان اپنی ہیئت، امتیازی خدوخال، خصائص واحوال سے پہچانی جاتی ہے اس لیے زبان کے خدوخال اور امتیازی صفات کو زبان کی ساخت کہا جائے گا۔ جبکہ سرشت زبان کی سیرت اور اس کا فطری رجحان ہے۔ ہر زبان کے ارتقاء کی ایک روش ہوتی ہے۔ ایک خط سیر جس پر زبان آگے بڑھتی اور ترقی کی منزلیں طے کرتی ہے۔ یعنی زبان کی ساخت اس کی فطرت ہے اور زبان کی سرشت اس کے فطری تقاضے۔ ڈاکٹر محی الدین زور قادری لکھتے ہیں۔:''زبان کا تجزیہ، ان کی تاریخ ان کے باہمی تقاطِ ارتباط، ان کی معنوی ساخت اور ان کی ظاہری تقسیم وگروبندی پر غور وخوض کرنا لسانیت کا سب سے بڑا مقصد ہے۔''(۳) زبان کی خصوصیات میں ایجاد واختراع کا پایا جانا بھی ناگزیر ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کے سرمائے میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس کے پاس کچھ بنیادی مادے اور مادوں کے ساتھ ساتھ کچھ قاعدے بھی ہیں جن کی بدولت زبان کی ساخت اور جسامت برابر بڑھتی چلی جاتی ہے۔ زبان، بولی اور لہجہ میں فرق کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر عمران اختر اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں لکھتے ہیں،''زبان ایک شُستہ اور ادبی سرمایہ سمیت مستقل ذخیرہ الفاظ کی حامل ہوتی ہے جبکہ لہجہ معیاری اور غیر معیاری ہوسکتا ہے۔ مقامی لہجہ با قاعدہ طور پر ادبی صورت نہیں رکھتا تا ہم اس کو ضبط تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔''(۴) زبان سماجی بناوٹ سے متعلق شواہد بھی مہیا کرتی ہے، رشتوں، ناتوں، عقائد، قوعد اور اقدار کے مطالعے سے مختلف نسلی اور سماجی گروہوں، مردوزن، خواندہ، بچوں، جوانوں، خواہ بوڑھوں میں استعمال ہونے والے الگ الگ محاوروں، لہجوں اور اصطلاحات کے ذریعے بھی سماجی ہئیت اور زبان کی بناوٹ سے متعلق رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر عمران اختر لکھتے ہیں:''سماج، تہذیب اور زبان ایک ایسی تکون ہے جس پر لسانی عوامل کی ساری عمارت کھڑی ہے۔ سماج انفرادی اور گروہی روابط کے ساتھ ساتھ محبت اور نظم وضبط سے عبارت ہے۔ زبان جہاں سماجی ارتقاء کا وسیلہ بنتی ہے وہیں لسانی ارتقاء کے مدارج بھی اسی کے سبب سے پروان چڑھتے ہیں۔''(۵) زبان سے متعلق مسائل ومباحث کا نام لسانیات ہے۔ ہر چند کہ زبان سے متعلق بحث وتمحیص کا سلسلہ قدیم ہے۔ یوں سمجھیے کہ جب سے انسان کا شعور

نوھرہ

بیدار ہوا اور اس نے گردوپیش پر نظر ڈالتے ہوئے سوچنا شروع کیا تو اس کے ذہن میں زبان سے متعلق مختلف سوالات پیدا ہوئے جن کے چند جوابات اس نے اپنی ذہنی بساط کے مطابق وضع کر لیے جن میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔آریائی زبانیں: ہندوستان جسے بعض محققین نے ''بولیوں کا جنگل'' اور بعض نے ''لسانیاتی بہشت'' کا نام دیا ہے۔ جہاں بقول سدھیشور ورما (۲۲۵) زبانیں اور (۷۵۰) بولیاں بولی جاتی ہیں۔ بیسویں صدی عیسوی کے نصف اول تک کی شماریات کے مطابق تقریباً چھبیس کروڑ انسان آریائی زبانیں بولتے ہیں، سات کروڑ دراوڑی، ڈیڑھ کرور تبت چینی اور پچاس لاکھ منڈا زبانین بولتے ہیں ۔اس اعتبار سے یہاں آریائی زبانین انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔کانفرنس میں موجود علماء بخوبی جانتے ہیں کہ آریائی کو دو بڑی شاخوں یعنی (۱) ہند آریائی (۲) ہند ایرانی میں تقسیم کیا گیا ہے۔اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ پاک و ہند میں ہند آریائی زبانوں کے بولنے والوں کی تعداد ہند ایرانی زبانیں بولنے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔ آریائی زبانیں ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ایران، ترکی، روس اور چین کے علاقوں میں بولی جاتی ہیں۔زبانوں کے طویل اور مسلسل ارتقائی سفر پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہند آریائی کا ارتقائی سفر قبل مسیح سے لے کر تا حال جاری ہے۔ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹر جی اپنی تصنیف ''ہند آریائی ہندوی'' میں لکھتے ہیں، ''دنیا کے کسی دیگر لسانی گروہ میں اتنا لمبا اور مسلسل ارتقاء مشاہدہ میں نہیں آیا، اس خصوصیت کی وجہ ویدوں کی قدیم یادداشتوں کی موجودگی ہے'' (۶) قدیم ہند آریائی کے ارتقائی سفر سے متعلق مرزا خلیل احمد بیگ لکھتے ہیں: ''ہند آریائی کا قدیم دور1500 قبل مسیح تا500 قبل مسیح، یعنی پورے ایک ہزار سال تک قائم رہتا ہے۔'' (۷)۔آریائی زبانیں ہند یورپی خاندانوں کی زبانوں میں شامل ہیں۔قدیم ہند آریائی:

ہند آریائی نے اپنے ارتقاء میں مختلف ادوار میں مختلف منازل طے کی ہیں جن میں قدیم ہند آریائی، وسطی ہند آریائی اور عہد حاضر کی ہند آریائی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ قدیم ہند آریائی ہیں میں ویدک منزل، جو دیدوں میں ملتی ہے اور عام لوگوں کی زبان معلوم نہیں ہوتی ، زمانہ پانی ، اس میں سنسکرت زبان ہندوستان کے عالموں کی مشترکہ زبان بن گئی۔رزمیہ منزل، میں مہا بھارت کی تصنیف ہوتی ہے جس میں عام لوگوں کی پراکرت زبانوں سے کثیر التعداد الفاظ سنسکرت میں شامل کیئے گئے ۔دنیاوی منزل، یہاں سنسکرت ہندوستان کی سرکاری زبان بن گئی اور پروہتوں سے اس کا خاص تعلق ٹوٹ گیا۔ٹکسالی منزل میں سنسکرت کا عام لوگوں سے پھر تعلق ٹوٹ گیا۔وسطی ہند آریائی (مغربی ہندی): وسطی ہند آریائی جسے عمومی طور پر 'مغربی ہندی' کہا جاتا ہے۔ میں ابتدائی طور پر اشوک کے کتبے لکھے گئے ، بعد از دپالی کی منزل میں بدھ مذہب کی مقدس کتابیں لکھی گئیں ۔انہیں پہلی پراکرتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے زمانے کا تعین ۵۰۰ ق م تا اق م کی گیا ہے۔ یہ دونوں پراکرت کی اولین شکلیں ہیں۔ پھر اردھ ماگدھی جین مذہب کی مقدس کتابوں کی زبان تھی۔اردھ ماگدھی پراکرت کا علاقہ شورسینی پراکرت اور ماگدھی پراکرت کے درمیان کا علاقہ تھا۔اس کے بعد پراکرت زبانیں تھیں جو عام لوگوں کی زبانیں تھیں۔ان کی تین اہم قسمیں تھیں،اول شورسینی جو دوآبہ گنگ وجمن اور پنجاب کے علاقوں میں بولی جاتی تھی (یہی شورسینی پراکرت ہماری آج کی کانفرنس کا موضوع ہوگی)، دوم ماگدھی،

مشرقی ہند کی بولی اور سوم مہاراشٹری، جنوبی ہند میں بولی جانے والی زبان اور اسی طرح اپ بھرنشائیں جو دراصل پراکرت کا مابعد ارتقاء ہیں۔ مرزا خلیل احمد بیگ لکھتے ہیں،'' ہند آریائی کے ارتقاء کا دوسرا دور وسطی ہند آریائی کہلاتا ہے۔ یہ دور ۵۰۰ ق۔م۔ تا ۱۰۰۰ سنہ عیسوی قائم رہتا ہے۔ اس دور میں پراکرتیں پھیلتی پھولتی اور پروان چڑھتی ہیں''۔(۸) پراکرت: پراکرت درحقیقت سنسکرت میں تبدیلی سے فطری طور ظہور پذیر ہوئی۔ یہ ایک سادہ اور سہل زبان تھی اسی لیے اسے عوام میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ سدھیشور ورما اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ،'' ان بولیوں کا آغاز چھٹی صدی عیسوی سے ہوا اور یہی زبانیں عہدِ حاضر کی ہند آریائی زبانوں کا پیش خیمہ ہیں۔ ان بولیوں میں دیسی بولیوں کے بے شمار الفاظ شامل ہو گئے۔ اور صرف و نحو بہت سادہ ہو گئی۔''(۹) اپ بھرنش: اپ بھرنش یعنی بگڑی ہوئی یا بھرشٹ زبان، ان زبانوں کو کہا گیا جو مختلف پراکرتوں کے ادبی زبانیں بن جانے اور عوم کی دسترس سے باہر چلے جانے پر وجود میں آئیں۔ یہ اپ بھرنشیں ہندوستان کے طول و عرض میں پنجاب سے لے کر راجستھان، اور بنگال تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اپ بھرنشوں میں تخلیق کردہ ادب راجستھانی، گجرات، شمال مغربی ہندوستان، بندیل کھنڈ اور بنگال میں موجودہ دور میں بھی دستیاب ہو جاتا ہے۔ مرزا خلیل احمد بیگ لکھتے ہیں،'' جب دوسری پراکرتیں ادبی بن گئیں تو ان کا ارتقاء مختلف نہج پر ہونے لگا اور عوام سے ان کا رشتہ ٹوٹ گیا، چنانچہ یہ عوام سے الگ تھلگ ہو گئیں۔ عوامی دوسری ڈگر پر ارتقاء پانے لگی۔ عوام نے پراکرت کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اور ان کی شکلیں بگاڑ کر بولنا شروع کر دیا۔ یہی ٹوٹی پھوٹی (Broken) اور بگڑی ہوئی (Corrupt) زبان 'اپ بھرنش' کہلائی''۔

(۱۰) ہر چند کہ محققین نے اپ بھرنشاؤں کی مختلف اقسام بتائی ہیں، جیسا کہ 'جونا گر، اپ ناگر اور وراچڈ یا براچڈ وغیرہ اس کے علاوہ مشرقی، مغربی اور جنوبی اپ بھرنش میں تقسیم کیا گیا ہے تاہم بیشتر لسانیاتی علماء نے درج ذیل پانچ اقسام پر اتفاق کیا ہے۔

۱۔ شورسینی اپ بھرنش
۲۔ ماگدھی اپ بھرنش
۳۔ اردھ ماگدھی اپ بھرنش
۴۔ مہاراشٹری اپ بھرنش
۵۔ شمال مغربی اپ بھرنش

درج بالا اپ بھرنشاؤں میں ہمارے موضوع سے متعلق جو اپ بھرنش ہے اسے 'شورسینی اپ بھرنش' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس اپ بھرنش کا ورود 'شورسینی پراکرت' سے ہوتا ہے۔ اسی سے ہریانوی اور بانگرو نے جنم لیا ہے۔ لہٰذہ وقت کی قلت کے پیش نظر ہم اسی اپ بھرنش پر بات کریں گے۔

شورسینی اپ بھرنش:

قدیم ہند آریائی دور میں مدھیہ پر دیش(Midland) کہا جانے والا مرکزی علاقہ متھرا (ترپر دیش) کے علاقہ شورسین میں بولی جانے والی شورسینی پراکرت سے جنم لینے والی شورسینی اپ بھرنش سامنے آتی ہے۔ وسطی ہند آریائی یا مغربی ہندی سے جنم لینے والی اس اپ بھرنش کو اردو کی ابتدا کے حوالے سے بھی خاصی اہمیت حاصل رہی ہے۔ مرزا خلیل احمد بیگ لکھتے ہیں،'' ۱۰۰۰ء کے بعد اس (شورسینی اپ بھرنش) کے بطن سے کھڑی بولی، راجستھانی، پنجابی (مشرقی)، اور گجراتی زبانیں پیدا ہوئیں۔''

(۱۱) ہریانوی یا بانگرو:

مغربی ہندی کے بطن سے جنم لینے والی دیگر پانچ بولیوں کو بھی انتہائی اہمیت حاصل رہی ہے جن میں ہریانوی یا بانگرو، برج بھاشا، بندیلی، قنوجی اور ہندوستانی کا ارتقاء بھی شور سینی سے ہوا ہے۔ اول الذکر دو زبانوں کا اردو کے ارتقاء سے بھی گہرا تعلق بتایا جاتا ہے۔ ان پانچ زبانوں سے متعلق ڈاکٹر محی الدین زور قادری اپنی کتاب 'ہندوستانی لسانیات میں لکھتے ہیں،''اس (مغربی ہندی) کی اہم قسمیں پانچ ہیں۔ ا۔ برج بھاشا، وہ بولی ہے جو بریلی، علی گڑھ، آگرہ، متھرا، دھولپور اور کرولی کے اطراف و اکناف رائج ہے۔۲۔ قنوجی، جو بالائی دوآبہ میں برج بھاشا علاقہ کے مشرق میں بولی جاتی ہے۔۳۔ بندیلی، بندیل کھنڈ اور وسط ہند کے علاقوں میں رائج ہے۔۴۔ بانگرو یا ہریانی، جو جنوب مشرق پنجاب میں بولی جاتی ہے۔۵۔ ہندوستانی، جو برج بھاشا علاقے کے شمال میں انبالہ سے رامپور تک بولی جاتی ہے اس کو کھڑی بولی اور ہندی بھی کہتے ہیں۔'' (۱۲) وہ مزید لکھتے ہیں،''اردو پر بانگرو یا ہریانی زبان کا بھی قابل لحاظ اثر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ زبان دہلی کے شمال مغرب میں انبالہ کے اطراف اس علاقے میں بولی جاتی ہے جو پنجاب سے دہلی آتے ہوئے راستے میں واقع ہے۔'' (۱۳) حافظ محمود شیرانی اپنی کتاب' پنجاب میں اردو' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں،'' کہا جاتا ہے کہ مغربی ہندی، جس کے برج بھاشا، ہریانی، راجستھانی، پنجابی اور اردو شاخیں ہیں، قدیم پراکرت سوراسینی کی یادگار ہے۔'' (۱۴) بیشتر علمائے لسانیات کا کہنا ہے کہ دہلی اور نواح دہلی میں بولی جانے والی زبان ہی دراصل ہریانوی ہے، جسے اردو کی تشکیل وترویج میں بھی خاصہ مقام حاصل رہا ہے۔ یہ بات ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ شہر دہلی چار بولیوں کے سنگم پر واقع ہے جن میں ہریانوی، کھڑی بولی، برج بھاشا اور میواتی بہت اہم ہیں۔ دہلی کے شمال مغرب میں بولی جانے والی ہریانوی کہلاتی ہے، پروفیسر مسعود حسین خان اپنی تصنیف' مقدمہ، تاریخ زبان اردو' میں لکھتے ہیں۔''قدیم اردو جمنا پار کی ہریانی بولی سے قریب تر تھی۔''

(۱۵) وہ مزید لکھتے ہیں،''قدیم اردو کی تشکیل براہِ راست ہریانی کے زیر اثر ہوئی ہے۔ اس پر رفتہ رفتہ کھڑی بولی کے اثرات پڑتے ہیں۔'' (۱۶) ڈاکٹر عمران اختر اپنے مقالے میں لکھتے ہیں،'' ہریانوی با قاعدہ ایک زبان ہے جو فرہنگ، ضرب المثل، محاورات، ذخیرہ الفاظ، ادب صرفی ونحوی قواعد، صوتی علامات ونظام اور معنوی قوانین رکھتی ہے جبکہ اس کے دیگر علاقائی لہجے روہتکی، رانگڑی، میواتی، راجپوتی، اور رویواڑی سمیت دیگر لہجوں کا نہ تو صوتی وحرفی نظام ہے اور نہ کوئی باقاعدہ رسم الخط یا حروف تہجی۔'' (۱۷) مذکورہ بالا علماء و محققین لسانیات کے فرمودات کی روشنی میں دیکھا جائے تو جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ اردو ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد یعنی ۱۱۹۳ء سے ارتقا حاصل کرتی ہے اور اس ارتقاء میں اردو پر ہریانوی زبان کے اثرات براہ راست مرتب ہوتے ہیں تو یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ہریانوی یقیناً اردو سے ہزار ہا سال قدیم رہی ہوگی جس نے جدید زبان کو اس درجہ متاثر کیا کہ موجودہ دور کی مقبول ترین زبان کے طور پر سامنے آئی ہے۔ رسم الخط: حروف ہجا کے ایک باضابطہ نظام کو رسم الخط کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہر ترقی یافتہ زبان کی دو شکلیں ہوتی ہیں، ایک تکلمی یا تقریری اور دوسری تحریری۔ تکلمی یا تقریری شکل بنیادی حیثیت کی حامل رہی ہے۔ چونکہ ابتداً انسان نے بولنا اور بات کرنا سیکھا اور مابعد اپنی بات چیت کو تحریری شکل میں منتقل کرنے کے لیے اسے حیطہ تحریر میں لانے کی کوششوں کا آغاز ہوا۔ کسی بھی زبان کی تحریری شکل اسے لکھنے کے طریقے پر مبنی ہوتی ہے جو اس زبان کا رسم الخط کہلاتا ہے۔ یہ کہنا چنداں دشوار رہا ہے کہ سب سے پہلے کونسا رسم الخط ایجاد ہوا یا سب سے پہلے کس طریقہ تحریر کو اپنایا گیا۔ البتہ اہل مغرب کے ہاں ایک نظریہ رائج ہے کہ قدیم زمانے میں فنیقیہ کے باشندے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ یورپ میں فن

تحریر انہی سے پھیلا۔ چونکہ ان لوگوں کے پاس یونانی حروف تھے اور انہی یونانی حروف سے رومن حروف تیار کر لیے گئے اور یوں رومن رسم الخط ایجاد ہو گیا۔ اہل مشرق کے ہاں اے اے میکڈانل کی تصنیف 'ویدک گرامر فار اسٹوڈینٹس' کو بنیاد بنا کر یہ تصور رواج پا گیا ہے کہ برصغیر (پاک بھارت) میں فن تحریر ۶۰۰ ق۔م۔ میں ایجاد ہوا۔ یہ سب باتیں فرضی اور اٹکل ہی ہیں جن میں ثبوت کے طور پر کچھ خاص پیش رفت نہیں ہو پائی ہے۔ جس طرح یہ کہنا امر محال ہے کہ سب سے پہلے کونسی زبان ایجاد ہوئی یا انسان نے سب سے پہلے کونسی زبان میں بات کرنا سیکھا، بالکل اسی طرح یہ بات بھی وثوق سے نہیں کہی جا سکتی کہ کونسا رسم الخط سب سے پہلے معرض وجود میں آیا۔ ہر چند کہ دنیا میں مختلف زبانوں کے لیے متعدد رسوم خط رائج ہیں جن کے ذریعے ان زبانوں کی ترجمانی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ معتبر علماء کی موجودگی میں راقم یہاں رائج الوقت اور قدیم رسوم ہائے خط پر بے جا بحث کرنا وقت کا زیاں سمجھتا ہے ان تمام باتوں سے قطع نظر ہمیں یاں ہریانوی رسم الخط اور نظام ہجا یا حروف تہجی سے متعلق بات کرنا ہے۔ پاکستان میں رائج خط نستعلیق جسے بالخصوص اردو لکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو جس نے مختلف مسائل سے گزر کر موجودہ دور میں وہ صورت اختیار کر لی ہے کہ جسے آسانی لکھا اور پڑھا جا سکتا ہے۔ اس وقت اردو عالمی زبانوں کی فہرست میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے اور عالمی سطح پر اس کے دو رسم الخط رائج ہیں

:ا۔ عربی فارسی رسم الخط جسے خطِ نستعلیق بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ دیوناگری رسم الخط۔ یہ بات ہم سبھی جانتے ہیں کہ خطِ نستعلیق پاکستان میں کسی طور بھی اجنبی نہیں ہے اور سرزمین پاک میں بھرپور طریقے سے پڑھا اور لکھا جا رہا ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں دیوناگری رسم الخط بھی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ہندی، اردو، ہریانوی اور معتدد زبانوں کو ضابطہ تحریر میں لانے کے لیے ہندوستان میں دیوناگری رسم الخط میں ضروری ترامیم و اضافتوں کے ساتھ اس کو باقاعدہ طور پر اپنا لیا گیا ہے اور ان زبانوں کے بولنے والے اپنی زبانوں کو اس رسم الخط میں لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ بعینہ پاکستان میں بھی اردو کے علاوہ پنجابی، ہندکو، سرائیکی اور دیگر متعدد زبانوں کے لیے نستعلیق رسم الخط باقاعدہ طور پر اپنا لیا گیا ہے۔ پنجابی زبان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے کہ پاکستان میں اس کے لیے وہی رسم الخط مستعمل ہے جس میں اردو لکھی جا رہی ہے۔ (یعنی نستعلیق میں) جبکہ بھارت میں یہی پنجابی گورمکھی رسم الخط میں لکھی جا رہی ہے، یعنی ایک زبان ایک ہی عہد میں دو بالکل مختلف رسم الخطوں میں لکھی، پڑھی اور سمجھی جا رہی ہے اور اس ضمن میں نہ تو کوئی الجھن پیدا ہو رہی ہے اور نہ پریشانی۔ 'ہریانوی' جسے اردو کی ابتدائی شکل اور اردو پر براہِ راست اثر انداز ہونے ولی زبان ہونے کا درجہ دیئے جانے کے باوجود بھی کیا وجہ ہے کہ اسے پاکستان میں ایک رسم الخط دے کر زبان کا درجہ نہیں دیا جا رہا۔ حالآنکہ موجودہ دور میں ہریانوی بولنے والوں کی آبادی پاکستان کے طول وعرض میں ہر صوبے میں موجود ہے اور باقاعد شعری و نثری ادب بھی تخلیق پا رہا ہے۔ اگر چہ ہریانوی میں موجود دو یا تین حروف کو بھی اسی طرح ڈھالا جا سکتا ہے جس طرح اردو لکھنے کے لیے عربی اور فارسی کے حروف میں نقطوں اور علامات کی اضافت سے نیا رسم الخط بنا لیا گیا اور اب عالمی سطح پر اردو کو لکھا، بولا اور پڑھا جا رہا ہے۔ یا جس طرح سندھی لکھنے کے لے قدیم طریقہ تحریر کو عربی رسم الخط میں ڈھالنے کے لیے حروف میں علامات کی ترامیم و اضافت سے ایک نیا اور موثر رسم الخط رائج کر لیا گیا ہے۔ جس میں ادبی حوالے سے روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ہزار ہا کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔ تو کیا سبب ہے کہ ہریانوی رسم الخط بھی روایتی ترامیم کے ساتھ رائج کرتے ہوئے قدیم و جدید ادب کو اس رسم الخط میں منتقل نہ کر لیا جا سکے۔ (بقیہ اگلی قسط میں)

ہریانوی زبان وادب

احمد سجاد بابر

یہ ایک لسانی حقیقت ہے کہ ہر زبان اولاً محض ایک ''بولی'' (Dialect) ہوتی ہے جس کا دائرہ اثر ورسوخ ایک چھوٹے سے علاقے یا خطے تک محدود ہوتا ہے۔ جب یہی بولی بعض ناگزیر اسباب اور تقاضوں کے تحت جن میں سیاسی، سماجی اور تہذیبی وثقافتی تقاضے شامل ہیں، اہم اور مقتدر بن جاتی ہے اور اس کا چلن عام ہو جاتا ہے یہ اپنی علاقائی حد بندیوں کو توڑ کر دور دراز کے علاقوں میں اپنا سکہ جمانے لگتی ہے تو ''زبان'' کہلاتی ہے۔ پھر اس کا استعمال ادبی نیز دیگر مقاصد کے لیے ہونے لگتا ہے اور اس کی معیار بندی (Standardisation) بھی عمل میں آتی ہے جس سے یہ ترقی یافتہ زبان کے مرتبے تک پہنچ جاتی ہے۔ ہریانوی کا لفظ صوبہ ''ہریانہ'' کی نسبت سے رائج ہوا جو کہ ہندوستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اسے یکم نومبر 1966 کو صوبے کا درجہ ملا اس سے پہلے یہ مشرقی پنجاب کا حصہ تھا، 1912 میں انگریزوں نے پنجاب کے 29 اضلاع بنا کر ان کو پانچ ڈویژنوں میں تقسیم کردیا، ہریانہ کے اضلاع (گڑ گاؤں، رہتک، حصار، کرنال، انبالہ، شملہ) کو ملا کر انبالہ ڈویژن بنادیا، جھجر اور سرسہ کے اضلاع ختم کر کے انہیں رہتک اور حصار میں بانٹ دیا (رہتک 1824 میں ضلع بنا تھا۔ اس وقت ہریانہ کے 22 اضلاع اور 93 تحصیل ہیں (پہلے اکیس اضلاع تھے مگر بعد میں چرخی دادری کے ضلع بننے سے 22 ہو گئے)، گھگر ندی اسے پنجاب سے الگ کرتی ہے۔ اگر چہ لسانی اعتبار سے دہلی ہریانوی بولی کی حدود میں واقع ہے، لیکن ہریانوی بنیادی طور دہلی کے شمال مغربی علاقے کی بولی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسعود حسین خاں قدیم اردو کی تشکیل میں کھڑی بولی کے روپ ہریانوی کا بھی ہاتھ بتاتے ہیں۔ کھڑی بولی یا ہریانوی کا براہِ راست تعلق شور سینی اپ بھرنش یا مغربی اپ بھرنش (اپ بھرنش کی ایک شاخ جو مغربی علاقے کی زبان تھی، یعنی مغربی ہندی) سے ہے جو وسطی ہند آریائی دور (500 قبلِ مسیح تا 1000 سنہِ عیسوی) کی آخری یادگار ہے۔ (آریا آنے کے بعد پراکرت نے جنم لیا، جس کا مطلب ہے پرائے لوگوں کی زبان، آریہ اسے جاہل لوگوں کی زبان کہتے تھے، اپ بھرنش عوامی زبان تھی، اس میں گیت لکھے جاتے تھے، یہ پراکرت کی ترقی یافتہ شکل تھی،) شور سینی اپ بھرنش (مغربی اپ بھرنش)بشمولِ دہلی اور پنجاب شمالی ہندوستان کے ایک وسیع علاقے میں رائج تھی۔ 1000 سنہِ عیسوی تک پہنچتے پہنچتے اس نے دم توڑ دیا اور اس کے بطن سے متعدد بولیاں معرضِ وجود میں جو آئیں جو انھیں علاقوں میں رائج ہوئیں جہاں شور سینی اپ بھرنش بولی جاتی تھی۔ انھیں بولیوں میں سے ایک بولی ''کھڑی بولی، ہریانوی'' کہلائی جس کا ارتقا دہلی اور دہلی کے شمال مشرقی علاقے یعنی مغربی اتر پردیس (مغربی یو پی) میں ہوا جس نے بعد میں نکھر کر ایک نیا روپ اختیار کرلیا۔ کھڑی بولی کا یہی نیا اور نکھرا ہوا روپ ''ہندی'' اور ''ہندوی'' کہلایا جو ہماری آج ''اردو'' کے قدیم نام ہیں۔ اردو کی تشکیل ہریانوی کی گود میں ہوئی، اس نظریے کی تائید مسعود حسین خان نے بھی کی۔ مسعود حسین خاں کے نظریہ سے کئی ماہر لسانیات نے اتفاق کیا۔ ان میں سہیل بخاری' گیان چند جین' مرزا خلیل احمد بیگ اور انصار اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان تمام ماہرین نے اردو اور کھڑی بولی کے رشتہ کو تفصیل سے پیش کیا ہے۔

ہریانہ میں وہ حصہ جو ضلع کرنال اور دہلی پر مشتمل ہے اور جمنا کے مشرقی

کنارے پر واقع ہے ''کھادر'' کہلاتا ہے جبکہ باقی علاقہ جس میں رہتک ، نصف دادری ، ریاست نابھہ ، سرسہ، حصار، بھوانی وغیرہ پر مشتمل ہے ''بانگر یا بالگڑ'' کہلاتا ہے۔تمام علاقے میں ایک ہی زبان ذرا سے تغیر کے ساتھ بولی جاتی تھی مگر وہ ایک علاقے میں ''ہریانی'' کہلائی دوسرے میں '' بانگڑ / بانگر و'' کہلائی ۔ ہریانوی ، جاٹو ، بانگرو (بانگڑو)، کھڑی بولی اصل میں ایک ہی زبان کے نام ہیں ۔اسی طرح میوات میں گڑگاؤں اور فرید آباد کے اضلاع شامل تھے ۔ کرنال، پنچولہ، انبالہ، کورکھیشتر کے اضلاع مل کر نزدک کا علاقہ بناتے تھے۔کھڑی بولی یا ہریانوی ''الف'' پر ختم ہوتی ہیں جبکہ برج بھاشا کے زیادہ تر الفاظ ''واؤ'' پر ختم ہوتے ہیں، جیسے ''بڑو، آئیو، گیئو وغیرہ'' اسی نسبت سے اسے پڑی بولی بھی کہتے ہیں۔انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، مرتبہ سید قاسم محمود، میں ہریانوی زبان کے بارے میں کچھ یوں درج ہے۔'' ایک زبان جو پنجاب کے اضلاع انبالہ ، کرنال ، رہتک ، حصار، گوڑگاؤں اورریاست جیند میں بولی جاتی ہے ۔''اسی طرح معروف محقق اور ماہرِ لسانیت حافظ محمود شیرانی اپنی تصنیف '' پنجاب میں اردو'' میں ہریانی زبان کی لسانی حدود کا تعین یوں کرتے ہیں ۔'' ہریانوی زبان کی حدود میں ضلع حصار، رہتک ، ہانسی ، بھوانی ، دادری ، ریاست دوجانہ، میم ، کلانور، کرنال ، ریاست نابھہ ، ریاست پٹیالہ کا کچھ حصہ وغیرہ شامل تھے۔ضلع کرنال کے علاقہ پر جمنا پار کے اضلاع سہارن پور اور میرٹھ کا لہجہ غالب تھا جو اردو کے قریب تر تھا، اسی طرح ضلع گڑگاؤں کی سرحد میوات سے ملتی تھی اور خود گوڑ گاؤں میں میواتی بھی آباد تھے، اس وجہ سے یہاں ہریانوی پر میواتی کے اثرات غالب تھے ۔کاہنور اور نگانہ، پھری ، پھر بھی ان کے لہجوں میں فرق تھا ، تحصیل ہانسی کے علاقوں کی زبان ٹھوس ہریانی تھی ۔'' کیریرسن نے اپنے لسانی سروے میں مغربی ہندی کی پانچ بولیا ں گنوائیں ، جن میں سے ہریانی ایک ہے، جسے بانگڑو یا جاٹو کا نام بھی دیا۔لیکن اگر تمام زبانوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ برج بھاشا، کھڑی بولی ، ہریانوی، ایک ہی زبان کے نام ہیں۔انبالہ اور پٹیالہ کی کھڑی بولی کے لہجہ میں پنجابی کی جھلک ہے کیونکہ ان اضلاع سے پنجاب کی سرحد شروع ہوجاتی ہے۔ ہریانوی کے چند قواعد

☆ہریانوی میں نون غنہ کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے '' سے کے بجائے سیں'' اسی طرح ''تُو کی بجائے توں'' وغیرہ

☆ہریانوی میں جمع متکلم ''ہم'' آتا ہے۔اسی طرح اشارہ کی ضمیریں ہریانی میں ''یو، اِس'' رائج ہیں۔اگر شیخ محبوب عالم کے محشر نامہ کو دیکھیں تو اشارہ کی ضمیریں ''یہ، وے، اِس، اِن، یو، تیں، توں'' ملتی ہیں۔ ہریانوی میں '' نے'' علامتِ فاعل بھی ہے اور علامتِ مفعول بھی جب کہ اردو میں یہ صرف علامتِ فاعل ہے وہ بھی صرف ''متعدی'' افعال جملہ دیکھئے

☆من نے سانپ مار یا ------اسی طرح -------ماسٹر نے من نے مار یا وغیرہ

☆ہریانوی میں ڑ کی جگہ ڈ کا استعمال زیادہ ہے ۔--ملاوجہی نے رس اور قطب مشتری میں پڑھنے کی ہ پڈھنے ، چھوڑ کی جگہ چھوڈ ، بڑا کو بڈا ، چڑھنا کو چڈھنا لکھا ہے۔

☆ہریانوی میں جمع بنانے کے لئے ''وں'' کی بجائے '' آں'' استعمال کرتے

ہیں جیسے کتاب سے کتابوں کی بجائے کتاباں ٹکر سے ٹکروں کی بجائے ٹکراں، غریباں، راتاں، باتاں، لاتاں وہ غیرہ۔ض مطلق بنانے کیلئے الف کی بجائے ''یا'' لگاتے ہیں۔ جیسے مارنا سے مارا کی بجائے ماریا، کہنا سے کہا کی کہیا، چلانا سے چلا کی بجائے چالیاوغیرہ۔

☆ ہریانوی میں الفاظ کو مشدد کر دیا جاتا ہے جیسے سونا کی جگہ سوتا اور سُونا کی بجائے سُنّا، الاڈو کی بجائے لاڈّو، شادی کی بجائے شادّی، گوڈا کی بجائے'' گوڈّا'' وغیرہ۔

☆ ہریانوی میں درمیان کی ہ گرادیتے ہیں اور یہی کام کھڑی بولی کی نشانی ہے جیسےنہیں کی جگہ نئیں، اورکہاں کی ہ کا غیر واضح بولنا وغیرہ۔

☆امدادی افعال

ہریانوی کے امدادی افعال ''سُوں، سے، سیں، ہوں'' ہیں مثال کے طور پر میں جاؤں سوں، تیں جاوے سے، کٹھے جاوے سے؟ وغیرہ

☆ ہریانوی میں ''ش'' کی بجائے ''س'' عام بولا جاتا ہے اور ''خ'' کی جگہ کھ'' ادا کیا جاتا ہے۔ جیسے شربت کی بجائے سربت، شمش الدین کی بجائے سمس الدین، خاص کی بجائے ''کھاس'' وغیرہ۔ ''گنگ کوی بھاٹ'' نے اپنی کتاب ''چد چھند برنن کی مہیما'' میں لکھا۔ ''اکبر ساہ جی عام کھاس میں تکھت اوپر براجمان ہو رہے، اور عام کھاس بھرنے لگانے ہے جس میں تمام اُمراء آئے۔ کورنش بجائے ، جہار کر کے اپنی اپنی بیٹھا ک پر بیٹھ جا یا کریں''۔ مندرجہ بالا مثال واضع کرتے ہے کہ'' شاہ'' کی بجائے'' ساہ''، '' خاص'' کو'' کھاس'' اور ''تخت'' کو'' تکھت'' لکھا گیا ہے۔ اسی طرح ''ز، ظ، ذ'' کی بجائے'' ج'' ادا کیا جاتا ہے۔ شیخ عبداللہ انصاری نے'' فقہ ہندی'' 1074ھ میں لکھی، اس میں بُرائی کی بجائے ''بورائی''، رکھّے کی جگہ ''راکھے''، ہڈی کی جگہ'' ہاڈ'' استعمال کیا۔ یہ 1826 کا عرصہ تھا جب ہریانہ میں خواتین کی تہجد میں کئے جانے والی ایک مناجات تذکرہ ہے جس کے بول یہ ہیں۔

جنت میں ایک روکھ سے جس کا ناؤ رمجان
اُس کے پتے کتے ؟؟؟ جتا ملک جہان
اُن پتیاں میں کے کے لکھیا۔۔۔ربی اللہ سبحان!!

اس مناجات میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ''رمضان'' کی جائے ''رمجان'' ادا کیا گیا ہے۔

☆ ہریانوی کے افعال اور الفاظ میں بہت تغیر پایا جاتا ہے۔ اس میں ایک ایک لفظ کے کئی متبادل موجود ہیں۔ مثال کے طور پر اردو لفظ ''کہاں'' کو مندرجہ ذیل الفاظ سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ کت ، کتھوڑ ، کتھے ، کڑے ، کنگھے ، کھیاں، کتھوڑیاں

☆ اردو کے کئی حروفِ تہجی ہریانوی میں دکھائی نہیں دیتے جیسے کہ ''خ، ز، ذ، ظ، ف، ش''۔ کہ مسٹرای جوزف نے اس زبان کے ایک فرہنگ ، جنرل ایشیا ٹک سوسائٹی ، بنگال سے 1910 میں شائع کی ۔ سراج الدین آرزو کی '' غرائباللغات'' جو کہ اصل میں عبدالواسع ہانسوی کی ''غرائب اللغات'' کی زیادہ مستند، تصیح شدہ شکل تھی، اس زبان کی پہلی لغت کہی جاسکتی ہے۔ اس لغت میں جابجا ''ڑ'' کی بجائے ''ڈ'' کا استعمال نظر آتا ہے۔ ''ہانسوی'' نے 'ساڑھوں' کو' ساڈھو' کڑھی کو کڈھی'، 'جھاڑ' کو' جھاڈ'، 'مسوڑھے' کو 'مسوڈھا' لکھا ہے جو ہریانوی کا لہجہ ہے۔ س طرح ہ شیخ محبوب عالم کی مندرجہ ذیل تصانیف اہمیت کی حامل ہیں۔ 1. محشر نامہ 2. مسائلِ ہندی 3. درد نامہ 4. دھیر نامہ بی بی فاطمہ خاتون محشر نامہ میں '' لاگا، ماٹی، راکھوں، ہاڈ'' جیسے الفاظ عام ہیں۔ اسی طرح اکرم

رہتکی کی تصنیف'' تیرہ ماسہ''، شاہ عبدالحکیم کی ' خواب نامہ پیغمبر' اور'' جہیز نامہ''، غلام حسین چشتی کی '' راگ مالا''، شاہ غلام حیدر جیلانی رہتکی کی '' شرح فارسی چو پایہا'' اہم تصانیف درج ذیل ہیں۔ 1. آخری گت 2. بلبل باغِ محمد 3. رنگیلی 4. عقائدِ عظیم 5. نصیحت نامہ 6. وصیت نامہ 7. قصیدہ امالی کا ہریانوی ترجمہ و تشریح 8. فتاویٰ محمد 9. رسالہ رمضانی 10. رسالہ برق لامع 11. رسالہ درو افضل گرونانک میں کلام میں پنجابی کے ساتھ ہریانوی یعنی کھڑی بولی کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ گروگرنتھ صاحب میں عربی، فارسی الفاظ بھی بکثرت موجود ہیں اور اِ میں زبان کی شکل وصورت ملتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے نظریات کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اس زبان کا سہارا بھی لیا ہے۔ گروگرنتھ صاحب میں گرونانک نے پیر پیکا مبر (پیغامبر)، سہید (شہید)، سیکھ مسائک (شیخ مشائخ) کاجی (قاضی)، دورویس رسید(درویش رشید)، مسیت مسجد) سدک (صدق)، ھک ھلال (حق حلال) کران (قرآن) سرم (شرم) روجہ (روزہ)، کابا(کعبہ)، نواج (نماز)، تسبہیہ (تسبیح) جیسے الفاظ استعمال کئے جس سے ان کے کلام میں ہریانوی ا رنگ جھلکتا ہے۔ منشی فیض الدین اپنی تصنیف'' بزمِ آخر''، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور، میں لکھتے ہیں'' اچھی، یہ لال کپڑے تو نادرشاہ کا حکم ہے مگر کم بخت یہ مہندی اور مسّی کی دھڑی جمائے بغیر کیا ان سرتی تھی''''سرتی'' ہریانوی لفظ ہے۔

پیارے لال آشوب اپنی کتاب'' رسوم ہند'' مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور میں لکھتے ہیں۔'' اس کے تھوڑی دیر بعد گیانی چند نے کہا، لے چوہدری ، چل بنگلے میں، سب ہماری باٹ دیکھتے ہوں گے۔'' پیارے لعل ایک جگہ لکھتے ہیں'' میں تو گھنے دن سے تیری باٹ دیکھ رہی تھی، اب مجھے مرجانے کا تو کچھ فکر نہیں'' فف رسوم ہند کا ہی ایک اور جملہ دیکھئے'' اری چھوری، اُٹھ، آگ بال کر روٹی پولے'' خواجہ بندہ نواز، گیسودراز '' معراج العاشقین'' میں لکھتے ہیں۔ اے محمد پیو اور تھاری امت کو بھی پیلاؤ معروف ماہر لسانیت'' پنڈت برج موہن دتا تریہ کیفی'' نے اپنی تصنیف'' کیفیہ'' میں ص ۱۹ پر ایک خط درج کیا ہے جو کہ مہارانی پرتھابائی نے اپنے بیٹے رتن سنگھ کونرائن کی آخری لڑائی 1192 کے بعد لکھا اور چتوڑ گڑھ سے بھیجا گیا، یہ پرتھوی راج کی موت کے متعلق ہے۔ اس خط میں'' راکھنا'' پاچھے، مھارا، تھاں سو، کدی'' کے الفاظ ہریانوی رنگ کو ظاہر کرتے ہیں۔ کرنل مہدی حسن راؤ اپنی تصنیف'' گاؤں کی گوری'' میں لکھتے ہیں کہ'' پیر، بانیا، پولیس، ڈریور کسے کے پیارے'' راؤ رحمت علی مرحوم کی ہریانی سے محبت کسی سے پوشیدہ نہیں، ہریانوی کی افسانوں پر مبنی واحد تصنیف'' مراڑ'' انہی کی تخلیق ہے، جس کی ایک ایک سطر ہریانوی رنگ میں ڈھلی ہے، اس میں گیارہ افسانے ان کے اپنے لکھے جب کہ تین ترجمہ شدہ ہیں۔ اسی طرح والدِ محترم، کنور نثار احمد مرحوم کی'' انمول رتن'' ہریانوی دوہوں اور ضرب المثال پر مشتمل ہے، ان کی ایک اور تخلیق'' پھر ساون آیا رے'' ساون کے موسم میں ہریانوی رسوم اور ہریانوی گیتوں پر مشتمل ہے ڈانوراں ضلع لودہراں سے کشور لودھراں شاعری پر اپنا مجموعہ'' بڈھے ہوگے ہون تے پہلے'' لا چکے ہیں، ڈانوراں کے ہی ایک اور سپوت'' صابر علی صابر'' NCBA بہاولپور سے'' اردو دوہا نگاری اور ہریانوی کا لفظی اشتراک'' کے عنوان پر ایم

نوھرہ

فل کا تھیسس مکمل کر چکے ہیں۔دوہا نگاری میں ہریانوی رنگ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے،دوہا ہریانوی کے بغیر ادھورا اور پھیکا ہے جس کا ثبوت ذیل میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اے بھّین تر اجھلسا چہرہ ان کے رنگ بڑھائے

اے بھّین تری اپنی عورت دوجے کے گھر جائے

(عالی)

بڑھ جائے جو باپ سے،ایسا پوت سپوت

بڑے باپ کالاڈلا،رہے اُوت کا اُوت

(خواجہ دل محمد دل)

ہر ہر سانس میں جیون ڈوری چھوٹی ہوتی جائے

مانس کتنا بھولا جناور،کل کی آس لگائے

(پرتو روہیلہ۔۔۔۔۔رین اجیارا)

ماٹی کا تو جایا پالا،ماٹی تیری ذات

مٹھی بھر ماٹی کے پُتلے،تیری کیا اوقات

(سمپورن،مشتاق عاجز،مثال پبلشرز فیصل آباد،۲۰۱۱ء ص۳۳)

تکڑی تولی لالچ کی اور جھوٹ کے رکھے باٹ

لالہ جی پرلوک سدھارے تالالا گا گھاٹ

لوبھ جگت کی پھرے اڑائے جانے کِت کِت اور

جِت جائے جِت چِنتا رکھنا راہ تکت ہے گور

بیٹھیں،دم لیں چار پل،سمے کہاں ججمان

جیون بھاری قرض ہے،سانس سانس بھگتان

(ظفر گورکھپوری۔۔۔۔۔۔مٹی کو ہنسانا ہے)

میں گیلی لکڑی سکھی،پوچھ نہ میرے بھاگ

بھیتر بھیتر جل مروں،دھواں دکھے نہ آگ

پوری،حلوہ،گلگلے دیوے تو پکوان

کھانے میرے دیس کے اللہ تیری شان

(پریم رس،طاہر سعید ہارون،ڈاکٹر،ص ۳۹/۴۰)

سائکل خود کھل جائے گی،میرا نام تو لے

میرا نام ہے ایکتا،مجھ سے کام تو لے

(اردو دوہے،ایک تنقیدی جائزہ،غازی پوری،ظہیر،ایم آر آفسیٹ پرنٹرز، دہلی۔۲۰۰۵)

دیوے سے بل اٹھیں سیں،روشن ہووے شام

دل کے بھیتر چاندنا،چھوری تیرا نام

(احمد سجاد بابار،ماہنامہ الحمراء لاہور،جون ۲۰۱۷)

اما تارو گُلگلے،بینہ کا چھایا زور

گُھگی بیٹھی آلھنے،جنگل ناچے مور

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہریانوی زبان کے مفصل قواعد،املاء،اصول وضوابط ضبطِ تحریر میں لائے جائیں،اس کا لٹریچر شائع کیا جائے اور یہ ہنگامی بنیادوں پر کیا جائے تاکہ سرکاری سطح پر قبولیت حاصل ہو۔

نوہرہ

تنقید

راؤ رحمت علی کے افسانوی مجموعہ 'مراڑ'' کا تنقیدی جائزہ

نجمہ عثمان

ہریانوی زبان کی تاریخ اردو زبان تھے گھنی ءپرانی سے یوں کہواں کہ پرانے وقتاں میں لکھیا جان آلا گھنا ادب ہریانوی زبان میں ء موجود سے تو بات اس واسطے غلط کونی ہوسکدی کہ اردو زبان کے ابتدائی بخت میں جو مثنویاں، داستان، ہجویات، نثری کتب اور شاعری میں ہریانوی کے لفظ گھنی تعداد میں ملیں ہیں، ملا وجہی کی سب رس، بھگت کبیر، واجد علی شاہ کی ٹھمریاں، قطب مشتری اور اس کے علاوہ میر وسودا کے کلام میں بھی ہریانوی زبان کے الفاظ گھنے استعمال کرے گئے سیں۔ ہریانوی زبان میں ادب لکھن کا یوہ سلسلہ صرف قدیم دور میں ءکونی ختم ہو جاندا بلکہ پاکستان بنن کے بعد بھی اس زبان کے بولن آلے وقتاً فوقتاً طبع آزمائی کردے رہے انہیں تخلیق کاراں میں ایک بڑا نام راؤ رحمت علی کا بھی سے۔ راؤ رحمت علی نے ہریانوی ادب کی دنیا ایک افسانہ نگار کی حیثیت سے جانے سے۔ ان کا افسانوی مجموعہ ''مراڑ'' جب منظر عام پے آیا تو ہریانوی ادب کی دنیا میں اس نے گھنی پزیرائی ملی اس مجموعے میں گیارہ افسانے ان کے طبع زاد اور تین افسانے دوسری زبانوں سے ترجمہ کرے سیں۔ اپنے افسانوی مجموعے میں اپنی تاریخ پیدائش اور ابتدائی تعلیم کے بارے میں یوں لکھیں ہیں۔

''راؤ رحمت علی جون کی پہلی تاریخ 1928ء نے سینپل تحصیل وضلع رہتک ہریانہ میں نائب صوبیدار نذر علی کے گھر جنم لیا۔ پہلی پڑھائی اپنے گام کے پرائمری مندر سے کر کے مڈل سکول کیلنگر ضلع روہتک سے 1944ء میں پاس کرا۔''

آگے چال کے اپنے بچپن کے بارے میں لکھیں سیں۔''

1947ء میں پاکستان بن گیا اور ہم سارے ہریانوی اپنا ایمان بچا کے پاکستان میں آگے ار سارے پاکستان میں بکھر گے اس سے نہ مھاری بولی اپنی رہی نہ مھاری کوئے ثقافت رہی۔ میں مندر میں ماسٹر بھرتی ہو گیا۔ برصغیر کی تقسیم کے بخت لاکھاں کروڑ الوگاں نے ہجرت کری اپنا گھر بار اپنی جنم بھومی اور ویں گلی جن میں کھیلدے کوددے لوگ بالک سے بوڑھے ہو گئے تھے چھوڑ کہ آنا آسان کونی ہوندا، یوءوجہ سے کہ جن لوگاں نے ہجرت کری ویں اللہ اور اس کے رسولؐ واسطے اپنے وطناں نے چھوڑ کے تو آگے پر اس ماٹی کی خوشبو نے کدے بھول کونی سکے۔ راؤ رحمت علی کا شمار بھی انہیں لوگاں میں ہووے سے جن کے سانساں میں اپنے دیس کی بورچ بس ری تھی راؤ رحمت علی کی اپنے وطن اور اپنی ثقافت سے محبت کے بارے میں

فرہنگ:۔ ☆لفج: لفظ ☆ کیری: شیدائی ☆ ساجھا: اکٹھا ☆ کینی: کی طرف ☆ ریت: رسم ☆ گجرن: گزرنے

نوھرہ

نثار احمد ایڈووکیٹ لکھیں سیں۔

''بابا ہریانوی زبان کا پاکستان میں گرو سے پر بابا نے آج تک چیلہ کوئی نہیں بنایا۔ کوئی گنی سے کیونکہ گن کی حد کونی ہوندی۔ بابا ہریانوی ادب کا کیری سے۔ ادب جگت کا ساجھا ہو سے۔ ماما ہوتو اسی بڑھیا کتاب لکھی جاوے سے۔ اس کتاب میں شامل افساناں کے موضوع بھی ہجرت کے بعد لکھے گئے موضوعات سے الگ کونی سنتالیس میں پاکستان کا ہنی ہجرت کرن آلے لاکھاں لوگاں میں راؤ رحمت علی بھی شامل تھا جو اپنا گھر بار، گلی کوچے، اپنا دیس، کھیت کیار سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے پاکستان آ گئے تھے، اور اپنے گیل ہریانوی ماٹی تمدنی، لسانی اور علاقائی ریت رواج لیائے تھے۔ یوہ وجہ سے کہ برسا برس گجرن کے باوجود راؤ رحمت علی کے افساناں میں کوے اجنبیت محسوس کونی ہوندی اربات بی ٹھیک سے ایک وا مانس جس نے اپنی نجراں سے اپنا دیس رچ دا بس دا دیکھیا ہو اور ایک وا جس نے گام گلیاں کی، پیار آ درکی باتاں صرف سنی ہوں برابر کیونکر ہوسکیں سیں۔ جناب عبدالحکیم رانا بیٹا نوی راؤ رحمت علی کے براہِ راست تجربے کے بارے میں یوں لکھیں سیں:

''یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دید اور شنیدہ کے درمیان بعد المشرقین ہوا کرتا ہے لہٰذا وہ شخص جس نے آرائش نگار خانہ کے بارے میں محض سنا ہو اس شخص کے برابر نہیں ہوسکتا جس نے اس نگار خانے کا بذات خود نظارہ کیا ہو۔'

زیر بحث کتاب میں راؤ رحمت علی نے چھوٹی چھوٹی کہانیاں کی صورت میں وہ بہترین موضوعات بیان کرے ہیں جن نے پڑھ کے ہریانوی ادب کا قاری نا صرف اس وقت کے سماجی، تہذیبی بلکہ ہریانوی زبان و ادب سے بھی واقفیت حاصل کرے سے اور یہ نھ ساری کہانی افسانے کے معیار پے بھی پورا اتریں سیں۔ اختصار بھی لکھن آلے کی علمی حیثیت نے سامنے لیا آوے سے ''مراڑ'' میں رحمت علی نے جس طرح مختصر کہانیاں کے اندر اختصار سے اپنی بات کردے ہوئے جامع موضوعات کا احاطہ کر یا سے وا کسے عام تخلیق کار کے بس کی بات کونی۔ کتاب کے اندر شامل پہلے افسانے ''مراڑ'' میں رضیہ کا کردار صرف رحمت علی کے افسانے کا نہیں بلکہ اس معاشرے کا زندہ جاگدا کردار سے مھارے اردگرد گھنی تعداد میں اسے لوگ پائے جاویں ہیں جو اپنی عجت نے بچاندے بچاندے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں سیں۔ اس بے رحم معاشرے میں جے کوئی بھلا مانس کسے کی مدد کرن کے بارے میں سوچ بھی لیوے تو زمانے کی ٹھوکر کھایا ہو یا بے چارہ آدمی یقینی ار بے یقینی کی کیفیت میں ء مارا جاوے سے کتاب میں شامل دوسرا افسانہ ''تمنا'' بھی یوں کہواں کے ایک میاں کی نہیں بلکہ گھر گھر کی کہانی سے تو اس واسطے غلط کونی ہووے کہ اس معاشرے میں لوگائی کی اپنی کوئی حثیت کونی یوہ وجہ سے کہ انسان سے عجت نے بغیر کرن

فرہنگ:۔ ☆ مانس: انسان ☆ لکھت: تحریر ☆ امبر: آسمان

کی بجائے عجت کا سنمبل اس دوغلے معاشرے میں لوگائیاں نے ء سمجھا جاوے سے ۔ بیاہ کے بعد چھورے چھوری کا پیدا ہونا سب خدا کی کرنی ہووے سے پر نھئیں اُرے بھی چھوری کی پیدائش پے لگائی نے مجرم مانا جاوے سے اور طعنے تشنے دے دے کے اس کا کالجہ چھالنی کرا جاوے سے افسانے ''تمنا'' میں سے ایک اقتباس حاضر سے: دو چار سال پاچھے مریاں کی ماں بی مرگئی فیر تو ساس نندا ں کی کھلی چھٹی ہوگی ایک مریاں کے اولاد کونا ہوئی دوسرے ماں باپ مر گے تیسرا بھائی کونا تھا۔ کت جاندی ایک سسرے کا دم تھا۔''

راؤ رحمت علی ''مراڑ'' میں معاشرتی اور تہذیبی موضوعات پے لکھن کے گیل گیل اخلاقی موضوعات پے بھی طبع آزمائی کردے نجر آویں سیں۔ ان کے افسانے ''ایکا'' دوسرا بیاہ، سنجوگ، بھائی چارے کا جور اور مغالطہ اسے بات کے عکاس سیں۔ ان افساناں میں مصنف معاشرے میں پھیلی برائیاں اور ان نے دور کرن واسطے انسان نے کے طریقہ اپنانا چاہیے بہت اچھے سے بیان کریں سیں۔ رحمت علی نے اپنے افساناں کے موضوع کت ءامبر پار سے کونی لیئے یوء وجہ سے کہ ان کے افساناں کے کردار جیندے جاگدے کردار سیں جن میں انسانیت بھی زندہ ہے اور احساس بھی پر اس کے گیل گیل بشری کمزوریاں بھی پائی جاویں سیں اور یوء ایک اچھے افسانہ نگار کی خوبی سے کہ وا اپنی تخلیق میں اسے کردار دکھاوے جو معاشرے کے تمام کردار ہوں تاکہ لوگ اس نے پڑھ کے اوپرا محسوس نا کریں ۔اس کتاب میں شامل باقی افسانے جن میں، کرنی کا پھل۔ بچپن، پھول، لہو اور ایجاد کی ماں کے کردار بھی اس معاشرے کے کردار سیں ان افساناں میں راؤ رحمت علی جیندے جاگدے نے خوبیاں استعمال کری سے وا بہت سادہ اور آسان ہریانوی جبان سے ان افساناں نیں پڑھیدے ہوے ہریانوی جبان کے قاری نے کسے قسم کی کوئی مشکل پیش کونی آندی بلکہ وا تسلسل گیل پوری کتاب نیں پڑھدا چلا جاوے سے مصنف کا اسلوب اگر آسان ہو تو عام قاری نے بھی اس کی لکھت میں دلچسپی پیدا ہووے سے راؤ رحمت علی کا اسلوب بھی سادہ اور عام فہم سے مثال کے طور پے: ''میں سولاں برس کا تھا جد وا پیدا ہویا تھا۔ آٹھ سال ہم نے کٹھے کھیل کے بتائے تھے۔ وا منے ار میں اس نے جی جان تے پیار کراں تھے وہ چھوٹا تھا تو میں اپنے ہاتھاں تھے اس نے کھوایا پیایا کروں تھا وا اپنے ماں باپ گیل کم ار میرے گیل گھنا رہوے تھا'' ''بیراناں وا کون تھا۔ اللہ اس کا بھلا کرے۔ باپو چھڑ کا چھڑکن بار گیا تو منے سوچیا۔ بیاہ لگ تو میں ٹھیک ٹھاک ہوئی تھی۔ میرے بیاہ کے دناں میں گڈو کی طبعیت بھی ٹھیک تھی۔'' پاکستان میں راؤ رحمت علی نے سب سے پہلے افسانہ نگاری کا آغاز کریا اس واسطے آپاں رحمت علی ہریانوی زبان میں افسانے کی دنیا کا پریم چند کہواں تو غلط کونی ہووے کیونکہ پاکستان میں راؤ رحمت علی سے پہلے ہریانوی افسانے کی کوئی روایت کونی ملدی اور انہاں نے ہریانوی زبان میں افسانے لکھ کے ایک روایت چلا دی۔

فرہنگ:۔☆ مانس: انسان ☆ لکھت: تحریر ☆ امبر: آسمان

افسانہ

تیور

رانا تصویر احمد

کبوتر کی یاری چام چڑ گیل ہوگی۔دونواں کی سوچ نیاری نیاری۔

دونواں کا دن نیارا نیار۔ایک کا دن سورج ڈوبیاں پاچھے لکڑ دا تو دوسرے کا دن سورج لکڑیاں پاچھے۔پھیر بھی یاری چالدی رھئی۔دونوں اپنی اپنی تھار اڑے ہوئے تھے۔چام چڑ نے رات کی کالس دن کا چاندنا لاگے تھی ار کبوتر نے دکھے نھی تھا۔جد کبوتر اپنے ڈھی نے دن کا بیرا دیندا تو چام چڑ جماں ء ناٹ جاندا تو کبوتر کی جھنجلاہٹ دیکھن آلی ہوئے تھی۔روج روج کے میل ار کھیسا یھی تے کبوتر کی سمائی کا باسن بھر لیا تو ایک دن اس نے دھکے گیل چام چڑ کی آنکھ دن کے چاندنے میں کھول دی چام چڑ دھک رہ گیا۔اس کی آنکھ چُندھیا گی اتنا چاندنا؟ یو چاندنا ء سے کے؟ یوہ سے کے؟ اِسے چاندنے نے تو واہ جانے ء نھی تھا۔چاندنے کے کھن تے چوندھ پڑدے ء آنکھ تو مند ء گئی۔آنکھیاں کے گیل گیل اس کے جیبھ کے بھی تالا لاگ گیا۔جد اس نے آنکھ مُوندلی تھی تو بند آکھیاں میں بھی چاندنے کا ساگر بن بلایاں گھسیا آوے تھا۔

اُس نے ہمت کر کے اپنے پرانے ڈھی تے کہیا! یوہ کے سے؟ پھر دکھایئے! کبوتر کی اس حرکت سے چام چڑ اس کی بات مان گیا تھا یا مانن آلا تھا۔جد کوئے ہار مان کے تھاری بات پے آجے تو بھیتر نیاری ء اکڑ سماجے سے۔کبوتر بولیا کیوں نھی۔ار اس نے پھیر اپنے ڈھی کی آنکھاں کھول دی ایب کے اس نے آن آلا چاندنا دیکھن نے اپنا پورا ہانگا لا دیا اپنی آنکھاں پے۔اب کے اس نے اپنی آنکھ مندن نھی دیئی۔پر آنکھ کھلن پاچھے بھی چاندنے کے بکراں ساگر کے سیاھی دو گھڑی ء ٹکی ہوں گی۔یوہ کام مڑی مڑی ہان میں دو چار بر کریاں پاچھے چام چڑ نے یوہ دنیا مانئی ء پڑی۔نئی دنیا میں آنکھ تو کھل گی پر مونھ کے تالا لاگ گا۔

سوال گھنے تھے پر جواب دینیا بھی تیار ء بیٹھیا تھا۔چام چڑ بری ڈھال الجھ گیا تھا۔اس نے اسے رنگ کدے دیکھے ء کونیاں تھے۔دنیا اسی سے؟ ہریا، پیلا، لال رنگاں نے تو واہ کدے مان ء نہیں سکے تھا۔

اُس نے ویں ساری بیٹھک یاد آنویں تھی جد کبوتر لگا تار اس گیل ان رنگاں کی بات کریا کرتے تھا۔اک اس جگت میں لال تے ہٹ کے اور بھی گھنے رنگ سیں۔ار میں اتنا آندھا؟ کتنی کرڑائی گیل اپنی بات پے اڑیا رھیا۔اک دنیا میں لال رنگ تے سوا اور کوئے رنگ نھی سے۔کبوتر اُس نے کچھ کچھ سمجھے تھا اس نے چپ رہن میں ء بچت جانی۔دن چپن لاگ رھیا تھا۔گھنی وار ہولی تو چام چڑ نے سوچیا گھر چالناں چاہیے۔واہ کبوتر تے الگت مانگ کے اڈن لاگیا تو اس نے نیوں لاگیا جنوں اس کے پراں میں اُڈن کی آسنگ کوناں رھئی ہو واہ کرن لاگیا تو کبوتر نے سارھا دے دیا واہ پھیر اُڈن لاگ گیا گر دا پڑ دا گھر لگ آلیاں تو کبوتر اُلٹا چال پڑیا۔

فرہنگ:۔☆ گیل: ساتھ ☆ نیاری: الگ ☆ پاچھے: بعد ☆ تھار: جگہ ☆ ناٹ: انکار ☆ سمائی: برداشت ☆ جیبھ: زبان ☆ ہانگا: زور
☆ مڑی ہان: تھوڑی دیر ☆ ڈھال: کی طرح ☆ کرڑائی: سختی ☆ دن چھپنا: سورج غروب ہونا ☆ وانر: دیر ☆ آسنگ: ہمت

اپنی جگہ آ کے بھی چام چرڑ اسے میں اُلجھیا ہو یا تھا۔اس کے گھر کیاں نے پوچھ پرتیت کری ساری رات بران ہو کے اِب کت سے آیا سے ؟ہم نے بار بار کہہ لیا کبوتر گیل یاری تنے کتے کا نھی چھوڈّے گی۔ تنے سمجھ ء نھی آندی۔ سمو بدلن لاگ رھی سے تیں سوچدا نھی ۔ اسے اسے گھنے ءمہنے مل رہے تھے پر اس نے کیا ہیں کی نھی تھی واہ تو چاندنے میں اررنگاں میں کھو رھیا تھا گھر کیاں کی بات اس کے کاناں میں پڑی نھی۔ کچھ ءہان میں میں اس کے اورے دھورے بھا جا دوڑی ہون لاگ گی پراں کی پھر پھراہٹ اور سیٹیاں نے سن کے واہ سمجھ گیا اب سارے کھان پان ٹوہن جاوّیں گے۔ بھوکھ اسی ء ہو سے واہ ڈل کرن نے آپے تیار کر دے سے پر آج چام چرڑ نے بھوک تھی ء نھی واہ پہلاں کی ڈھال بے سدھ لٹکیا رھیا۔ چان چک اس کے گوتی بھائی نے آ کے دھمکایا کے سات سے دن چڑھ لیا تیں اب لگ سودے سے۔ لکڑ بارھ، ناں چاہندے ہوئے بھی واہ ان کے گیل چال پڑیا۔ بے دھیانی میں اڈدے ءسیامھی روکھ کے ڈالھے گیل جا ٹکرایا۔ ٹکر لا گدے ء ایک دم اسکی آنکھاں آگے جھما کہ سا ہو یا اس جھما کے نے دن میں جو کچھ ہو یا تھا سب یاد کرا دیا۔ یاد آندے ایک رُول اُس کے بھیتر تے اُٹھی۔

جی نے موس کے واہ پھیر اڈن لاگ گیا۔ ایب اس نے ڈھن لاگ گیا تھا۔ ایک دو پتنگے ماکھی ماچھر اس کے مونھ دھورے کو لکڑے تو اس نے اپنا جماندرو کام کرن نے مونھ کھولیا ار نگل گیا۔ پیٹ کے گیل گیل اس کا جی بھی بھر گیا تھا۔ اس نے اپنے گھر کانی کریا ار سوچاں میں ڈبکدا جس راہ آیا تھا اسے پہ چال پڑیا۔

آ سانے یوہ لال رنگ کی دنیا جماں ءپھیکی لاگ رہی تھی۔ اس کی اڈار نے سارے جانیں تھے۔ ار اس کے گیل کے دوسرے چام چرڑ اں نے مہنے دیا کریں تھے پر آج اس کی اڈار میں کمی تھی جد اس نے اس کا بیرا لا گیا تو اس نے آپا سنبھالیا اک اڈار کی یوہ کمی اس نے کتے کا نہیں چھوڈّے گی اپنی سوچاں میں جد واہ الٹا لٹکیا ہو یا تھا تو اس میں ایک ءبات گونج رھی تھی۔

تیور سمرڑ جے آنکھاں کا تو

لیلا ، پیلا ، لال برابر

اگلا دن لکڑیا تو کبوتر نے کڑائی گیل اپنا آپ کبوتر تھے ملن نے روک دیا ایک لام جو اس کے بھیتر چال رھی تھی کسے ڈھال سمرڑن میں ء نھی آرھی تھی۔ واہ اپنے بھیتر کی لڑائی ہار گیا پر اس کے بھیتر گھنی ء دبدھا اٹھ کھڑی ہوئی۔ واہ جان بوجھ کے کبوتر کی من مولین آلی باتاں نے یاد کرے تھا اور جھنجھلاوے تھا کئی بر اس نے یاد کریا اک کبوتر نے اسکے سر میں کوئے چوٹ تو نھی ماری تھی جس تے واہ جھما کا ہو یا ہو پر منے تو تین چار بر آنکھ موند کھول کے دیکھیا تھا انت اس نے اسے دبدھا میں سوچ لیا اک ایب کبوتر تے نھی ملے گے۔ اس بات نے ارے ءداب لے۔

واہ دن تو ٹھیک ٹھاک لکڑ گیا دن چھپاں پاچھے کے کام رھئے آج بھی لال رنگ پھیکا لاگ رھیا تھا ساچی باتے کِتے جی ءنھی لاگ رھیا تھا پھیر بھی چار چرڑ آج پورے دھیان گیل اُڈاری میں تھا جاہیں تے واہ آج اور اڈن آلیاں کے مونھ کا نوالہ بھی کھوس لے تھا۔ ایک بوڈّھا چام چرڑ اس چھورٹ کی حرکتاں نے دیکھ رھیا تھا اس نے اس چھورٹ کی ساری تکھائی جھوٹھی دِکھے تھی۔ پھیر بھی واہ کے بول نھی رھیا تھا۔ جد بھوک ءمر جے تو اڈن کا کارن ءنھی رھندا سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے کانّی چال پڑے۔ جد واہ اپنے ٹھکانے پے آیا تو ایک بمار چار چرڑ نے اس تے بھتایا اک اس کا ڈھبی کبوتر اس نے پوچھن آیا تھا۔ اس نے سنیاء نھی کبوتر کا نیوں آنا اس نے آچھا نھی لاگیا

فرہنگ:۔☆سمو: رُت ☆اورے دھورے: آس پاس ☆ چان چک: اچانک ☆لکڑ بارھ: باہر نکل ☆ سیامھی : سامنے

☆جی نے موس کے: دل کو سمجھانا ☆مہنے : تانے ☆ تیور: روشنی ☆سمرڑ: سمٹ ☆ موند: بند☆ کھوس: چھیننا

تھا۔واہ اور پکا ہو گیا اک اب کبوتر تے گھاٹ ءملنا سے۔

میں بھلا اپنے پُرکھیاں کے ریت رواج نے کیو کر چھوڑ یوں۔ رات نے دن اور دن نے رات کیو کر کہ دیوں۔اس میں پورا ہپھتہ جالیا۔اس بات کا اتنا اثر تو ہو یا اک واہ اپنے گوتیاں کے اور بی نیڑے ہو گیا ۔گوت سے نیارا ہون کا ڈر اس کے بھیتر گھر کر گیا تھا جد ڈر تھارے سر پے چڈھن لاگ جے تو سوچ ار سمجھ بوجھ سب لھک جیں سیں۔ڈر ٹھاڈا ہو جے سے پھیر ڈرا جاگرتی میں لام لاگ جے سے۔ڈرار جاگرتی میں گھنی ءبر جیت ڈر کی ءہو سے۔جد ڈر جیت جے سے تو ایک ترک بھی ٹوہ لے سے پھر سارا جیون اسے ترک کے تلے کٹ جے سے تھوڑے سمے کی جاگرتی بھرم بن کے رہ جے سے ار سمے کا پہیہ انت میں اس نے ریت کا ڈھیر بنا دے سے۔

اسے ڈھال گھنے دن لنگھ گے چام چرڑ نے اس دن آلی بات جماں ءبھلا دی تھی بوڈھا چام چرڑ بھیتر ءبھیتر مر کے تو تھا پر بولے کچھ نھی تھا۔ بات تو وہ اس دن بھی ناں کروا پر اس دن واہ اس نے دیکھ رھیا تھا اک واہ تھا رات دن تے چپ چاپ سے بے دھیانی میں جی رھیا سے۔بے دھیانی میں جینا بھی بکھا سے۔بے دھیانی میں مانس اپنے آپ نے بھی بھول جے سے۔ کسے سے لینا ناں دینا پر اورے دھورے کے رھنیاں میں تو بات کسے ناں کسے مونھ پے آءجا سے۔گھنکھری برمونھ کولنیاں ایک ءبات پوچھے۔سب ٹھیک تو سے ار یوہ سوال سنن آلے پے سانٹا بن کے برسے سے یوہ ءبوڈھے چام چرڑ گیل ہو یا۔اس کا تجربہ،عمر اس نے اس سوال تے کرڑائی گیل بر جے تھی۔واہ یوہ بات کر دا بھی نھی پر جد اس کے مونھ تے لکڑ گی جد اس نے بیرا لا گیا اک یوہ ساری فطرت کی کارستانی سے۔فطرت نام ءاس کا سے جوان چاہے سوال بھی کروا دے سے۔ار اسے ان چاہے سوالاں تے جاگرتی دوگنی ہو جے سے سیامھی آلا کہہ دے ”کچھ نھی“ اس کچھ نھی نے سب کے دھندلا کر دیا پر اس نے تو لی ءآپا سنبھال لیا ار اپنے گوتیاں میں مگن ہو گیا۔کچھ دن اور لکڑ گئے۔اس پاچھے اس بارے میں کسے تے کوئے بات ناں ہوئی اس کے ڈر کی دنیا اس پے پوری پوری چھا گئی تھی۔واہ چاند نے آلی بات ایک سپنا بن کے رہ گئی تھی اس کی چھوٹّی سے چھوٹّی بات بھی اس کے من میں نھیں تھی۔اس بات نے اب یاد کرنا بھی چاہندا تو کچھ بھی یاد نھی آنا تھا۔

اس روٹین میں واہ اپنی اڈار میں کھویا ہو یا تھا چان چک کسے پنچھی سے ٹکر ہو گئی ٹکر اندای اس نے بیرا لاگ گیا اک چان چک سیامھی آنیا آندھا سے اس نے اڈار کے نیم کا بیرا ءنھی سے گھنے چھوہ میں آ کے اس نے دھورے گرن آلے تھے دھکا دیا ار بولیا دکھدا کو نیاں۔اڈ ناں نھی آندا تو کتے اور جا کے ٹکر مار۔پر یوہ کہیاں پاچھے اس نے بیرا لا گیا یوہ تو اس کا ڈھبی کبوتر سے ار اس کے تو گھنی ءچوٹ لاگ رھی سے واہ سب کے بھول کے اس کی دیکھ ریکھ میں لاگ گیا دھورے تے واھے بوڈھا چام چرڑ لنگھیا تو اس نے دیکھا وا چھورٹ کسے اور گیل گھل رھیا سے تو واہ بھی رک گیا۔دونواں نے کبوتر تے سودھی میں لیان کا چارا کر یا پر سب بے کار رھیا۔واہ سمجھ گیا تھا اک اس کے کاندھیاں کی ابھری ہوی نوک اس کے ڈھبی نے گھایل کر گی اس بات نے واہ اور بھی پچی ہو گیا۔پچی ہون کے مارے کبوتر نے چھوڑ نا نھی چاہوے تھا۔بوڈھے چام چرڑ نے اس تے کہیا تیں ارے رک اپنے پر پانی میں بھے کے اس پے گیرے جا یوہ گھایل ہو گیا سے ار اس کے تاپ چڈھ رھیا سے میں جاں سوں اچھا سے تیں بی لکڑ لے۔

اس نے کچھ وار لگ تو کبوتر کی دیکھ بھال کری پھیر رات ہون لاگ گی واہ اس دبدھا میں تھا اک اب ک کروں پھیر اس نے سوچیا ءکبوتر کونسا سودھی میں سے میں بھی لکڑ لیوں سوں گھنی ءایڑھاں تے گوت میں سا کھ ٹھیک ہوری سے اس نے کے بیرا لا گے گا کس گیل ٹکر ہوئی تھی ار کون اس کید یکھ

فرہنگ:۔☆ بھیتر: اندر☆ مر کے: تڑپنا☆ سانٹا: چابک☆ ڈھبی: دوست☆ گھلنا: لڑائی☆ گھایل: زخمی☆ تاپ: بخار

بھال کردار ھیا جتنا اس نے کردیا اتناء ہوکرے یاری میں یوہ سوچ کے اس نے ایک اڈاری لئی اڈاری پوری ہوندے ئے واہ پھیر پچی ہوگیا ار اب وا اتنا پچی ہو یا اک اس کے ڈر کا بت چکنا چور ہو گیا۔ وا بھاج کے پھیرا اپنے ڈھبی دھورے آ گیا آندے بے سدھ پڑے ڈھبی کے گات تے لپٹ کے رو پڑیا۔ آنجھواں کا روڑھ میں بہ گیا ایک تو آنجھو و ینھ بھی چام چرڑ کے آنجھو؟ اسے پنچھی کے آنجھو جس کی آنکھیا کی پوتلی سدا ٹکی ءرھیں سیں۔ بیراناں کتنی وار لگ واہ اس کے دھورے رھیا ار کد آنکھ لاگ گی سارا ڈر آنجھواں میں بہہ گیا اسی تو کوئے بات بھی نھی تھی۔ بیراناں کیوں آنکھیاں میں آنجھو آگے۔ بیراناں کیوں واہ اس رو میں بہہ گیا۔ اب سودھی آیا پاچھے چام چرڑ نے یا ہے بات ستا رھی تھی اک نیوں اتنا رون کی کے پڑی تھی اچھا ہو یا کسے نیں دیکھیا نی کوئے دیکھ لیندا تو کے کہندا چام چرڑاں کے بے حس ہونا تو سدھ سے ہر کھ کا مھارے کے کام؟

مانساں نے تو بنا بات رون کے بھانے ٹوہ را کھے سیں۔ مھارا رون بن داءنھی اب اس نے آپا پوری ڈھال سنبھال لیا تھا۔ کبوتر بھی کسمسان لاگ رھیا تھا کبوتر نے جاگدے ئے پوچھا میں کون سوں؟ کت سوں؟ ان ءباتاں میں کچھ سمے لکڑ گیا چام چرڑ نے بھتایا کالھ تیں بے دھیانی میں اڈ رھیا تھا چان چک ٹکرا گیا ار بے سدھ ہو گیا تھا اب تیں ٹھیک سے اب منے جان دے میں جاں سوں رات ہون آلی سے۔ جد یوہ بات کری تو اس نے یاد آیا میں تو سارا دن اپنے گوتیاں گیل تھا۔ اس نے پچھلے دن کی ساری ءبات یاد آ گی تھی۔ دن پاچھے تو رات ہونی تھی دن پاچھے پھیر دن کیوکر ہو گیا۔ دن بھی اتنا چمکیلا؟ واہ چاندنا واہے رنگ واہے آر جار۔ سب کمے بھول کے واہ اورے دھورے میں کھو گیا۔ گھوم گھوم کے چاروں کانی دیکھن لاگ گیا۔ اب س کے چوندھے نھی لاگیں تھے دن تھا یا رات تھی؟

اب اس میں چاندنا سہن کی گھنی ءآسنگ آ گی تھی۔ جنو دو پھیریاں میں تھم سوئے ہوا ر جد آنکھ کھلے تو لاگے جنو ابے دن لکڑیا ہو۔ ابے ترڑ کا ہو یا ہو۔ اس ٹیم مانس کی نیاری ءحالت ہو سے۔ مانس اس بات نے مان کے اڑجے سے اک دن لکڑیا سے چاہے سارے گھر کے کہندے ہوں۔ اک رات ہو رھی سے۔ کچھ اساء حال چام چرڑ کا بھی تھا کبوتر جاگ لیا تھا دونوں چال پڑے۔ پرانی باتاں پے پرانی یاداں پے آچھی گپ ہوندی رھی۔ چام چرڑ نے اپنا ہر کھ سنبھال لیا تھا۔ اب کے واہ اپنی آچرتا کبوتر نے نھی دکھانا چاہوے تھا۔ جس مں واہ کامیاب رھیا۔ اب واہ چاندنے کا عادی ہو گیا تھا۔ مڑی ءہان میں دونوں ڈھبی نیارے ہو گے۔

گابھرو چام چرڑ جد اپنی تھار پے جالیا۔ گھر کیاں کی ڈاٹ پاٹ تے نمٹ کے اپنے ایکلے کونے میں جا بیٹھا۔ کبوتر پے اس نے کچھ نھی کھلن دیا۔ بھیتر کے سوال تو اس نے آپے سدھ کرنے تھے۔ پہلی بار اتنا بڑا بیت اس نے تھیایا تھا۔ جس نے واہ رات سمجھدا رھیا اصل میں واہ دن سے۔ ار جس نے دن جان کے واہ ار اس کے گام گوت آلے کھان پان ٹوھن جانویں تھے اصل میں واہ رات سے۔ یو کمے چھوٹا بھیت نھی جو آج پھیر اس کے سیامھی کھل گیا تھا پر واہ اس پے بات کسے تے نھی کر سکے تھا۔ ساچی بات تو یوہ سے واہ اس دن کی ساری چھل پھل نے جھوٹ کا بادل سمجھے تھا۔ یا اپنے بھیتر کا کلھیا جانے تھا۔ کیرا نیند پوری نھی ہوئی تھی جا ھیں تے میرے من کا تول بگڑ رھیا سے۔ اسے دبدھا میں سمے پار ہو یا۔ اس کے جن جان کا دن چمکیا۔ سارے گیلڑ یئے کھان پان ٹوھن چال پڑے۔ واہ بھی جو موس کے گیل ہو لیا۔ کچھ سمے پاچھے سارے اپنے ٹھکانیاں پے آ گے۔ چاندنے کا بھیت بس اس کے ءمن میں تھا۔ اس نے کسے تے بھنک نھی ہون دیئی۔ اس بیچ اس نے

فرہنگ:۔☆ گت: گلے ☆ روڑھ: ریلا ☆ سودھی: ہوش ☆ کسمسان: شش و پنج ☆ نمٹ: فارغ ☆ سدھ: سمجھ

نوہرہ

سدھ کر لیا تھا اک یوہ بات دو بر ہولی دونوں بر کبوتر گیل تھا۔اب کے میں آپ کر کے دیکھوں گا۔آج تو میں سدھ کر کے رہوں گا آج تو میں دن ار رات کی ٹھاوٹوہ کے ءرہوں گا۔پوری جن جاتی سب کچھ چھوڈے کے سون کا سوچ رہی تھی پر یو گا بھرو آج ڈٹ کے تیار تھا اک آج اس کائنات کا بھیت آپ کھولوں گا۔

سے بدلیا دن رات میں بدلن آلا تھا اس گا بھرو نے پہلاں ءاپنا ٹھکانا اسی تھار بنایا تھا واہ بارھ کی دنیا ار بھیتر کی دنیا آچھی ڈھال دیکھ سکے تھا۔جد رات کی چادر چیر کے دن لکڑھیا ہوسے یا جد دن کے چاندنی پے۔رات کا کالک بھاری پڑرہی ہوسے تو دونوں سے گھنے نرالے ہوسیں۔بڑے سے بڑا سمجھدار بھی اپنا من اپنے بس میں نہی راکھ سکدا۔اس کے بھیتر کی ان جانی دنیا میں ناں دکھن آلی کیڑی سی چالن لاگ جیں سیں۔بھیتر کی ان جانی دنیا بھی بڑی نرالی ہوسے کائنات کا بڑے سے بڑا منکر بھی اس سے بھیتر تے ڈگم ڈول ہو جے سے۔

آ بھرو جام چِڑ بھی ٹھیک اس سے ڈگم ڈولی میں پھنس رہیا تھا۔اس پے سمجھ تو تھی نہی جاہیں تے واہ اپنی حالت نے سمجھ نہی پا رھیا تھا۔پر بھیتر کی ادلا بدلی سیاں ھی کے مالیاں میں بدلاؤ تو لیا نویں سیں۔جیو کر متلی، چکر من چالنا ان ساری حالتاں نے پکڑ میں لیا کے اڑیا ہویا تھا۔چاہے کچھ ہو جے منے دن ار رات کا انتر ٹوہنا ءسے ان ءسوچاں میں چاندنا دکھن لاگ گیا۔جی کا گھبرانا ار متلی ایک دم گھنی ہون لاگ گی۔جیو کر جیو کر چاندنا بڑھدا جار ھیا تھا، گا بھرو نے اپنا گات سنبھالنا اوکڑھا ہوندا جار ھیا تھا۔اس کے بھیتر چالن آلے ستام میں بادھا ہوندا جار ھیا تھا۔انت دن لکڑ آیا چاروں کانی چاندنا پھیل گیا تھا۔دوسرے کانی آ بھرو جام چِڑ اورے دھورے رولا کرن لاگ رہے تھے ۔جد ان نے دیکھیا جیوے سے تو گھنکھرے الٹے چلے گئے۔کچھ کنبے کے دھورے رہ گے۔اس کی ماں دھورے ءبیٹھی تھی سب نے پوچھیا کے گیان سے تو اس نے کہیا واہ دوراتاں تے جماءنہی سو سکیا جاہیں تے بےسدھ ہو گیا تھا۔ساریاں نے اس کی بات سے تسلی ہوئی۔پھیر واھے روج کا دھندا چال پڑیا۔رات ار دن کا انتر اس نے آچھی ڈھال سمجھ لیا تھا۔یوہ بھیت اس نے پورا پورا من لیا تھا ہم جس نے صدیاں تے دن سمجھدے رہئے واہ رات سے دن تو میرے سوا کسے نے دیکھیا نہی۔یوہ بھیت اب اس کے من میں پکا جمیا ہویا تھا۔میرے جن جاتی کس ان سمجھی میں جی رہے سیں۔

اس بھیت نے جانیاں پاچھے بھی اس نے اپنے بھیتر اتنی ہمت نہی پاوے تھے جو کسے اور نے بھی اس میں رلا لے۔کبوتر تے پھیٹ ہوئے کئی دن لنگھ جیں تھے اب واہ رات ار دن میں آچھی ڈھال اڈاری مار سکے تھا۔اب واہ دونوں سے اڈن میں ماہر ہولیا تھا۔جد کوئے بڑا بھیت تھارے بھیتر پل رہیا ہو تو واہ بھیتر کی ادلا بدلی کی چال نے بدل دے سے۔سوچن کا سٹائل بدل جے سے۔کھاس کر اس سے جد تھم نے اس بات کا بیرا بھی ہو اک جو بھیت تھارے پے سے وا کسے پے نہی سے تو یوء بھاونا تھاری چال بھی بدل دے س۔ار بدلی ہوئی چال سے۔

جن جاتی نے بیرا پاٹ جے تو جنجاتی آنکھیاں ءآنکھیاں تے تھارے میں کچھ ٹوہن لاگ جے سے۔جام چِڑ کی جن جاتی نے بدلی ہوئی چال دیکھ لی گھنے ءسوال اٹھن لاگ گے تھے اک یوہ اب واہ کونی رہیا۔یوہ اب بدلدا جارھیا سے۔پر وءینھ اس تبدیلی نے کوئے بھی نام نہی دے سکیں تھے۔جن جاتی نے اس کا یوہ حل کاڈھیا اک دھورے رہنے گیانی کاگ نے بلا کے لیاؤ۔بھاج بھوج کے کاگ سے ملن کی بات کری پھیر رولا تو واہے تھا ملیا کس ٹیم جاوے؟ دن رات کے انتر نے ان کے جن جات دنیا تے کاٹ راکھی سے۔

گھنی ءاوڑھ تے جد دونوں ٹیم ملیں سیں اس ٹیم کاگ بلایا گیا جو

فرہنگ:۔☆ تھاہ: جگہ ☆ کیڑی: چیونٹی ☆ اوڑھا: مشکل ☆ جما: بالکل ☆ بھاج بھوج: بھاگ دوڑ ☆ کاگ: کوا ☆ انتر: تبدیلی

نوھرہ

دونوں سوکھے رینھ۔گا بھرو چام چرڑ کاگ دھورے ایکلا چھوڑ دیا۔تیسرے سوال پےء چام چرڑ نے بیرا پاٹ گیا اک واہ اس کے کام کا نھئیں سے۔اس کے سوال ار پوچھن کا ڈھنگ ہر اک بات،اس کی ہر بماری کی جڑ پیٹ کی گڑ بڑ ار بیٹ کا آنا ناں آنا بھتا رھیا تھا۔کاگ تے تو جیو کر تیو کر جان چھوٹی۔

بن بات کی اداسی ار تنہائی میں رہن کا علاج سمجھ میں نہ آیا تو ایک دن گا بھرو کے من میں آیا کیوں ناں موسی کوتری گیل بات کری جاوے ایک تو موسی لاگے سے دوسرا یوہ اک مھارے گیل ملدی جلدی سے۔مڑی ہان میں واہ قبرستان کے ایک روکھ پے کوتری دھورے پونچ گیا پر موسی کا دھورے رہینے جن تے مانس کہیا جاوے تھا۔ان تے موسی کوتری گھنیء تنگ تھی۔اک یںھ لوگ میرے بولن پے بھی روک لانویں سیں۔کدے تاڑی بجانویں سیں۔کدے اس روکھ پے ڈلے ماریں سیں جس پے میں بیٹھ جوں سوں کئی ڈھال کے رتے ماریں سیں جد لگ میں چپ ناں ہو جوں یںھ بھی چپ ناں کردے۔جد اس کے مہنے اررونے دھونے رکن میں ناں آئے تو گا بھرو نے الگت مانگی تو واہ بولی ڈٹ جا! میرے تو تیری باتء سمجھ نھی آئی میں تیرے گیل چالوں سوں تتنے تایا الو تے ملا دیوں میں بھی ارے رہ رہ کے تنگ آر ھی سوں۔پانی بدل ہو جے گا ان مانساں تے بھی پے نیں جا کے آچھی ڈھال بول لیوں گی۔پر یوہ دھیان را کھیے تایا الو گھنیء دورے رہوے سے۔گا بھرو چام چرڑ اپنی موسی گیل اڈلیا۔دونوں رات کے پنچھی تھیے گھنی وان لگ اڈیاں پاچھے۔ویںھ پانی پین نے رکے تو موسی نے رج کے پانی پیا رج کے کلکاری مارے جد اس کا سنگیت گھناء بدھ گیا تو آ بھرو نے سوچیا مانس موسی کے بارے میں ٹھیکء کہویں سیں۔بول تو جماںء بھونڈا لے رھی سے۔جد جی بھر کے کا کارولی مچالی تو پھیر اڈن لاگ گے ایک ندی کے کنارے روکھاں کی لار دکی اڈن میں گنیء ایڑھ ہو رھی تھی۔روکھاں کے سر آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ان میں گھنے سواد لے پتنگے اڈ رھے تھے۔ان کا سواد بوہتء آچھا تھا اڈنا گھناء ایڑھا ہو رھیا تھا۔

ان روکھاں کی لار میں ایک بڈے روکھ پے موسی کی بریک لاگی۔ اس نے پھر واہے کلکاری ماری تو جواب میں گوں گوں سنائی دیئی آ بھرو نے اورے دھورے دیکھا کوئے نھی دکھیا۔مڑی ہان ٹھہر کے پھیر واوے گوں گوں سنی تو آ بھرو نے بیرا لاگ گیا اک یوہ گوں گوں کت سے آرھی سے۔موسی کے تایا جی موسی کوتری تے ڈیل ڈول میں بھی بڈے تھے ار سبھا میں بھی اورء تھے اس نے آنیاں کا نرولا نوٹس نھی لیا تو پھر چپ چھا گئی۔

موسی جی نے تایا جی آگے ارداس دھر دی اک تیا جی تھم نے ملن آئے ساں یوہ بالک تھارے تے کچھ پوچھن آیا سے۔تھم اس نے گپ لاؤ میں مڑا سا کل سیدھا کر لیوں۔رے بی بی اڑے ناں بولیے۔اڑے تے دور چلی جا نیو نے ریت کے ٹبے سیں۔نیو نے جا کے بول لے۔اڑے بولے گی تو دھورئے مانسان کی بستی سے تیرا بول سن دے آجیں گے۔جے میں دکھ گیا تو بنا بات ماریا جاؤں گا۔یںھ مانس میرے سر کے گھنے لوبھی سیں۔کئی ڈھال کے ٹونے کریں سیں میرے سر گیل۔ناں سکون تے جینویں ناں جین دیں۔ناں مریا پاچھے سکون کرن دیندے۔آ بھرو نے تایا جی

فرہنگ:۔☆ موسی: خالہ ☆ تاڑی: تالیاں ☆ رتے ماریں: آواز دینا ☆ بھونڈا: بدصورت ☆ لار: قطار ☆ سبھا: برتاؤ/رویہ ☆ دھری: رکھی ☆ بالک: بچہ ☆ مڑا: تھوڑا ☆ لوبھی: لالچی ☆ ارداس: گزارش ☆ آ بھرو: نوجوان

نوھرہ

دلچسپ مانس لاگے۔کھاس کران کے بات کرن کا دھیما سٹائل۔تایا جی کی آدھی سے گھنی بات آبھرو نے ء سنی۔موسی کوتری تو ریت کا ٹبیاں کانّی اڈ گی تھی پرتایا جی بولدے جارھے تھے۔ایک دم اس نے نیوں لا گیا ایک اسل سنیا تو چلیا گیا۔

ایک چپ سنیا بیٹھیا سے۔ہاں بھئی آبھرو کیو کرآنا ہویا۔میں تو جی بس سلام کرنا آ گیا۔کوتری کہوے تھی تھم گھنے بڑے عالم سو؟ منے سوچیا کچھ گیان میں بھی تھارے تے لے لیوں۔

الومسکریا'' آچھا الٹے لٹکنیاں میں بھی گیان کی طلب جاگ گی؟'' بات تو گھنی ء کاٹ دارتھی پرواہ سیہ گیا۔الٹالٹکن کا مہنا ہر پنچھی دیوے تھا۔

میں تھارے تے دنیا کے بارے میں پوچھن آیا سوں۔

یوہ کے چکر سے؟ ہم ساری عمر الٹا لٹکدے رھواں گے؟ تھم سد انیویں لٹک کے جیون کاٹو گے؟ یوہ سن کے اُلو دھورے کی ڈالھی پے آبیٹھا ار بولیا دیکھ بھئی ہم نے اپنی اپنی روح ارنیچر کے تلے ء رھنا پڑے سے۔کے بیرا کتنے جیو جنتر نیویں اپنے جیون نے چلاندے آرھے سیں۔سارادن سیدھا لٹکیا رہ۔الو کی بات سن کے آبھرو نے جد ء سیدا لٹکن کی پریکٹس جاری کردی ار اس میں اتنا کھو گیا اک اصلی بات ء بھول گیا۔کچھ ہان لٹکن پے بھی اس کے کاندھے اکڑ گے۔جد اس میں کامیابی ناں ملی تو الو کے سامھنے اپنی ہار مان لی۔الو ہنسیا ار بولیا پانی کے گیل ترنا تو کوئے بڑی بات نھی اصل تو بہندے پانی کے الٹ ترنا سے۔اسی بات بڑی سروپ کھے سیں۔اک ندی کا سینہ چیر کے الٹا ترن لاگ رھیا سے۔پر کسے پے بھی اتنا سمے نھی سے ایک واہ تھارے کانی آنکھ را کھّے۔

تھم کے کھارھے سو؟ کے کررھے سو؟ کیو کراڈو سو؟ کیو کر جیوسو؟ تھم نے کے آچھا لاگے سے کے نھی لاگدا۔کسے نے ان باتاں تے پچھ نھی لینا۔جیون تھارا سے جینا تھم نے سے ہر جی پہلاں تے لاگی ہوئی لکیراں پے چال رھیا سے۔ان میں ء گھوم رھیا سیں۔جوں ء ہم نے اپنا دائرہ چھوڑیا ہم کسے اور دائرے میں جا کھڑے ہو گے۔ہم کسے اور کے دائرے میں ناں بھی رلاں تو بھی اپنے دائرے تے بارھ لکڑن آلا ہر پگ مھاری جیون کی ڈور نے بودا کردا جاوے سے اریوہ ڈور بودی ہوندیں ہوندیں انت ٹوٹ ء جے سے یا کسے اور ٹھاڈے کے مونھ کا نوالا بن جے سے۔

الو کی بات چیت آبھرو چام چڑ نے بڑی آچھی لاگی اس نے پورے دھیان گیل سنی کہے تو ٹھیک ء رھیا سے لاگے سے ٹھیک تھار آ گیا سوں۔منے اپنا سوال ایب اس تے کردنیا چاہیے پر الو نے تو اس بیچ اڈار بھر لی تھی۔آبھرو نے ایک ٹھنڈی ہان اڈنا پڑ رائے سے ناں اڈاں تو گات میں ست ء ناں رھوے۔چام چڑ ان ء سوچاں میں گم تھا اس بیچ الو پھیر اپنی سیٹ پے آبیٹھا۔کتنی دور رھوے ارے تے۔گھنی ء دور سے ایک گھنٹہ لاگ سے سے واہ جو بڑی سڑک کے دھورے پرانا سا گھر سے میں ات رہوں سوں۔

ٹھیک الو نے جواب دیا۔میں کچھ دن تھارے گیل رھنا چاہوں سوں منے گھنے سوال پوچھنے سیں تھارے تے؟ ہاں ہاں کوئی نھی پر میرے گیل رہنا ایڑھا گھنا سے۔میں لگا تار اپنے ٹھکانے بدلدا رہوں سوں۔ایک ء تھار

فرہنگ:۔☆کلّی لگائی: اکیلی عورت☆ ناڑ: گردن☆ چھورے: لڑکے☆ لُھک: چھپ☆ کتران: نظریں چرانا

رھن تے میرا جی پاٹ جا سے۔ میں اسی تھار رہنا پسند کروں سوں جت منے کوئے چھیڑے ناں۔

ناں میرے کامّاں میں ٹانگ اڑاوے۔ پکھیرو بھی منے تنگ کریں سیں۔ کوئے ناں کوئے آیا رھے سے سلام کرن۔ لوگاں کے نئے نئے رویہ سیں چھوٹّی تے چھوٹّی بات بھی من میں اٹک جے تو جیون گھناء ایڑھا ہو جے سے۔

کچھ دن پہلاں کی ء بات لے لے ایک بُگلا آ گیا بولیا کے میں اپنی چونچ تے آچھی ڈھال کچھ بھی نھی پکڑ سکدا۔ جد بھی پکڑ وسوں سکار لکڑ جے سے۔ اب بھتا میں اس کی بات کا کے جواب دیوں۔ جیو کر یوہ بات بُگلے کی سمسیا سے میری نھی سے۔ جے بُگلا اپنی چونچ گیل اپنے پنجیاں نے رلا لے تو اپنے سکار نیں پکڑ سکے سے۔ پر یوہ میں اس نے کیو کر سمجھاؤں؟

اسی ء کوئے سمسیا تیری بھی ہو گی۔ الو نے سوالیہ سٹائل میں آبھرو گیل بات کری۔ آبھرو بولیا میں رات ار دن کے ریئلٹی میں کھو گیا سوں۔ دن کون سا سے رات کونسی سے۔ میں جد تے جا گیا سوں جد تے ایب لگ بلکہ میرے پرارتھی تے لیکے آج لگ ہم جس نے دن سمجھدے رھئے واہ رات سے۔ ایک دن میرے ڈھبی نے دن دکھا کے میں سمسیا میں گیر دیا۔ اس نے جو دن دکھیا واہ تو گھنا ء اجال تھا۔ اس دن کا چاندنا تو سچ میں چاندنا سے۔ پر مھاری جن جات تو کسے اور چیج نے ء دن سمجھدی رھئی۔ اسے الجھن تے میں آج لگ نھی لکڑیا۔ یوہ بات سنی سنائی ہوندی تو کیرا بھول بھی جاندا۔ پر منے بار بار یوہ چاندنا اپنی آنکھیا سے دیکھ لیا۔

آنکھیں دیکھی بات کا منکر کیو کر ہو جوں۔ سمسیا یو سے ایک یوہ بات میں کسے تے کر بھی نھی سکدا۔ کوئے میری بات نھی مانے گا۔ مانن تو پرے رھیا میری جان کا لاگو ہو جے گا۔ رل بھتیو کا ناں ملنا گھناء بڑا دکھ سے۔ میری جن جاتی میں تو اسا کوئے بھی نھی پایا جس تے بات کر سکوں۔ بڑی ایڑھاں گیل کئی سورساں تے ہونداارے آیا سوں۔ سیری بات بھی منے گھنی ء ٹھیک لاگی۔ تیں ء اس رولے کا کے سمادھان کاڈھے گا۔

آبھرو نیں ایک ء سانس میں اپنی بپتا سنا دی۔ سیا مھی بیٹھے الو کے اور بھی سکتہ ہو گیا۔ گھنی ء وار دونوں کانی چپ رھے۔ اتنی چپ تے آبھرو چام چرڑ بے چین ہو گیا تھم جا گو سو؟ تھم نے میری بات سنی ؟اس نے تیا جی تے پوچھیا۔ الو کے گل تے دو تین بر گوں گوں کا بول لکڑیا پھیر چپ چال پڑی۔ اب آبھرو نے لا گیا اس نے ٹھیک تھار سوال نھی کریا۔ یوہ بھی کوئے کامن ساء پنچھی سے۔ اس کے پر بھیت سے امید راکھنا بے کار سے۔

دیکھ بیٹا! آچھا تو یا ہے سے تیں سب کے بھول بھال کے اپنی دنیا میں چلیا جا۔ تنے بیراء نھی سے تنے کے بات کہہ دی سے۔ جد لگ تیری یوہ بات سے اک تنے دن کا چاندنا پا گیا سے تو یوہ کوئے نئی بات نھی سے۔ تھاری جن جاتی اس دھرتی پے 650 سال پرانی سے۔ اس بیچ تھارے ناپ بدلدے رھئے۔

فرہنگ:۔ ☆ بِگ جائے گی: چلی جائے گی ☆ دھم دنے سی: یک دم ☆ تھمیے: رُکیے ☆ تولی: جلدی ☆ کھاٹ: چار پائی

رنگ بدلدے رھئے آج کالھ تھم نیارے نیارے سبھا ار چار نگاں یں دکھوسو۔ تیں چام چرڑاں کی بھوری گوت کا سے۔ گھنی سے گھنی تھاری آیو بیس سال ہو سے۔ تیں منے تین چار سال کالا گے سے۔

تیری ساری ء بات چیت میں ایک تو دن رات کے نیارے ہون کا ار چاندنے کا سوال سے۔ دوسرا تیری ساری سمسیا ایک نئی دنیا کا سیامھی آنا سے۔ جت لگ بات سے پچھ دیکھن کی یوہ کوئے نئی بات نھی سے۔ تھاری ء جن جاتی میں گھنے ء چام چرڑ دن میں بھی دیکھ سکیں سیں۔ پر نارمیل ان نے دن میں کلیئر نھی دکھدا۔ تیں ان تے اوپر اس مارے سے اک تنے یو سب دیکھن دکھان آپ کریا سے ار بار بار کر کے تیور بدھالیا سے۔ تیں اب دن میں بھی اور پنچھیاں کی ڈھال اڈ سکے سے۔ رات ء تو تھم سدا تے ء اڈ دے آرھے سو۔ منے تیرے تے الٹا جان نے جاہیں تے کہیا سے اک کوئے بھیت پالینا اسنی بڑی بات نھی ہوندی۔ بات یوہ ہو سے اک تھم اس بھیت نے اپنے پے سوار کیو کر کروسو۔ اس بھیت کے کارنے تھم اپنی سنسکرتی گیل ٹکر نھی لے سکدے۔ تھارے گات کی بناوٹ ار گات کے اور انگ تھارے اس کلیم تے میل نھی کھاندے۔

ایک سمے تھا تھم ایکلے ممالیہ جانور تھے۔ جو اڈ بھی سکے سے ار اپنے بالکاں نے دودھ بھی پیاوے سے۔ کسے دور میں اپنے پنجیاں تے چال بھی سکو تھے جو پر ایب تھم بس الٹا ٹکن کا کام ء لے سکو سو۔ تھاری جن جاتی نے ایک مہنا بھی دیا جا سے اک تھم اس مونھ تے اپنا گند بھی کا ڈھوسو۔ اب تیں آپ بھتا الٹا لٹکینے ار مونھ تے گند کا ڈھنیے کی بات کون مانے گا؟ چھے وا کتنے ء بڑے بھیت کے بارے میں بات کردا ہو۔ جاہیں تے کوئے بھی پکھیر و تھاری جن جاتی کا! تیری بات پے دھیان نھی دھرے گا۔ ہاں یوہ سے اپنی جن جاتی میں اس بھیت نے کھول کے تیں اپنے ہان کیاں نے متاثر کر سکے سے۔ یوہ ساری رام کتھا ان تے سنا۔ ویںھ تنے سمجھدار ار گیانی مان لیں گے۔ پر تیں سدا ان نے اپنے گیان تلے نھی راکھ سکدا۔ ان کے سمجھن کی تس ناں بجھا ندار ھیا تو ایک دن سارے چیلے اڈ جیں گے۔ جے ان کی تس بجھا ندار ھیا ار ان نے بھی چاند نے کا بیرا پاٹ گیا تو اپنی اپنی دکان سجا کے بیٹھ جیں گے۔ جاہیں تے ساری بات کھول کے تیرے آگے دھر دی سے۔ اپنے آپ نے اس میں نا پھنسا۔ اپنے آپ نے ایڑھ میں نا گیر۔ اپنی دنیا میں جا ار موج کر۔ نیویں ٹانگ ناں اڑا۔ یوہ ساری لامبی بات چیت کریاں پاچھے الو نے اڈار لیئی۔ آبھرو چام چرڑ ایک دم اپنے آپ نے ایکلا لاگن لاگ گیا۔ اس کے من کی بات پرائی ہو گی تو وا بھیتر سے رت سا گیا جس بھیت کے بل پے اس نے تین مھینے کاڈھ دیئے۔ جس بڑائی کے کارن واہ اپنے آپ نے ساری جن جاتی تے نیارا جانے تھا پانچ منٹ مینھ سارے عمل ریت کا ڈھیر لکڑے۔ ایب ریت کے ڈھیر میں تے گیان ٹوہنا جماں ء چھوٹا کام لاگے تھا۔ اس میں اڈن کی بھی آسنگ نھی رھئی تھی الو نے گئے گھنی ء وار ہو گی تھی لاگّے سے ایب الٹا کو نیاں آوے۔ اس بات نے اس کی بھاؤنا اور بدھادی ''جا واپس چلیا جا'' ''اپنی دنیا میں واپس چلیا جا'' پر آبھرو نے ایب واپس جان بھی دوبھر ہو رھیا۔ بس ایب کتے نھی جانا اسے رو کھ پے بچ دا جیون کاڈھ دیوں سوں۔ مرے ہوئے جی تے اس نے سدھ کر لیا۔

نوھرہ

کلّی لُگائی

احمد سجا بابر

گلی میں مڑی سی روشنی میں وا دُور سے ءِ آندی دِکھ گی۔۔۔۔۔قابو کر کے لپیٹی ہوئی چادر، پیراں میں سستی سی چپّل۔۔۔۔۔ناڑ تلے نے گیرے سوچاں میں گُم۔۔۔!!نیوں لاگے تھا جنوں اُس کے کاندھیاں پہ کِسے نے کئی من بوجھ لاد دیا ہو۔۔۔۔بھولو منیار کی دکان آگے بنے تھڑے پہ بیٹھے چھورے اپنی بات چھوڑ کے اس نے دیکھن لاگے۔''ارے یو کون سے بے ٹیم، آدھی رات نیں، کلم کلّی'' چھوریاں میں سے ایک نے ناڑ لامبی کر کے سیٹّی بجائی۔''رے جو بھی سے۔۔۔ پَردانہ سے دانہ، کنجا پیِس سے چادر بھیتر'' ایک نے دوسرا کے کھنی مار کے الگ دنے سی کہیا۔''پر یو سے کون؟'' ایک نے آنکھ سُکیڑ کے سوال کریا''اَرے کوئی بھی ہو، پر ٹھیک لُگائی کونی یو، رات کے دس بجے کلّی ،سُنّی گلیاں میں پھرن آلی بھلا ٹھیک ہو سکے سے، تیں آپے بتا'' دوسرے نے سیانپت جھاڑی۔'' اور کے۔۔!!۔۔۔مھارے گھراں میں بھی ماں بھین سیں۔۔۔۔کدے بے ٹیم گھر سے نھی لِکڑ دیں، یو شریف عورت کونی ہو سکدی۔۔۔جماں نھی ہو سکدی'' پہلے نے فتویٰ دیا''کہن تو تیں ٹھیک لاگ ریا سے بیرے، چال پھیر قسمت آزماواں'' تینوں چھورے اُٹھ کے اس لُگائی کے پیچھے پیچھے چال پڑے۔گرمیاں کی رات کے گیارہ بجن آلے تھے۔کِتے کِتے مانس سڑکاں پر دِکھیّں تھے۔جِد اس لُگائی نے تھوڑا شک ہویا، وا اور تیز ہولی۔۔۔۔۔۔اَر اپنی چادر اور زور گیل لپیٹ لی۔مصیبت میں آئی عورت چادر میں لُھک کے سمجھے سے کہ سب سے لُھک گی، ایب اس تک کِسے کی گندی نظر نھی پہنچ سکدی!! چھورے پُچھے پُچھے لاگ رے تھے۔۔۔آواز کسدے، چھیڑدے ہوئے!!وا سب سے بے نیاز اپنی سوچاں میں گم چالے جاری تھی۔کے بیرا کِت جانا تھا اُس نے۔کیوں سڑکاں پہ پھرری تھی!!''رے ہم نے بھی گیل لے چال۔۔۔۔چھمک چھلو'' ایک چھورا گھنا اوور ہو گیا۔''یار یو سارے ریٹ بدھان کے حِیلّے سیں، اِسے ماری پیچھے لائے پھرری سے'' دوسرا نے ہونٹاں پہ جِیب پھیری۔اس عورت نے بڑی سڑک پہ پہنچ کے ایک رکشہ سے اشارہ کرا۔رکشہ رُکیا تو بولی''بھائی منّے مولود چوک جانا سے'' ''ہاں جی، کیوں نھی، بیٹھو، آ جو'' رکشہ آلا نے کلّی عورت دیکھ کے خوش اخلاقی جھاڑی۔پیچھے لاگے لُچّے لفنگے بھی ایک رکشہ روک کے پیچھے لاگ لیے۔رکشہ آلا مولود چوک کا نام سُن کے کھٹک گیا کہ یو ٹھیک عورت کونی، ایک تو آدھی رات، اُوپر سے کلّی، اُوپر سے مولود چوک جو پہلے ءِ بدنام سے!!چوک کا نام تو راکھن آلا یا نے سوچ سمجھ کے بابرکت راکھیا تھا، پر آہستہ آہستہ یو چوک بدنام ہو گیا، ہر طراں کے غلط سودے اس چوک پہ ہون لاگے، برکت تو کے بنڈ دی، شریف لوگ اس پاسے آن سے بھی کتران لاگے۔اسے ماری ڈرائیور کلّی لگائی ار مولود چوک کا نام

سن کے کھٹک گیا۔''چال رے ذُلفا، کے بیرا بھاڑے کی جگہ کمے اور ءِ مِل جے'' ڈرائیور نے جھوم کے گھٹّی ہلائی اَرٹیپ چلا دی۔''رانا جی ماھنے ماف کرنا، گلتی مھارے سے ہوگئی'' وا لُگائی نیو لاگے تھا جس طروں دنیا جہان سے غافل بیٹھی سے، اَنگلیاں نے مروڑ دی، چادر نے سنبھالدی، رکشہ کی بیک سے سر نے ٹیکے سوچاں میں گُم۔۔۔کدے شانت، کدے بے کل!! ذلفا ڈرائیور نے شیشہ سیٹ کر یا اَر بہانے بہانے سے شیشہ میں اس نے دیکھن لا گیا۔ اس کا یوئے خیال تھا کہ مولود چوک پہ جاکے یو کسے اور کے گیلے بِگ جے گی، وا اِسے منظر روز دیکھےّ تھا، ڈرائیور اُوں بھی سارے علاقے کی دائی ہوں سیں، کِت کے ہو ریا سے، سب پتہ ہو سے اُن نھے۔ تو لی ءِ مولود چوک آ گیا، ذلفا نے رکشہ سائیڈ پہ لگا دیا۔ اسے ہان میں پچھلا رکشہ بھی پہنچ لیا، کلّی لُگائی کے پیچھے لاگے چھورے دھم دنے سی ڈاک مار کے رکشہ سے اُترے، اس بچاری پہ ساریا نے دالا راکھیا تھا!!''بھائی، تھوڑا تھمیے، میں ایبےّ آئی'' عورت تھکی تھکی آواز میں کہہ کے اُتر گی، تِیر کی طرح سامنے میڈیکل سٹور کا نھی چال پڑی، کاونٹر پہ کھڑا چھورا بھی سنبھل کے بیٹھ گیا۔''آدھی رات نے کلّی عورت۔۔۔یو بھی کِسے کے گیلے جان آلی سے تھوڑی دیر میں ءِ'' چھورا نے داند پاڑے۔ عورت نے کاغذ کا مُڑا اتڑا ہویا ایک ٹکڑا پلّو سے کھولیا اَر کاونٹر پہ دھر کے رون برگی آواز میں بولی۔۔۔۔۔۔

''میرا لعل مر جے گا بھائی، مِنّے تو لی یہ دوائی دے دیو''

ہریانوی کہاوت

اُت ءِ بالکاں کا کھیلنا اُت ءِ بھوتاں کا باس

اُت ءِ بہو کا پیناں اُت ءِ سسر کی کھاٹ

مفہوم:

انسان نے اسی دنیا میں زندگی گزارنی ہے جہاں ہر طرف مطلب پرس اور دھوکے باز لوگ رہتے ہیں۔ انسان دنیا سے کسی اور جگہ جا کر زندگی نہیں گزار سکتا اس لیے اُسے جگہ بدلنے کی بجائے اپنا آپ بچا کر رہنا چاہیے۔

جیون جوگیا

صابر علی صابر

ڈھلدی رات تڑکے بکھت نوہرے میں بھیتر کانی آلے بارنے سے ماں نے بول دیا۔ غلام محمد! غلام محمد!

پوت کھڑیا ہولے نے۔

باپ تو کدکا مسجد میں گیا

ارتیئں اورے ءپڑیا سے

غلام محمد نمبردار جماعت علی کا چھورا تھا۔ گام میں نمبردار کی باندھی بندے تھی اور کھولی کھلے تھی۔ اس ماری چھورا گھنی اے بھاگ دوڑ کر کے دس پڑھیا اور امتحان دینداا اے فوج میں بھرتی واسطے اٹھ کھڑیا ہویا۔ ہریانہ گلابانی اور واہی بیجی میں گھنا آگے تھا اور اوورے کے مانس گھنے تکڑے تھے لیکن پڑھن پڈھان کا رواج جماں اے نھی تھا۔ نمبردار نے اس واسطے چھورے پر گھنا پڑھن کانی دھیان نھیں دیا۔ غلام محمد فوج میں بھرتی ہو گیا اور رنگ روٹی کاٹ کے چھٹی آیا تھا۔ آندے ء ماں نے کہہ دیا بھائی آج تھکیڑ تارلے ارکل بھان کے گھر ٹیکڑی گلگلے دے کے آیئے اور تڑکے اے جانا پڑے گا۔ اس واسطے ماں نے پوت سے آواز دیئی اور بیٹا جھٹ سے بجلی کی ڈھال کھاٹ سے اٹھا۔

تو سام بوانی سے سات کوس تھا ار چھری کالی گھوڑی اسے طرح کھوٹے پے کھڑی رہے تھی۔ اس کی سواری بس غلام محمد اے کرے تھا۔ تڑکے اے تڑکے غلام محمد کی گھوڑی تھان سے کھول کے تیار کر دی تھی ار سارا سامان اس پے بندھ رہیا تھا۔ گھوڑی کی ٹالی باجے تھی تو تین تین کوس سے بیرا لاگ جے تھا کہ نمبردار کی گھوڑی جاری سے۔

بوانی سے تین کوس بارہ ماسی نہر کے گیل اے غلام محمد کے مامے کا گام تھا اور مامے کے گھر غلام محمد کی منگیتر سلمیٰ بھی تھی جو پانچ پڑھی ہوئی تھی ار ماں باپ کی لاڈلی اور اکلوتی تھی۔

غلام اٹھیا نہا دھو کے ململ کا کپڑا سر پے باندھ اپنے سے ایک ہاتھ لمبا بانس کا لٹھ ہاتھ میں لے گھوڑی کانی چالیا۔ بانس کے لاکڑی فیشن تھا۔ ار لاٹھی کے ترلے پاسے تانبے کی تار ار اوپر کانی لوہے کا شام جڑیا ہویا ہے۔ گھوڑی پے چڈھن تے پہلے ماں کے پیر چھوئے ار بولیا ماں راہ میں مامے کا گام بھی سے جے کہوئے تو مامے سے مل آؤں ماں جھٹ سے بولی "نہ بیٹا سلمی سیانی ہو ری ہے ارتیں اٹھے مانگیا ہویا سے سسرال میں نیو جایا کریں سیں جیوں چاند جمع نہ جایئے نیوائے۔

لعل لعل تو ہر کو کہہ سے لعل جگت میں دو
ایک لعل سمندر میں ایک بھلی کوکھ میں ہو

غلام محمد نے گھوڑی کے لاکڑی لائی اور گھوڑی سرپٹ ہوگئی۔

راستے میں غلام محمد اس بات نے بار بار سوچدا جا رہیا تھا کہ اس کی ماں پچپن سے اس نے یو کہاوت کیوں سناویں تھی ار گیل یو بھی سوچدا جاوے تھا کہ ماں نے مامے کے گھر تے کیوں روک دیا۔ مامے کا گھر نہر کے اوپر ار سڑک کے اوپر سے مامے نے دیکھ لیا تو کے کہوئے گا۔ اس سوچ میں تڑپا جا رہیا تھا ار ماں کی کہاوت بار بار بڑبڑاوے تھا۔

لعل لعل تو ہر کو کہہ سے لعل جگت میں دو
ایک لعل سمندر میں ایک بھلی کوکھ میں ہو

فرہنگ:۔ ☆ تڑکے: صبح ☆ جماں ء: بالکل ☆ پوت: بیٹا ☆ ترلے: نیچے ☆ جگت: دنیا ☆ تکڑے: مضبوط ☆ ٹالی: گھنٹی

نوھرہ

اچانک ڈھلدے چاندپے نگاہ پڑی ار ممتاز میر کی یو کلی منہ تے لکڑی۔

ڈھل کے رات سکرتے ڈھل لی تیری بہت دیکھ لی باٹ
ہائے ایب لگ بالم آیا کونہ سنی دکھے کھاٹ

نہر پہ چڑھدے ءگھوڑی موڈ میں آ گئی تھی۔ دل میں کھدکھدسی ہو ری جے ماں کہہ دے ہاں تو مامی تے مل لیندا امامے کا حال پوچھ لیندا سلمٰی نے دیکھ لیندا گام سے تین کوس آلیا تھا دل جھول بھول ہولیا تھا پکی پے چڈھن لا گیا تھا کہ سامنے تے کسے نے رکا دیا سنھبلیے!

غلام محمد آج کونی جان دیئوں غلام پلٹا ار بولیا۔ غلام محمد کی زبان کم ار لاٹھی گھنئی بولیا کرے۔ وا وار کرن واسطے آگے نے ہو یا تو دیکھدا اے رہ گیا کے دیکھے سے کہ روکنئے نے ڈاٹھے میں بڈے بڈے بال لکوئے تو بہت لیکن فیر بھی بارنے نکل آئے گھوڑے پے نظر پڑی تو وائے گھوڑا جو ماما بوانی تے لیایا تھا۔

غلام محمد کی زبان پے اپیے بھی ممتاز کی راگنی چال ری تھی اجنبی نے ٹوکدے ہوئے کہیا اچھا ممتاز لے سن تیری آری سے ہیر کیوں روس گیا بیر بتلا لیے میاں رانجھے ملائی کھا لیے ہے۔ سلمٰی تیں؟ غلام محمد بولیا

”ہاں میں“

”تنے بیرا کس طرح لا گیا کے میں سوں“

بولی غلام محمد اتنا تو بیرا سے یو گھوڑی غلام محمد کے بنا کس نے سوار نھی کرواندی۔ جد یو چالی تو اس کی ٹالی باجی تھی اس کی آواز نے میرے دل میں آگ لا دی۔ بیری اور کتنی باٹ دیکھو تیری۔

غلام محمد کے دل میں گدگدی سی ہوئی جی میں آیا ک مامے کانی چالوں۔ پھیر ماں کی بات کانی دھیان گیا۔

لعل لعل تو ہر کو کہہ سے لعل جگت میں دو
ایک لعل سمندر میں ایک بھلی کوکھ میں ہو

بولیا سلمٰی آگے تے ہٹ جا منے وار ہو ری سے۔ کیونکر ہٹ جوں سر کے سائیں بھوری بیارھی سے ہارے میں دودھ کڈھار کھیا سے ایک گلاس پی لے۔ پھیر سلمٰی اپنے ہاتھ سے گھوڑی پے سوار کرے گی۔

غلام محمد ”سلمی بولی نہ ہو۔ فوجی ار پکھیرو نے ان کا ماں پے نئیں لایا کردے یو کہندے اے غلام محمد نے گھوڑی کی کوکھ میں ماری ایڈی۔ اور یو جا اروا جال گیل تے سلمٰی کی آواز آئی ”کد لگ بھاگے گا“۔

میرے ہاتھ آجیے سارے نیا لے لیوں گی۔ غلام محمد سلمی کی محبت کا اثر اپنی چھاتی میں اتر دا محسوس کرر ہیا تھا۔ ار گیلے گیلے ماں کی پڑھائی بھی یاد کردا جار ہیا تھا سوچاں میں سلمٰی کے خواب ار خوشبو لیندا جار ہیا کہ اس نے بیرا اے نھی لا گیا کے کد تو سام کے پہاڑ پے پہنچا۔

جو بن میں بچا، سوچاں میں بسا، لتے میں بچا ار شرم تے ناڑ نیچی کرے بھان کے گام میں داخل ہو یا نو ہرے میں گھوڑی باندھی ٹکڑی گلگلے پوری تار کے اندر گیا۔ گھر خالی تھا۔ بیرا لا گیا کہ بھان ار بہنوئی تو کنبے میں کارج سے ار اٹھے گئے ہیں ایک بالک ان کے بھیجیا۔ ار ایک کھاٹ پے سیدھا ہو گیا آنکھ لاگ گئی۔ بارنے کی کنڈی باجی، دروازہ کھولیا تو کے دیکھے کہ ایک چاند کا ٹکڑا کھڑیا سے ار دھڑاک دینے سی بھیتر آ گئی۔

غلام محمد بولیا، واہ گھراں کوئی بھی کونی آن آلی بولی تیئں تو سے نے غلام محمد کا ہاتھ پکڑیا ار کمرے میں کھاٹ پے دھکا دیا۔

غلام محمد ڈہڑدنے سی پڑیا اوپر واہ آرہی آنکھاں میں آنکھ گیر کے ہوش اڑا دیے غلام محمد کے سوچاں میں ہل چل ماچ گئی۔ غلام محمد کے ہونٹ

فرہنگ:۔☆ بیرا: معلوم ☆ ہارے: چولہا ☆ لتے: کپڑا

نوھرہ

کے ہونٹ دھر کے بولی شانتی کہ اس نے آج تک اتنا سوھنا گابر وار بانکا جوان نھی دیکھیا۔اس گام کا تو کونی کت سے آیا تو سام میں تو کونی دیکھیا کدے۔تو سام وپاریئاں کا گام تھا شیخ جی راہیاں کردے ار جانوراں کا بیوپار کریا کردے۔غلام محمد بولیا!

دیکھیے یو گام میری بھان ار بہنوئی کا سے میں اور ے سر نھی ٹھا سکدا اگیلے اے غلام محمد نے سر جھکا لیا ار ماں کی شکشا یاد آن لاگئی۔

لعل لعل تو ہر کو کہہ سے لعل جگت میں دو

ایک لعل سمندر میں ایک بھلی کوکھ میں ہو

لیکن واہ مراسیاں کی چھوری نہ مانی اپنی باں غلام محمد کے گلے میں گیرے لیٹ گئی۔غلام محمد کے پسینہ آ گیا۔بہت گھبرایا کہ اس آفت سے کیو کر نکلے کسے نے دیکھ لیا تو لاج جاندی رہ گئی ار لاکھ ٹکے کی عجت کا دھیلہ ہو جے گا پر مراسی کی چھوری گھنی گندگی آنکھاں سے دیکھ رہی تھی غلام محمد کے اوپر لیٹی۔ ہونٹ غلام کے ہونٹاں تک آئے۔شہد کی گانٹھ کھولن واسطے ہاتھ آگے کرر ہیا رے تھا کے باہر تے شور آیا ماما آیا ماما آیا ار واہ جھٹ سے اٹھی ار ایک پاسے کھڑی ہوگئی۔ بھانجا بھاجدا ہویا آیا ار بولیا نانی کونی آئی غلام محمد نے اللہ کا شکر ادا کریا ار گیلے بہن اور بھائی کی آواز سنی۔ہاجرہ نے کمرے میں داخل ہوندے اے بھائی کے گلے میں باں گیر دی ار رون لاگی۔ بھائی نے چپ کرایا پھیر بہنوئی سے بولیا۔ بھائی گھنی دیر لا دی کت گئے تھے۔ بھان بولی بھائی میرے پیچ سسرے کے بیٹے کی چھٹی کھلی سے سارے اٹھے اے نیوندرا کھے تھے۔غلام نے بھان کے ہاتھ کی چائے پی ار نوہرے میں آگیا ار حقے کے دو ایک گھونٹ لا کے سارا حال احوال پوچھ کے بوڑن کی تیاری میں لاگ گیا سوچ میں الجھ پلجھ تھا بھان سے اس چھوری کا نام پوچھیا جو پہلے گھر آئی تھی بھان بولی واہ ہمارے گام کے مراسی کی چھوری سے ہم نے بلان آئی تھی ماں مرلی ار باپو جیوئے سے غلام محمد نے من میں بڑ بڑا کے کہیا جدے تو

”رنڈوے کی تو بیٹی بگڑے، بگڑے رانڈ کا پوت“

بھان ار بہنوئیے نے بہت روکیا۔لیکن غلام محمد کت رکے تھا گھوڑی نے نیار پھوس کر کے پھر چڑھ لیا۔راستے میں غلام محمد یوا ے سوچدا آ رہیا تھا کہ ماں ہر بکھت یوا ے شکشا دے سے کہ جین جوگا باپ کے سر پے کئی گاماں کی پگ سے اس کا سر نہ نیون دیے آج اللہ نے بچالیا۔یعنی پاپ ہون لاگیا تھا ار نرک میں جاندا۔غلام محمد ماں باپ کا کلا تھا۔ار ہر بکھت تو غلام محمد اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تھا۔مالک اس نے یا تو اسی موت دیوے جو اس کے باپ کی زندگی ہزار سال بعد 10 ہزار بھیتر کا کر دے یا دیس کی رکھوالی میں مرن کا موقع دیوے۔

جمال پور سے دو کوس پہلے کماد کے کئی مربعے اگ رے تھے نیڑے کو جاندے گڑ برگی باس اٹھے تھی پونڈیاں کا قد دس دس فٹ تھا ار چاروں آڑتے دن میں رات برگا حال رہوے تھا۔اچانک کماد میں سے عورت کے چیخ کی آواز آئی ” آئے رے ماں مر گئی، آئے رے ماں مرگئی“

فرہنگ:۔☆ شکشا: سبق ☆ نیوند: دعوت ☆ نیار پھوس: گھاس پھونس ☆ پونڈیاں: گنا

نوھرہ

ار ایک نوجوان چھ سات فٹ جوانی میں رسی بسی چھوری بھاجدی سی سڑک پے آئی سر پے چنزی کونی بال بکھرے ہوئے ،سانس پھولی ہوئی جسی اے سڑک پے آڑلے پڑی تو ایک گھڑ سوار کے گھوڑے کے پیر اچانک بدک گئے ار گیل اے کماد سے دس بارہ سکھ لیکڑ دے آئے ار چھوری کانی لپکے۔گھوڑ آلے نے للکارا ''ٹھہر جیو سیکھڑو ،غلام محمد آلیا۔''

اس ناری نے جد غلام محمد کا لفظ سنا تو جھٹ تے اٹھی ار غلام محمد کے پیراں تے لپٹ گئی۔ جگ جگ جیوے بوانی کھیڑے کے چاروں پانیاں کا مان نمبردار جماعت علی جس کے گھراں تیرے بر گا لعل ہو یارے جیون جیو گیا منے ان درندیاں تے بچا یئے۔تیں کون سے ار منے کیو کر جانے سے؟

غلام محمد بولیا رے ماں جایا میں رام کنوار نائی کی چھوری چنداں سوں۔ کے کہیا ''پہاڑی پوریا نے آلے رام کنوار کی چھوری سے تیں چنداں'

ہاں رے ماں جایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رے سکھڑ یوں تھارا جائیو ستیاناس تھم نیں لگائی کی عجت کانی لکھان کی ہمت کیو کر کری تھم نے جماعت علی نمبرادر کے گھر میں جا کن کی سوچی یو کہند اے دھڑام دنے سے چھال مار کے تلے آیا کاندھے تے کپڑا اتار کے چھوری کے سر پے دھریا ار بانس کی لاٹھی سانبھ کے شروع ہو گیا مڑی دیر میں سانی سی کاٹ دی کسے کے ہاتھ ار کسے کے پیر توڑ کے دھرتی پے ڈھیر کر دیے کے گیل نے مڑن لا گیا تو ایک چیخ کے گیلاں غلام محمد کی بھی دھاڑ نکلی ایک کرپال کی نوک پاسو کے ماںھ بیٹھ گئی۔گیل نے چنداں کانی دیکھیا تو اس کے ہاتھ کی تین انگل گئی پڑی تھیں ہویا نیوں کے ایک سکھ کی لات کے گیل بندھیاں کرپال پڑے پڑے نے کاڈیا ار غلام محمد کانی پوری طاقت گیل ماریا چنداں یو دیکھیے تھی ار بجلی کی ڈھال لپکی لیکن کریال اس کے ہاتھ کا کام کر کے آگے نکلڈا اے ہویا لیکن غلام محمد نے کریال کاڈھ کے پرے پھینکا ار وار کر نیے سکھ کے سر میں ایک وار کر کے سکھ کا کام تمام کریا۔پھر الٹا بہوڑیا چندا کے پگڑی پھاڑ کے باندھی اپنا گات چاروں اور سے گھوڑی کی کاٹھی تلے سے کاڈھ کے باندھیا ار گھوڑی پے آگے آپ بیٹھ کے گیل نے چنداں بٹھالی ار بولیا جماعت علی نمبردار سارے گام کا رکھوالا سے بھان بیٹھ دونوں بھان بھائی گام کانی ہو لیے۔سلمٰی غلام محمد کے پیار ار دیدار کی ماری تڑپ میں آندھی ہوری تھی۔اڈھی ٹھاٹھا تو سام کانی لکھا لکھا کے تھک گئی تھی۔مغرب ٹائم ہو لیا تھا۔اندھیرا ہون لاگیا تھا آخر ماں سے مسواک توڑن کا بہانہ کر کے ایک چھری لیے باہر آئی ار کیکر کی بجائے پیپل کے اوکھ پے چڑھ کے تو سام کانی دیکھن لاگی۔کئی دیر لگ نیوے بیٹھی راہ دیکھیدی رہی پھیر امید دم توڑن لاگئی۔اپنے آپ نے بولی غلام محمد رکے کونی تو سام میں چاہے کچھ بھی ہو جے سلمٰی کا دل کرے تھا کے اس سے اچھا تو واہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے جس کی بات میں یہ سوسال کا دن کاٹیا اس نے تو پرواہ بھی کونی آخر تنگ آ گے تلے اترن اے لاگی تھی کے گھوڑی کی ٹالی سنی ار واہ کچھ حوصلے میں آئی۔

فرہنگ:۔☆ بھاجدی: بھاگتی ☆ ناری: عورت ☆ گات: بدن

نوھرہ

سلمٰی کا ارادہ تھا کے وا دور تے اے غلام محمد کا دیدار کرن لاگ جے گی گھوڑی نہیڑے آئی سلمٰی خوشی سے جھومن لاگی ۔ یو کے نیڑے آندے سلمٰی نے گھوڑے پے ایک نھی دوسواری دیکھن لاگی سلمٰی نے پھیر دیکھیا تو دوسری سواری عورت تھی سلمٰی بڑ بڑائی یو غلام محمد کی بھان ہا جرہ تو نھی ہوسکدی اگر وا ہوندی گیل ایک آدھا بالک بھی ہوندا یوکون سے سلمٰی نے یہ سوچنا شروع کریا۔

غلام محمد کے گیل یو اس کے کمر کے چاروں پاسے گھیرا ڈالے کون بیٹھی سے نھی غلام محمد تیں میرا سے کسے اور کا نھی ہوسکدا جے نیو کرے گا تو سلمٰی مرجے گی ار گیلے اس سوکھن نے بھی ماردے گی۔ سلمٰی کے اندر کا لاوا پوری طرح پکدا جارہیا تھا۔ اروا فیصلہ کرچکی تھی ۔ اس نے غلام محمد پے بھروسہ تھا آج جد غیر عورت کے ہاتھ غلام محمد کی گات کے چاروں اور مجھ گھرے دیکھے تو وہ حسد کی آگ میں پاگل ہوگی۔ پیپل تلے گھوڑی کے آندے اے سلمٰی گرج کے بولی غلام محمد نھی چھوڈوں میر اس سوکھ نے اس کے گیلے اسنے چھری پورے جور سے چنداں کانی پھینکدی اس سے پہلے کے چھری چنداں لگ پہنچندی سلمٰی کی دھاڑ سن کے گھوڑی بدگی ار چھری غلام کے عین اس جگہ گھس گئی جڈ ھے تھوڑی پر دیر پہلے کرپال لاگیا تھا۔ ار اس کے گیل اے اسلمٰی کی دھاڑ نکلی اپنے اوسان بحال نھی رکھ سکی اور دھڑام تے تلے آئی۔ سلمٰی غلام محمد پلٹا اپنی کوکھ کے چھرا کاڈیا۔ مڑ کے سلمٰی کانی جاوے اے تھا کہ اندر نے مامی کی آواز آئی سلمٰی غلام محمد نے ماں کا کہنا یاد آیا کہ مامے کے نہ جایئے ایک پاسے سلمٰی پڑی تھی اور ایک پاسے کوکھ سے خون کا پھوارہ پھوٹ رہیا تھا۔ غلام محمد نے بکھی پے ہاتھ رکھیا گھوڑی سمجھ گئی کہ کے کرنا سے اس تے پہلے کہ مامی باہر آندھی اس نے چوکڑی باندھ لی۔ گام لگ پہنچدے غلام محمد کا گھنا اے خون بہ لیا تھا گھر جان کی بجائے پہاڑی پانی پور پانے میں جا کے پہلے چنداں گھر چھوڈی ار پھیر نڈھال ہویا بارنے کے نیڑے کانی چالیا۔

رات ہون لاگی تھی ار غلام محمد بہوڑ کے نھی آیا ماں کا دل بیٹھا جارہیا تھا بے چینی کے مارے بارنے پے آ کھڑی ہوئی تھی ہر آ نے آلے کا گھوڑے کانی دیکھے تھی کہ یو غلام محمد ہوگا گھنی دیر کے بعد گھوڑی آ کے بارنے آگے کھڑی ہوئی تھی لیکن غلام محمد کی گردن گھوڑے اور پر بچھی ہوئی ماں نے تڑپدے ہوئے کہیا غلام محمد! غلام محمد نیچے آیا ار ماں کے قدماں میں ڈھیر ہوگیا۔ گیل اے اس کے گات کے بچے کچے خون اآخر پھوارا اس کے گات سے نکلا ماں کے قدماں میں پڑ کے غلام محمد نے ماں کہنا دہرایا۔

لعل لعل تو ہر کو کہہ سے لعل جگت میں دو
ایک لعل سمندر میں ایک بھلی کوکھ میں ہو

اگلے دن گام کے قبرستان میں دو جنازے پڑھائے گئے ایک تو سلمٰی کا ار دوسرا غلام محمد کا۔ ایک صدی گزرن کے بعد بھی ہریانہ میں یو کہانی زندہ سے اور سارے غلام محمد نے آج بھی جین جو گیا کہہ سیں۔

فرہنگ:۔☆ نیڑے: نزدیک ☆ بہوڑ: واپس

گرداب

انیلہ راؤ

زمانے سے لڑنے کے دو طریقے ہیں یا تو زمانے جیسے ہو جاؤ۔اس کے بدلتے رنگوں میں خود کو ڈھال لو نہیں تو خود کو اتنا مضبوط بناؤ کہ زمانہ آپ کو یا آپ کی سوچ کو اثر انداز نہ کرے۔

''لیکن اماں''؟ دعا نے سوال اٹھانے کی کوشش کی تھی۔

لیکن کیا دعا؟

''میں تمہیں سمجھا رہی ہوں کہ زمانے سے لڑنا سیکھو۔لیکن تم اب بھی کشمکش میں ہو۔لیکن کیسے کیوں جیسے سوال انسان کو کمزور بناتے ہیں۔قوت فیصلہ کو کمزور کرتے ہیں'' اماں نے پھر ایک بار اپنے لیکچر کو شروع کیا تھا۔اماں میری بھی تو سن لو۔دعا نے اب کے قدرے لہجہ اونچا کیا تھا۔جس سے اماں کو اسکی اکتاہٹ کا اندازہ ہوا تھا۔''بولو'' تم بولو'' کیا کہنا ہے تمہیں؟ اماں نے بھی اسی لہجے کو اپناتے ہوئے بولا تھا۔ دعا تھوڑی شرمندہ ہوئی تھی۔ اماں میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔میں اختلاف نہیں کر رہی آپ سے اور نہ ہی باجی کو صحیح ثابت کر رہی صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ جب زندگی گزارنے کے دو ہی طریقہ ہیں تو پھر ہم ہی ان کے خلاف کیوں ہو جاتے ہیں؟

''باجی نے اگر خود کو زمانے کے مطابق ڈھال لیا تھا تو آپ لوگوں نے انہیں کیوں خود سے الگ کر دیا۔انہوں نے وہی کیا جو زمانے میں ہو رہا ہے۔محبت کی اور محبت کو حاصل کرنے کی کوشش کی تو کیا برا کیا؟

اماں دعا کے ان سوالوں کا جواب نہیں دے پا رہی تھی۔اور دعا کے سوال انہیں پریشان بھی کر رہے تھے وہ بھی اپنی بہن کی طرح سوچ رہی تھی۔اس سے پہلے کہ دعا اپنی بحث سے اماں کو قائل کرتی اماں نے اس بحث کو ختم کرنے میں ہی بھلائی سمجھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور دعا کو ڈانٹنے کے انداز میں بولتے ہوئے کہا کہ بس کرو دعا۔تم ہر بات کو گھما کر ردا کی طرف لے جاتی ہو۔بس اٹھو اور جا کر اپنے بستر پر لیٹو۔

دعا نے بھی سوائے منہ بسورنے کے کچھ نہ کیا اور اٹھ کر جا کر بستر پر لیٹ گئی۔

دعا نے کروٹ لے کر اماں کی نظروں سے خود کو بچایا تھا۔اور ردا باجی کے بارے میں سوچنا سروع کیا تھا۔

ردا دعا کی بڑی بہن تھی۔اماں کی دو بیٹی ردا اور دعا دونوں ہی بہت فرمانبردار بچیاں تھی۔کلیم صاحب اپنے بزنس کی وجہ سے اکثر ہی شہر سے باہر ہوتے تھے۔لیکن رقیہ بیگم کو کبھی بھی ان کی غیر موجودگی نے پریشان نہیں کیا تھا۔بچپن میں تو رقیہ بیگم خود بچیوں کو سکول کالج لے کر جایا کرتی تھیں۔ان کی غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی بچیوں کے ساتھ ساتھ رہتی تھی۔انہیں دوستوں سے ملنا ہو۔ان کے ساتھ گھومنے جانا ہو ارقیہ بیگم ہر وقت اپنی بچیوں کے ساتھ سائے کی طرح رہتی تھی۔یہ وجہ تھی کہ کلیم صاحب بھی رقیہ بیگم اور بچیوں کی طرف سے مطمئن رہتے تھے۔اور اپنے کاروباری سرگرمی میں مصروف کی۔

رقیہ بیگم ایک نہایت سلجھی ہوئی خاتون تھی اور اپنی بچیوں کی تربیت میں کوئی کمی بھی نہیں رکھی تھی۔زمانے کے پیچ و خم سے بچیوں کو نہ صرف آگاہ کرتی تھی بلکہ انہیں زمانے کی نئی چلتی ہواؤں سے بھی بچانے کی مکمل کوشش کرتی تھی۔

لیکن جب ردا کا ایڈمیشن یونیورسٹی میں ہوا تو رقیہ بیگم نے اپنی گرفت کو ردا پر تھوڑا کم کر دیا تھا۔وہ اسے خود اعتمادی دینا چاہتی تھی۔وہ چاہتی تھی کہ ردا خود زمانے کی حالت کے ساتھ لڑنا سیکھے۔اپنے دائرہ کار خود بنائے۔رقیہ بیگم کو اپنی تربیت پر مان تھا۔یہی وجہ تھی کہ ردا کو کسی حد تک آزادی دے رکھی تھی۔

ردا نے بھی اماں کے بتائے ہوئے راستوں پر قدم رکھے تھے۔اس نے خود کو مضبوط کردار بنا کران راستوں پر قدم رکھے تھے۔

ایک زناٹے دارتھپڑ کی آواز نے پوری کلاس میں ایک دم خاموشی طاری کر دی تھی۔سب لوگ ایک منٹ کی خاموشی کے بعد ردا کو دیکھ رہے تھے جو کہ اب کلاس روم سے جا چکی تھی۔اور حارث ادھر پتھر کا بنا کھڑا تھا۔کوئی نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیا ہوا کہ ردا جیسی لڑکی نے حارث کو تھپڑ مارا تھا۔کلاس میں سب نے اپنے اندازے لگانا شروع کیے اور ہوتے ہوتے بات ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تک پہنچ گئی۔

میڈم زارا نے حارث اور ردا کو اپنے روم میں بلا لیا تھا۔حارث سر جھکائے کھڑا تھا جبکہ ردا بولے جا رہی تھی۔میڈم زارا نے حارث کو اپنی صفائی میں بولنے کو کہا تو حارث نے صرف اتنا ہی جواب دیا کہ ردا جو کہہ رہی ہے ٹھیک ہے۔میری غلطی تھی میں تسلیم کرتا ہوں۔اور ردا سے اس غلطی کی معافی بھی مانگتا ہوں۔ردا جواب تک غصے میں سرخ ہو رہی تھی حارث کے جواب نے اسے خاموش کر دیا تھا۔میڈم زارا نے بھی معاملہ ادھر ہی ختم کرنے میں عافیت سمجھی۔

جب دونوں میڈم زارا کے روم سے باہر آئے تو لڑکے لڑکیوں کا ایک ہجوم وہاں کھڑا ان کے فیصلہ کا انتظار کر رہا تھا۔لیکن نہ تو ردا نے کچھ بتایا اور حارث بھی سر جھکائے ڈیپارٹمنٹ سے باہر چلا گیا تھا۔چونکہ فرسٹ سمیسٹر تھا اس لیے کوئی بھی اتنا گہرا دوست نہ تھا حارث کا جو کہ حارث یا ردا کو کرید تا کہ آخر نوبت تھپڑ تک کیسے آئی۔آخران کے درمیان میں ایسا کیا ہوا تھا۔

دو دن ہو گئے تھے حارث ڈیپارٹمنٹ نہیں آیا تھا۔اور ردا بھی چپ چاپ تھی۔یا شاید وہ اپنے تھپڑ پر شرمندہ تھی اور حارث سے معذرت کرنا چاہتی تھی لیکن حارث کی غیر موجودگی اسے اور بھی شرمندہ کیے ہوئے تھی۔

ڈور بیل کی آواز سن کر دعا دروازے پر گئی تھی۔ردا کافی تھکے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئی تھی۔دعا ردا کو دو تین دن سے پریشان دیکھ رہی تھی۔لیکن آج کی حالت نے اسے مجبور کر دیا تھا کہ وہ اس پریشانی کی وجہ پوچھے۔

ردا کے روم میں جاتے ہی پیچھے پیچھے دعا بھی آ گئی تھی۔ردا دھڑام سے بیڈ پر لیٹی تھی اور اپنے ہاتھوں کو بیڈ کے حاطے پر پھیلا دیئے تھے جیسے کئی دن کی تھکان اتار رہی ہو۔

''باجی'' کیا بات ہے؟ کئی دنوں سے پریشان ہو۔کیا کچھ ہوا ہے یونیورسٹی میں ردا دعا کے اس اندازے سے حیران ہوئی تھی کہ اسے کیسے پتہ چلا کہ یونیورسٹی میں کچھ ہوا۔وہ فوراً سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

تمہیں کس نے کہا ہے کہ یونیورسٹی میں کچھ ہوا ہے'' ردا نے قدرے گھبرائے ہوئے کہا تھا۔

''نہیں بس یونہی پوچھا ہے کیونکہ گھر میں تو کچھ ایسا ہوا نہیں کہ تم پریشان ہوتو یونیورسٹی میں ہی کچھ ہوا ہوگا

''دعا تمہیں ایک بات بتاؤں وعدہ کرو کہ اماں کو نہیں بتاؤ گی''

''نہیں باجی بالکل بھی نہیں'' بتائیں کیا بات ہے دعا نے ایک اچھے ہمراز کی طرح اپنی ساری خدمات پیش کر دی تھی۔اب وہ روم کو لاک کر کے ردا کے روبرو بیڈ پر بیٹھی تھی۔

''دعا مجھ سے غلطی ہو گئی۔کلاس میں ایک لڑکے کے منہ پر تھپڑ مار دیا''

اوئی اللہ باجی لڑکے کے منہ پر تھپڑ؟

پھر اس لڑکے نے کیا کیا؟

آپ نے کیوں مارا؟

ایسا کیا ہوا تھا؟

دعا نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

''بے وقوف لڑکی آہستہ بولو' اماں سن لیں گی۔ ردا نے اچھل کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔''

''یار یہ اماں کے جو لیکچر ہیں ناں کہ لڑکے یوں خراب ہیں اپنا دامن بچا کر چلو' اپنے آپ کو مضبوط بناؤ''قسم سے دماغ گھما دیا تھا میرا۔

اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا کہ میں اسے تھپڑ مارتی۔ میں گزر رہی تھی کہ میرا ڈوپٹہ کھینچ گیا پیچھے مڑی تو حارث نے دوپٹہ پکڑا ہوا تھا۔ اور میں نے غصے میں اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ پوری کلاس کے سامنے''

''تو صحیح کیا ناں باجی اس نے کیوں کھینچا تھا ڈوپٹہ؟ غلط ہی تو کیا اس نے'' دعا نے ردا کو حوصلہ دیا۔

''نہیں''اس نے نہیں کھینچا تھا ڈوپٹہ کرسی میں اڑا تھا اس نے صرف کرسی سے نکالا تھا اور مجھے لگا کہ اس نے کھینچا ہے''

''آپ کو کیسے پتہ چلا؟ اس نے بتا تھا۔'' دعا اب حیران ہو کر بول رہی تھی۔

''نہیں وہ تو ایک لفظ بھی نہیں بولا بلکہ الٹا مجھ سے معذرت بھی کی سب کے سامنے''۔

''وہ تو مجھے کل پتہ چلا جب میں نے دیکھا کہ دوپٹہ پھٹا ہوا ہے۔ مجھے پھر بھی اندازہ نہ ہوتا اگر آج پھر اس کرسی میں ڈوپٹہ دوبارہ نہ اڑتا۔ اور حرا نے آج کھینچ کر دوپٹہ نکالا تو وہ بھی یونہی پھٹا ہوا تھا۔

''یار اماں نے اتنا ڈرا رکھا تھا مجھے ''میرا قصور نہیں ہے'' ردا اب اپنے اندر کی شرمندگی کو ٹالنے کی بجائے اماں کو کوس رہی تھی۔

''اچھا چلیں کچھ نہیں'' اب حارث سے سب کے سامنے معافی مانگ لیں حساب برابر ہو جائے گا۔''لیکن وہ آج ہی نہیں رہا ناں یونیورسٹی'' آج اس کے گھر کے ایڈریس پر بھی گئی تھی وہاں بھی نہیں ملا'' یہی تو پریشانی ہے کہ میں نے بہت زیادہ غلط کیا اس کے ساتھ بھی ردا بات ہی کر رہی تھی کہ روم کے دروازے پر دستک ہوئی اور ساتھ ہی اماں کی آواز ''ردا بیٹا باہر آؤ'' کوئی ملنے آیا ہے تم سے''

ردا نے بھاگ کر دروازہ کھولا تو لاؤنج میں حارث بیٹھا نظر آیا۔ اس نے اماں کی طرف دیکھا اور پھر حارث کی طرف'' آؤ بیٹا یہ تمہارا کلاس فیلو ہے کہہ رہا ہے کوئی کام ہے تم سے آؤ بیٹھو میں چائے لاتی ہوں' اماں اب جا چکی تھی۔

''حارث آپ'' ردا نے بہت دھیمے لہجے میں کہا تھا۔

''جی میں'' آپ میرے گھر آئیں تھی۔ کیا بات ہے؟ کچھ کہنا تھا آپ کو''

حارث کی آواز اور لہجہ بہت پختہ اور سنجیدہ تھا۔

''جی میں معذرت کرنا چاہتی تھی آپ سے'' ردا نے ابھی بھی چور لہجے میں کہا تھا۔

''جی تو کریں معذرت'' حارث نے اسی انداز میں جواب دیا تھا۔

''I am Sorry'' ردا نے کہا تھا۔

حارث اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ نہ ہاں نہ ناں کچھ نہیں بولا تھا۔ اور ردا اب کے بھی اس کے اس انداز سے حیران تھی۔

اگلے دن فرسٹ سمیسٹر کے ایگزام تھے۔ ردا صبح ہی ڈیپارٹمنٹ آ گئی تھی اور لائبریری میں کتابیں چھان رہی تھی کہ آنے والی آواز نے ردا کو متوجہ کیا تھا۔

''سر حارث شاہ'' ''والد کا نام سید رحمان حسین شاہ''

''سائنس اور قرآن کتاب چاہیے'' لائبریرین نے رجسٹر پر کچھ لکھا اور کتاب حارث کے حوالے کر دی۔ اور حارث لائبریری سے نکل گیا۔ ردا بھی اس کے

پیچھے پیچھے لائبریری سے نکلی تھی۔ ''حارث' سنیں بات سنیں'' ردا نے پیچھے سے ہی تیز جاتے ہوئے حارث کو آواز لگائی تھی۔ حارث نے مڑ کر دیکھا اور ادھر ہی رک گیا۔ ''جی فرمائیں محترمہ''

''میں شرمندہ ہوں'' ردا اس سے پہلے کہ کچھ اور بھی کہتی حارث نے اس کی بات کو وہیں ختم کر دیا۔

''جی بتا چکی ہیں آپ۔ میں سن چکا ہوں'' اور کچھ؟

آپ سے بات کرنی ہے اگر آج پیپر کے بعد آپ مجھے کچھ وقت دیں تو؟ ردا نے التجائیہ لہجے میں کہا تھا۔ ''ٹھیک ہے۔ میں کینٹین میں انتظار کروں گا''۔

ردا کلاس روم سے سیدھا کینٹین گئی تھی جہاں پہلے سے ہی حارث موجود تھا۔ اس سے پہلے کہ ردا کچھ بولتی حارث نے ردا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ویٹر کو دو چائے کا آرڈر کیا۔

دیکھیں محترمہ جو ہوا وہ ایک غلط فہمی تھی۔ اس میں نہ میرا قصور تھا نہ آپ کا تو پلیز آپ اس بات کو بھول جائیں۔ میں بھی بھول گیا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہے تو بتائیں۔ حارث نے ان جملوں سے ردا کو گونگا بنا دیا تھا۔

ردا اب چپ بیٹھی مزید شرمندگی اندر ہی اندر نگل رہی تھی۔ ''ٹھیک ہے حارث صاحب بہت شکریہ۔ میں چلتی ہوں' ردا جانے کے لیے اٹھی تھی حارث نے ردا کو رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ گئی۔

''ردا آپ بھی ایک اچھی لڑکی ہو۔ ذہین ہو اور سمجھ دار بھی۔ آپ نے جو کیا آپ کی جگہ کوئی بھی ہوتی یہی کرتی۔ لیکن جو میں نے کیا وہ ہر لڑکا نہیں کرتا۔ کبھی سوچا آپ نے کہ میں نے کیوں ایسا کہا؟''

اب ردا حیرانی اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں تھی۔ '' آپ مجھے اچھی لگتی ہو۔ پسند کرتا ہوں آپ کو۔ بتانا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا یہ واقعہ ہو گیا اور میں ایک طرف ہو گیا۔ آپ کی عزت کرتا ہوں اس لیے چپ رہا سوچا تھا کہ ٹھیک ہے میں پسند کرتا ہوں یک طرفہ جذبہ ہے تو آپ کو تنگ بھی نہیں کرونگا لیکن دیکھیں میرا جذبہ سچا تھا۔ آپ خود میرے پاس آئیں ہیں۔ آپ نے خود مجھ سے رابطہ کیا تو مجھے لگا کہ اب مجھے راستے سے نہیں ہٹنا چاہیے ''۔

''ردا خاموشی سے سب سن رہی تھی اور ردا اندر ہی اندر اسے کوئی خوشی سی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ بھی کہیں نہ کہیں حارث کو پسند کرنے لگی تھی۔ وہ صرف حارث کو ہی دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں کی سچائی اسے مکمل یقین دلا رہی تھی کہ حارث جو بھی کہہ رہا ہے اس میں ایک ایک لفظ سچ ہے۔

رات کو بستر میں لیٹ کر بھی حارث کی باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی تھی ایک جملہ جس کی تکرار اسے بے چین کر رہی تھی کہ ''دیکھو میرا جذبہ سچا تھا جو تم خود میرے پاس آگئی'' وسوسے اس کی سوچ کو دھندلا کر رہے تھے۔ کیا واقعی جذبات ایسے ہوتے ہیں کیا واقعی ان جذبوں میں طاقت ہوتی ہے جو کسی دو انجان لوگوں کو ایک دوسرے کے سامنے لا کر کھڑا کر دیتے ہیں؟ کیا مقناطیسی خصوصیت والا جذبہ ہے جو ایک دوسرے کو کھینچ لیتا ہے۔

لیکن پھر اماں؟ اماں جو کہتی ہیں کہ اپنا کردار مضبوط کرو۔ تو کیا اس جذبے کے حامل لوگوں کا کردار مضبوط نہیں ہوتا۔ کیا وہ زمانے کی روشنی میں بہہ رہے ہوتے ہیں میں نے پڑھا ہے کہ دلوں میں محبت ڈالنے والی ذات صرف رب کی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی یہ نہیں کر سکتا۔ پھر جو جذبہ رب نے دیا ہے تو وہ کیسے کردار کی کمزوری بن سکتا ہے؟ وہ اپنے دماغ میں اٹھنے والے سوالوں کے جال میں بری طرح پھنس چکی تھی۔ اپنے آپ الجھتے الجھتے اس کی کب آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ کمرہ میں بے پناہ ہونے والی روشنی نے اس کی آنکھوں کو جھنجھوڑا تھا۔ اور وہ اٹھ گئی تھی۔ لیکن بے وقت کمرے میں کی جانے

والی روشنی نے اسے شدید تنگ کیا تھا۔

''کیا ہے دعا؟ وہ چلائی تھی۔

''کیا ہوا باجی'' دعا نے قدرے ڈر کے پوچھا تھا۔

''لائٹ کیوں آن کی ہے؟ ردا ابھی بھی جھنجلا رہی تھی

''باجی کب سے الارم بج رہا ہے آپ نے یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟ دعا نے استنفسار کیا

''کیا صبح ہوگئی ہے؟''اف میرا پیپر'' ردا نے چھلانگ لگائی تھی بیڈ پر سے اور بنا ناشتہ کیے یونیورسٹی کے لیے نکل گئی تھی۔ پیپر کے بعد وہ آج بھی کینٹین کے طرف نکلی تھی جہاں آج حارث نہیں تھا لیکن وہ پھر بھی اسی جگہ جا کر بیٹھ گئی۔

ردا کو کافی دیر ہوگئی تھی بیٹھے بیٹھے۔ وہ بظاہر تو حارث کا انتظار کر رہی تھی لیکن درحقیقت وہ اپنے جذبے کی سچائی کو دیکھنا چاہ رہی تھی کیا اس کے جذبے میں بھی کوئی کشش ہے جو خود حارث کھنچتا ہوا اس کے پاس آ جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔

ردا نے تھک ہار کر اٹھنے کا فیصلہ کیا تو سامنے سے جو شخص نمودار ہوا اس نے ردا کے کسی خاص احساس کو جگایا تھا کہ وہ مکمل طور پر کھل گئی تھی اور اس کی یہ خوشی اسکے چہرے سے مکمل عیاں تھی۔ حارث اب اسکے روبرو تھا۔ ''میرا انتظار کر رہی تھی'' حارث نے پوچھا تھا۔

''نہیں'' پھر کچھ دیر سوچ کر بولی ''ہاں'' لیکن نہیں انتظار نہیں کر رہی تھی۔ ردا کچھ الجھی تھی جواب دینے میں۔ حارث اس کے جواب میں زیر لب مسکرایا تھا۔

''مجھے پتہ تھا کہ تم یہاں بیٹھی ہو'' میں تمہیں دور سے دیکھ رہا تھا''

حارث نے محترمہ سے آپ کا سفر اور پھر آپ سے تم کا سفر بہت جلد طے کیا تھا۔ ردا اس کے بے تکلفی پر جہاں پریشان ہوئی تھی وہاں اس کے دیکھتے رہنے پر غصہ بھی آیا تھا۔''کیا مطلب''؟ ردا نے قدرے سخت لہجے میں کہا تھا۔

''مطلب'' یہ کہ میں دیکھنا چاہ رہا تھا کہ تم صرف شرمندگی کیوجہ سے تو کل میرے پاس نہیں آئی تھی؟ یا کوئی اور بھی جذبہ تمہاری طرف سے ہے میرے لیے۔ لیکن مجھے نظر آ گیا کہ تم واقعی کسی جذبے کے تحت مجھ تک پہنچی ہو''۔

حارث نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔

اسے یوں لگا کہ حارث بھی اسی طرح اس جذبے کو جانچ رہا ہے جسے وہ جانچ رہی ہے اس کے پیرامیٹر عین ردا کے مطابق تھے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ دو ایک جیسے لوگ ایک جیسی سوچ رکھنے والے لوگ ہی کیوں ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں؟

حارث اختلاف بھی تو کر سکتا تھا۔ وہ مجھ سے لڑ بھی سکتا تھا تھپڑ مارنے پر تو کیا یہ جو جذبہ ہم میں بیدار ہو رہا ہے وہ اللہ کی دین ہے۔ کیا ہم اللہ کے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہیں۔

ردا ابھی بھی الجھی ہوئی تھی اپنے خیالات میں۔ حارث نے اسے متوجہ کرنے کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا تو وہ اپنی سوچوں سے نکلی۔

حارث کیا تم ان جذباتی کیفیات کو جانتے ہو؟ کیا تمہیں پتہ ہے کہ جذبے کیسے جنم لیتے ہیں؟ ہم کیسے ان جذبوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن جاتے ہیں میں نے تو ہر ممکن کوشش کی تھی کہ میں ان چکروں میں نہ پڑوں۔ اماں کی ہدایات پر مکمل عمل کروں ایک مضبوط انسان بن کر ان کا مقابلہ کروں پھر میں کیوں پڑ گئی۔ کے میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں پا رہی۔ کیوں اس زمانے کی روش کے ساتھ بہنے لگ گئی۔

ردا بولے جا رہی تھی اور آنسو اس کے آنکھوں سے بہے جا رہے تھے نہ اس کا خود پر کنٹرول اور نہ اپنی ان آنسو پر۔

نوھرہ

حارث کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ صرف ردا کو دیکھ رہا تھا۔ جو بہت زیادہ الجھی ہوئی تھی۔ اس کے پاس کوئی الفاظ بھی نہیں تھے جن سے اس کی تسلی ہو جائے دن یونہی گزر رہے تھے۔ حارث اور ردا جذبوں کے ٹھاٹھے مارتے سمندر کے ساتھ بہے جا رہے تھے۔ ردا نے فیصلہ کیا کہ اماں سے بات کی جائے انہیں سمجھایا جائے کہ وہ ایک مکمل مضبوط کردار کے ساتھ حارث کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے حارث کو بھی کہا کہ اپنے گھر والوں سے بات کرے۔

حارث اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے کافی لاڈلہ تھا۔ اور اس کے والدین بھی اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ حارث کی بات کرنے پر انہوں نے رسمی معلومات لے کر رضامندی کا اظہار کر دیا تھا۔ لیکن کلیم صاحب اور رقیہ بیگم کے لیے یہ بات ہی ہضم کرنا مشکل تھی کہ ان کی بیٹی نے اپنی مرضی کا اظہار کیا تھا۔

رقیہ بیگم نے تو پہلے پہلے خود کوشش کی کہ بیٹی کو سمجھائے لیکن اس دن کینٹین پر دونوں کافی دیر تک اپنی روایات و اقدار کا موازنہ اپنے جذبے سے کرتے رہے۔ جذبہ کی پیمائش وہ لوگ کر نہیں سکتے تھے۔ لیکن اعتراف دونوں کر چکے تھے۔ دونوں کے اندر کچھ ایسا احساس جنم لے چکا تھا کہ وہ ایک دلدل میں دھنستے چلے گئے ہیں۔ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ آخر دونوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہم دونوں الگ سے نہیں ملیں گے۔ وقت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ وقت فیصلہ کر دیگا۔

دن گزرتے گئے۔ ایک ہی کلاس میں ہونے کے باوجود دونوں اجنبی بن گئے۔ بات بھی نہیں کرتے تھے لیکن پتہ نہیں کیسے دونوں کو ایک دوسرے کی سمجھ آتی تھی۔ اور کوئی بھی ان کو نہیں سمجھ پاتا۔ آہستہ آہستہ دونوں ایک دوسرے کے رنگ میں رنگنے جانے لگے۔ گھر میں ردا بدل چکی تھی۔ اسکی شوخی اور زبان دونوں کو جیسے چپ سی لگ گئی تھی۔ کھانے اور سونے کے اوقات میں تبدیلی کو سب محسوس کرتے تھے۔ لیکن ردا کے چڑ چڑے پن سے سب ڈرنے لگے تھے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر الجھ جاتی۔ کبھی کبھی دعا کے اصرار پگھل جاتی تھی۔ بولتی جاتی تھی اور ہر نشست کا انجام آنسوؤں کی جھڑی پر ختم ہوتا۔ مجال ہے کہ دعا کو کچھ بھی سمجھ آتا دعا کئی بار حارث کے بارے میں پوچھتی ردا کے چہرے کا تاثر ضرور بدل جاتا لیکن وہ بات ٹل جاتی کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ایسے ہی وقت گزرتا جا رہا۔ آخری سمسٹر میں آ گئے۔ دونوں ایک دوسرے کو غمناک آنکھوں سے دیکھتے ضرور تھے لیکن بولتے نہیں تھے۔ سمیسٹر کے ختم ہونے پر پوری کلاس نے خوب ہلا گلا کیا دونوں اس فنکشن میں نہیں گئے کلاس ختم ہو گئی۔

یونیورسٹی آنا جانا کیا ختم ہوا کہ ردا تو بستر کو لگ گئی۔ بے وقت کا کھانا اور سونا مزید بے ترتیب ہو گیا۔ جب بخار کئی دن تک نہ اترا تو سارا گھر پریشان ہو گیا۔ ردا کی ماں اور دعا مسلسل اس کے پاس تھیں۔۔ دعا تو رات کو سو بھی جاتی تھی لیکن ماں کو پتہ نہیں کیوں کچھ گڑ بڑ لگ رہا تھا۔ پانچویں دن جب ردا کچھ ہوش میں آئی تو ماں نے دعا کو باہر بھیج دیا۔ ''ردا اٹھ منہ ہاتھ دھو کر وضو کرو اور نماز پڑھو'' میں چائے لے کر آتی ہوں ردا نے ہاتھ تو اٹھا رکھے تھے لیکن دعا کے الفاظ بھول گئی تھی۔ اردگرد سے بے خبر تھی۔ اسے پتہ بھی نہیں تھا کہ ماں کب سے بیڈ پر بیٹھی اسے دیکھے جا رہی ہے۔ اور وہ اپنے خیالوں میں گم پتہ نہیں کسی اور دنیا میں تھی۔ اسی دوران اس کے کانوں میں آواز گونجی ''ردا کیا بات ہے'' امی کچھ نہیں میں تمہاری ماں ہوں مجھے بہت کچھ نظر آ رہا ہے۔ مجھے اس بیماری کا نام بتاؤ۔ ماں کے پوچھنے میں پتہ نہیں کیا تھا۔ ردا تڑپ اٹھی۔ امی میرا قصور نہیں ہے قصور تو اسکا بھی نہیں ہے۔ میں آپکی اچھی بیٹی ہوں میں نے کچھ غلط نہیں کیا آپ کی تربیت میرے اندر تک ہے چار سال سے دہکتی آگ پر زندہ ہوں اب تھک گئی ہوں۔ ردا نے تمام باتیں ماں کے سامنے رکھ دی ماں بیٹی کو احساس بھی نہیں ہوا کہ ان کی گفتگو دروازے میں کھڑے بابا بھی سن چکے تھے۔ ''دعا اس لڑکے کا نمبر لے کر مجھے دو'' باپ کا یہ جملہ سن کر ردا کی جان ہی تو نکل گئی۔ بابا نے اگلے دن حارث کو اپنے دفتر بلایا اور ملاقات کی ردا کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ خاموش جذبے روایات کو یوں بھی بدل دیتے ہیں۔

تراجم

بڈے گھر کی بیٹی

تحریر: منشی پریم چند   ترجمہ: اختر مرزا

بینی مادھوسنگھ موضع گوری پور کا زمیندار ار نمبردار تھا۔ ان کے بڈے بڈیرے کسے زمانے میٖں اچھے کھاندے پیندے لوگ تھے۔ گام میں پکے جوہڑ ار مندران کے ءیادگار تھے۔ لوگ کھویں سیں کہ پہلے ان کے گھر کے بارنے پہ ہاتھی ہویا کردا۔ پر آج کیل اس ہاتھی کے بدلے میٖں ایک بوڈھی مہینس بندھ ری تھی۔ جس کے گات پہ ماس ءکونی تھا۔ پر لاگے سے کہ دوددھ گھناء دیوے سے۔ کیونکہ جد دیکھو۔ ایک مانس ہانڈی لے کے ہر بکھت مہینس کے سر پہ کھڑا دیکھے تھا۔ بینی سنگھ نیں اپنی آدھی تے زیادہ جائیداد وکیلاں تیئں کھوادی تھی۔ ار ایب اسکی سالانہ آمدنی ہزار رپیاں تے زیادہ کونی تھی۔ ٹھاکر صاحب کے دو بیٹے تھے۔ بڈے کا نام سری کنٹھ سنگھ تھا۔ اس نیں ایک مدت جان مار کے بی۔ اے کی ڈگری لی تھی۔ ار ایب ایک دفتر میٖں نوکر ہو گیا تھا۔ چھوٹا چھورا لال بہاری دہرے گات کا اینڈی جوان تھا۔ کھوب بھریا ہوا مونھ۔ چوڑی چھاتی۔ روز مہینس کا دو سیر پکا دودھ کا ناشتہ کرے تھا۔ سری کنٹھ اس تے جماں ءنیارا تھا۔ ان لوگاں دیکھی خوبیاں تے اس نیں انگریزی کے دو حرف، بی۔ اے پہ قربان کر دیا تھا۔ ان ءدو حرفاں نیں اس کی چھاتی کی چوڑائی۔ قد کی اونچائی۔ مونھ کی چمک۔ سب کھالی تھی۔ ار یو لونچھر اپنا سارا بکھت ویدگیری کی پڑھائی میں بتاوے تھا۔ آیورویدک دوائیاں پہ اسکا گھناء بھروسہ تھا۔ سویرے تے شام تیئں اس کے کوٹھے میں تے دوائیاں کھرل کرن کی واج آئے جایا کردی۔ وا، لاہور ار کلکتہ کے ویداں گیلی کھت پتر لکھدا رہیا کردا۔ سری کنٹھ انگریزی ڈگری ہوندے سہاندے بھی انگریزی زندگی نے پسند کونی کرے تھا۔ بلکہ کدے کدے وا، اس زندگی نیں برا بھتایا کرے تھا۔ اسے وجہ تے پورے گام میں اسکی بڈی عزت تھی۔ دسہرے کے دناں میں وا بڈے چاء تے رام لیلا میں حصہ لیا کرے تھا۔ ار روج ءکوئے نواں روپ بھر لیا کرے تھا۔ اسکے کارن ءتو گوری پور میں رام لیلا شروع ہوئی تھی۔ اس جسا پرانی رسماں کا وکیل کوئے ہور کونی تھا۔ خاص طور پہ خاندان کے کٹھے رہن کا تو وا گھناء حامی تھا۔ آج کیل کی بہو جب اپنے کنبے گیلیاں رہن میں مصیبت سمجھیں تھیں تو وا اس نیں اپنے دیس ار قوم تیئں اچھا کونی سمجھے تھا۔ یاء وجہ تھی کہ گام کی بہوواں اس نیں اچھی نظراں تے کونی دیکھیں تھیں۔ ار کئی ایک تو اس نیں اپنا دشمن سمجھیں تھیں۔ اس کی اپنی گھر آلی اس گیلیاں اس مسئلے پہ بحث کریا کرے تھی۔ یا بات کونی تھی کہ اس نیں اپنے سسرے، دیور، جیٹھ گیلیاں نفرت تھی۔ بلکہ اس کا خیال تھا کہ جے غم کھان ار برداشت کرن کے باوجود نباہ نا ہو سکے تو روج روج کی تکرار ار جندگی کھراب کرن تے بہتر سے کہ بندی اپنی کھچڑی نیاری ءپکا لے۔ آنندی ایک بڈے گھر کی چھوری تھی۔ اس کا بابو ایک چھوٹی سی ریاست کا تعلقہ دار تھا۔ یو بڈا محل۔ ایک

فرہنگ:۔☆ گات: بدن☆ ماس: گوشت☆ بارنا: دروازہ☆ لونچھر: نوجوان

ہاتھی۔ تین گھوڑے۔ پانچ سپاہی۔ فٹن، بہل۔ شکاری کتے۔ باز۔ شکرے ارشیشے کے برتن۔ آنریری مجسٹریٹی ار قرضہ جو ایک آدر نئے تعلقہ دار واسطے ضروری ہوویں سیں۔ اس نیں ان ساری باتاں کا بیرا تھا۔ بھوپ سنگھ ناں تھا۔ کھلے دل کا ار حوصلے آلا بندہ تھا۔ پر قسمت کی بات تھی کہ چھورا ایک بھی کونی تھا۔ سات چھوریاں پیدا ہوئیں ار زندہ بھی رہی۔ اپنے تے بڑے خاندان یا اپنے برابر کے خاندان میں چھوریاں کا بیاہ کرن کا مطلب اپنی ریاست ماٹی میں ملان جیسا کام تھا۔ پہلم پہلاں تین شادیاں تو اس نیں دل کھول کے کری۔ پر جب پندرہ بیس ہزار کا قرضہ چڈھ گیا تو پھیر اسکی آنکھ کھلی۔ پھیر ہاتھ سمیٹ لیا۔ آنندی چوتھی چھوری تھی۔ پر اپنی بانہاں میں سب سے سوہنی ار نیک۔ اس واسطے ٹھاکر بھوپ سنگھ اس تیئں گھناء پیار کرے تھا۔ سوہنے بالک نیں اس کے ماں باپ بھی جنوں گھناء پیار کریں سیں۔ ٹھاکر گھنیء پریشانی میں تھا کہ اس کا بیاہ کڑے کرے۔ نہ تو نیوں چاوے تھا کہ قرجے کا بوجھ بدھ جے۔ ار ناں نیوں چاوے تھا کہ چھوری اپنے آپ نیں بدقسمت سمجھن لاگ جے۔ ایک دن سری کنٹھ اس کے دھورے چندہ مانگن آیا۔ بھوپ سنگھ اس کے ڈھالے دیکھ کے اس پے ریجھ گیا۔ کھینچا تانی کر کے زائچے ملاء لئے ار بیاہ خوب ٹھاٹ گیلیاں ہو گیا۔ آنندی دیوی اپنے نئے گھر میں آئی تو اورے کا اس نیں ایک نیارہ ء ڈھنگ دیکھیا۔ وا بچپن تے جن کھیلاں کی ار کاماں کی شوقین تھی ویں تو نیڑے نیڑے بھی کونی تھے۔ ہاتھی گھوڑے تو کت ہونویں تھے کوئے سجی ہوئی بلی بھی کونی تھی۔ ریشمی جوتی گیلیاں لیائی تھی پر اورے باغ کڑے تھا۔ گھر میں کوئے جھانکی بھی کونی تھی۔ پکا فرش بھی کونی تھا۔ ار کاہنداں پے کوئے فوٹو بھی نہیں تھا۔ وا تو ایک سیدھا سادھا سا دیہاتی ڈھونڈ تھا۔ آنندی نیں اپنے تیئں تھوڑےء دناں میں یہنھ ساری تبدیلیاں دل میں بسالی۔ ار نیوں ہوگی جتون اس نیں اس تے پہلاں کدے اچھے گھر دیکھےء کونی تھے۔ (2) ایک دن دوپہارے نیں لال بہاری سنگھ دو مرغابیاں پکڑے گھراں آیا ار بھابی تیئں بولیا: "جلدی سی گوس پکا دے۔ منے بھوک لاگ ری سے۔" آنندی کھانا بنا کے بیٹھی اس کی باٹ دیکھے تھی۔ گوس پکان بیٹھ گی۔ پر جب ہانڈی میں دیکھیا تو گھی پائیا تے گھنا کونی تھا۔ وا بڈے گھر کی بیٹی، ایسے گھرستی کا سبق اچھی ریوں کونی پڈھی تھی۔ اس نیں سارا گھی گوس میں گیر دیا۔ لال بہاری کھان بیٹھیا تو دال میں گھیء کونی تھا۔ بولیا "دال میں گھی کیوں نی گیریا؟" آنندی بولی۔ "سارا گھی گوس میں گیر دیا"۔ لال بہاری۔ "ایسے پرسوں گھی آیا سے۔ اتنی جلدی کڑے گیا؟"۔ آنندی۔ "آج تو بچء پائیا گھی رئیا تھا۔ وا منے گوس میں گیر دیا۔" جس طریوں سوکی لاکڑی جلدی جل جیا کرے سے۔ اسے طریوں بھوکا مانس بھی مڑی مڑی باتاں پہ بلن لاگ جے سے۔ لال بہاری نیں بھابھی کی یہنھ بات گھنیء بھونڈی لاگی۔ بولیا۔ "ماں باپ کے گھراں تو جنوں گھی کی ندی بہوے سے تھارے۔" لوگائی گالھ برداشت کر لے سے۔ مار بھی سہہ لے سے پر ماں باپ کے گھر کی بے اجتی کونی سہی جاندی۔ آنندی موںھ پھیر کے بولی۔ "مریا ہویا ہاتھی بھی نو لاکھ کا ہووے سے۔ مھارے گھراں تو اتنا گھی نائیء کھا جیں سیں۔" لال بہاری جماںء جل گیا۔ تھالی ٹھا کے پٹکی ار بولیا۔ "جی کرے سے، تیری جبان گدی میں تے کھینچ دیوں۔" آنندی نیں غصہ آ گیا۔ اس کا موںھ لال ہو گیا۔ بولی۔ "تیرا بھائی ہوندا تو آج مزا چکھا دیندا۔ ایب اس ان پڑھ ٹھاکر پے بھی کونی رئیہا گیا۔ اس کی

فرہنگ:۔☆ جھانکی: کھڑکی ☆ ڈھونڈھ: مکان ☆ بگائی: پھینکی ☆ جیمن کا ٹیم: کھانے کا وقت

نوھرہ

لوگائی تو ایک چھوٹے جمیندار کی بیٹی تھی۔ جد جی چاہندا۔اس پے ہاتھ صاف کرلیا کردا۔ جوتی ٹھا کے آنندی کانی جورتے بگائی ار بولیا۔ "جس کے نام پے بھولی بیٹھی سے، اس نیں بی دیکھ لیوں گا ار تنے بی" آنندی نیں ہاتھ گیلیاں جوتی روکی۔ اس کا سر بچ گیا پر آنگلی پے جور کی چوٹ لاگی۔ گسے میں پتے جیوں کانبدی ہوئی اپنے کمرے میں آ کے کھڑی ہوگی۔ لوگائی کا جور، حونصلہ ار اجت اپنے خصم گیلیاں ہووے سے۔ ار اسے کی طاقت ار ہمت کا گھمنڈ ہووے سے۔ آنندی خون کا گھونٹ پی کے چپ کر کے بیٹھ گی۔ سری کنٹھ سنگھ ہر ہفتے کی سانجھ نیں گھراں آیا کرے تھا۔ یو واقعہ جمعرات کا تھا۔ دو دن تک آنندی نیں ناں کچھ کھایا ار ناں کچھ پیا۔ بس اپنے مرد کی راہ دیکھدی رئی۔ ہفتے کی سانجھ نیں او آیا ار باہر بیٹھ کے کچھ ملکی ار پیسے بابت کھبراں بھتائی۔ کچھ نئے مقدمیاں کے بارے میں سلاھ دی۔ ار یو سلسلہ رات نیں دس بجے تیئں چالدا رئیہا۔ آنندی نیں ویہنھ دو تین گھنٹے بڑی مشکل تے کاٹے۔ ار پھیر جیمن کا ٹیم آیا۔ پنچائیت اوٹھ لی۔ جب سارے آسے پاسے ہوگے تو بہاری لال بھائی تیئں بولیا۔ " تھوڑا گھر آلی نیں سمجھا دیو کہ جبان سنبھال کے بولیا کرے۔ نئیں تو نیوں ء کسے دن کھون ہو جے گا۔ بنی مادھو سنگھ نیں بی گواہی دی۔ "بہو بیٹیاں کی یا عادت اچھی کونی کہ مرداں کے مونھ لاگیں۔" لال بہاری۔ "جے وا بڈے گھر کی بیٹی سے تو ھامیں بی چوڑے چمار کونی۔" سری کنٹھ۔ "آ کھر بات کے ہوئی سے؟" لال بہاری۔ " کچھ بی کونی۔ نیوں ء مھارے گیلیاں کھے گی۔ اپنے پیئر کے سیا منھی تو ہم نیں کچھ سمجھدی ء کونی۔" سری کنٹھ روٹی ٹوک کھا کے آنندی دھورے گیا۔ وا بی بھری بیٹھی تھی۔ ار یا بِی کچھ تیز ہو ریا تھا۔ آنندی نیں بوجھیا۔ تیرا حال تو ٹھیک سے؟" سری کنٹھ بولیا۔ جماں ء بڈھیا سے۔ آج کیل تنے گھر میں کے طوفان مچا راکھیا سے؟" آنندی کے ماتھے پہ بل پڑ گے۔ ار گسے میں پورے گات پے پسینہ آ گیا۔ بولی۔ "جس نے تیرے تیئں یا آگ بالی سے۔ جے میرے سیا منھی آ جے تو اس کا مونھ جلا دیوں" سری کنٹھ۔ "اتنی تیج کیوں ہو سے؟ کچھ بھتا تو۔ آنندی۔ بس کے کہوں۔ قسمت کی بات سے۔ نئیں تو ایک ان پڑھ گنوار چھورا جس نیں چپڑاسی گیری کرن کی بی تمیج کونی۔ وا منے نیوں جوتی گیلیاں مار کے اکڑ دا ناں پھردا۔ اسکی توں میں بوٹیاں کروا دیندی۔ ار توں منے نیوں بوجھے سے کہ منے کہ طوفان مچا راکھیا سے۔" سری کنٹھ۔ "آ کھر کچھ تو بھتا دے۔ منے تو بیرا ء کونی۔ آنندی۔ "پرسوں تیرے لاڈلے بھائی نیں میرے تیئں گوس پکان کا کہیا۔ گھر ان پا ئیا گھی تے جیادا کونی تھا۔ منے سارا گوس مینھ گیر دیا۔ جیب کھان بیٹھیا تو بولیا کہ دال میں گھی کیوں کونی سے۔ بس اسے بات پہ میرے پیئر نیں گندا بھتان لگ گیا۔ میرے پے برداست کونی ہویا۔ میں بولی: "مھارے گھراں اتنا گھی نائی چمار کھا جیں سے ار کسے نیں بیرا بی کونی لاگدا۔ بس اتنی سی بات پے اس نین میرے کانی جوتی بگائی۔ ار جے میں روک ناں لیندی تو میرا کھوپرا کھل جاندا۔ توں اسے پے پوچھ لے کہ جو منے کہیا وا ساچی سے کہ جھوٹ۔؟" سری کنٹھ کی آنکھ لال ہوگی ار بولیا۔ بات اورے تک پہنچ گی۔ یو چھورا تو گھنا ء اینڈی لکڑیا۔" آنندی رون لاگ گی۔ جس طریوں لوگائیاں کا حال ہووے سے کہ آنجھو تو ان کی پلکاں پے ء رہووے سیں۔ لوگائی کے آنجھو مرد کے گسے پے تیل کا کام کریں سیں۔ سری کنٹھ نیوں تو بڈا تھیوس آلا بندہ تھا۔ اس نیں گسہ کدے آیا ء کونی تھا۔ پر آنندی کے

فرہنگ:۔☆ کھوپرا: سر

آنجھواں نیں آج جہریلی شراب کا کام کریا۔ ساری رات کروٹ بدلدا رئیا۔ سوبیرے ہوندے ء باپ دھورے گیا ار بولیا۔ "دادا۔ ایب میرا نباہ اس گھرواسے میں کونی ہوندا۔"اس طریاں کی بات کرن پے سری کنٹھ نیں کئ بریاں اپنے ساتھیاں تیئں لڑیا کردا۔ جیب اسکا کوئے ڈھبی کوئے اسی بات کریا کردا تو اس کا مذاق اڈایا کردا۔ ار کہیا کردا کہ تھام اپنی لوگائیاں کے گلام سو۔ اوھاں نیں کابو میں کرن کی بجائے آپ ان کے کابو میں آ جوسو۔ پر ایک ہندو مشترکہ کھاندان کا یو وکیل اپنے باپ تیئں کہین لاگ رئیا تھا۔ "دادا۔ ایب اس گھرواسے میں میرا گجارا کونی ہوندا۔ نصیحت کرن آلے کی جبان اس بکھت تک چالے سے جیب تیئں وا عشق کے مزے کونی لیندا۔ ازمیش مینھ آ کے ساری برداشت ار حلیمی دور ہو جے سے۔ بنی مادھوسنگھ ہڑ بڑا کے اوٹھیا ار بولیا۔ "کیوں رے؟"سری کنٹھ۔ " کیوں جے منے بی اپنی اجت کا مڑا دھوڑا کھیال سے۔ تھارے گھر مینھ ایب ہٹ دھرمی کا برتا ہون لاگ گیا سے۔ جینہاں نین بڈیاں کا ادب کرنا چاہیے وینھ ان کے سر چڑھدے جاویں سیں۔ میں تو دوسریاں کا نوکر سوں۔ گھراں کونی رہندا۔ پر اورے میرے پاچھے لوگائیاں پے جوتیاں کی بارش ہووے سے۔ کڑوی بات کا تو رولاء کونی۔ چاہے کوءِ ایک کی دو کہہ لے۔ اورے تک تو میں برداش کرلیوں گا۔ پر

یو بات کونی برداش ہوندی کہ کوئے میرے لات ار مکے مارے ار میں بولوں بی ناں۔ "بنی مادھوسنگھ کوئے جواب نی دے سکیا۔ سری کنٹھ ہمیشہ اس کا ادب کرے تھا۔ اس کے تیور دیکھ کے بوڈھا ٹھا کرلا جواب ہوگیا۔ بس اتنا بولیا۔" بیٹا۔ توں عقل مند ہو کے نیں اسی بات کرے سے۔ لوگائیاں نیوں ء گھر برباد کریا کرے سیں اسی اسی بات کر کے۔ انہاں تیئں اتنا بدھاوا دینا اچھی بات کونی۔ "سری کنٹھ۔ "اتنا تو میں بی جانوں سوں کہ تھاری دعا تے بے کوف کونی۔ تھامے جانو سو کہ اس گام کے کئ گھر منے نیارے ہون تے بچائے سیں۔ پر جس لوگائی کا میں رام کے دربار میں اجت بچان کا ذمے دار سوں۔ اس کے گیلیاں اسا برتاو برداشت کونی ہوندا۔ منے اپنے آپ تیئں گھناء روکیا سے کہ میں لال بہاری کی کھنچائی ناں کروں۔ "ایب بنی مادھوسنگھ بی گرم ہو گیا۔ گھنی دیر تک یو کفر ناں سن سکیا۔ بولیا۔ لال بہاری تیرا بھائی سے۔ جیب بی اس تیئں کوئے بھول چوک ہووے۔ اس کے کان اینٹھ۔ پر سری کنٹھ۔ " میں ایب لال بہاری نیں اپنا بھائی کونی ماندا۔ "بنی مادھو۔ "لوگائی کے پاچھے لاگ کے۔ "سری کنٹھ۔ "ناں بابو۔ اس کی بے رحمی ار ڈھٹائی نیں لے کے۔ "دونوں کچھ دیر تیئں چپ رئے۔ ٹھاکر چاہوے تھا کہ چھورے کا گسہ کم ہو جے۔ پر یا بات مانن نیں تیار کونی تھا کہ لال بہاری پے کوئے گلتی ہوئی سے۔ اتنی دیر میں کئ جنے حوکا پین واسطے آ بیٹھے۔ کئ لوگائیاں نیں جیب بیرا پاٹیا کہ سری کنٹھ لوگائی پاچھے باپ تیئں لڑن نین تیار سے تو ان کا دل گھناء کھس ہویا۔ ایب ان لوگائیاں کے آگ لاگ ری تھی کہ وینھ بات جو دونوں دھڑیاں میں ہوئی سیں وینھ انہاں نیں سنن نیں مل جیں۔ گام میں کچھ اسے لوگ بی تھے جو اس گھر نیں کٹھا دیکھ کے جلدے رئہاں کریں تھے۔ سری کنٹھ اپنے باپ تے دبے سے۔ اس واسطے گلتی اس کی سے۔ وا اتنا پڑھ گیا۔ یا بی اسکی گلتی سے۔ بنی مادھوسنگھ بڈے بیٹے تیئں گھنا پیار کرے سے۔ یا بات بھونڈی سے۔ وینھ اس کی صلاح بنا کوئے کام نی کردے۔ یا اس کے باپ کی بے کوفی سے۔ اس طریاں کے سارے مانساں کی آس آج بندھ گی۔ کوئے ہوکا پین کے بہانے، کوئے لگان کی رسید لین کے بہانے آ آ کے بیٹھ

فرہنگ:۔☆ نیارے: الگ ☆ لگائی: بیوی/عورت

گے ۔ بنی مادھوسنگھ پرانا مانس تھا۔سمجھ گیا کہ آج یہنھ سارے جنے بڑے کھوس سیں ۔اس نیں دل ء دل میں یو پھیسلہ کرلیا کہ ان تیئں کھس نی ہون دیوے گا۔چاہے اس نیں اپنے اوپر کتناء جبر کرنا پڑے۔ایک دم اپنا لہجہ نرم کر کے بولیا۔ بیٹا۔ جو تیرے جی میں آوے کر لے ۔میں تیرے تے کونسا باہر سوں۔ایب تو چھورے پے گلتی ہوگی۔"الہ آباد کا گریجوئیٹ چھورا اس بات نیں سمجھ نی پایا۔اپنے ڈیبیٹنگ کلب میں اس نیں تو اپنی بات پے اڑنا سیکھیا تھا۔ پر عملی بات چیت میں یہنھ دا۔ پیچ اس نیں کونی آویں تھے ۔اس میدان میں واجماں ء اناڑی تھا۔ باپ نیں جس مطلب واسطے بات گھمائی تھی ۔ وا اس تیئں نئیں پہنچ سکیا۔ بولیا: " میں ایب لالبھاری گیلیاں اس گھر میں نئین رہ سکدا۔"باپ بولیا۔ "بیٹا۔توں عقل مند سے ار عقل مند مانس کدے گنواراں کی بات پے دھیان نی دیا کردے ۔ وا بے سمجھ چھورا سے ۔اس پے جو بی گلتی ہوئی سے ۔توں بڑا بھائی ہون کے ناتے ماف کردے"۔بیٹا۔"میں اس کی یا بات ماف نی کر سکدا۔ایب یا تو میں اس گھر میں رہوں گا یا پھیر وا۔ جے بابو۔ تنے اس تیئں گھنی موہ سے تو منے اس گھر تے جان دے ۔میں اپنا بوجھ آپ ٹھالیوں گا۔ جے منے راکھے تو اس تیئں کہہ کہ جڑے چاہوے بگ جے ۔ بس یو میرا آکھری پھیسلہ سے ۔؟لال بہاری سنگھ بارنے کی چوکھاٹ پے چپ چاپ کھڑیا بڑے بھائی کی بات سنن لاگ رہیا تھا۔ وا بڑے بھائی کا گھناء آدر کرے تھا۔کدے اس نیں اتنی جرات کونی کری تھی کہ سری کنٹھ کے ہوندے کھاٹ پے بیٹھ جے ۔یا ہوکا پی لے ۔یا پان کھالے ۔اپنے باپ کا بی اتنا لحاج کونی کرے تھا۔سری کنٹھ بھی اس تیئں دل تے پیار کرے تھا۔سری کنٹھ نیں اس تیئں کدے گھور کے بی نئیں دیکھیا تھا۔جیب بی وا الہ آباد تے آیا کرے تھا تو اس تیئں کوئے ناں کوئے تحفہ لیایا کرے تھا۔مگدر کی جوڑی بی بنوا کے دی تھی۔ پاچھلے سال جیب لال بہاری نیں اپنے تے ڈیڈھے جوان تیئں ناگ پنچمی کے میلے میں پچھاڑ دیا تھا تو سری کنٹھ نیں کھاڑے میں جا کے اس تیئں چھاتی کے لالیا تھا۔ار پانچ رپئیاں کے پیسے اس کے اوپر لٹائے تھے ۔آج اپنے بھائی کے موںھ تے اس طراں کی بات سن کے اس کا دل بوہت دکھی ہویا۔اس نیں گسہ تو نئیں آیا بس بھوں بھوں کر کے رون لاگ گیا۔اس بات میں تو شک کونی کہ وا بی اپنے کام پے شرمندہ تھا۔ بھائی کے آن تے پہلاں ء اس کا دل دھڑ کے تھا کہ بھائی کہ کہوے گا۔ میں بھائی کہ سیاںھی کیو کر جاوں گا۔کس طراں بات کروں گا۔میری آنکھ اس کے آگے کس طراں اوٹھے گی۔ وا نیوں سمجھے تھا کہ بھائی منے دھورے بلا کے سمجھا دے گا۔ار آج اپنی امید کے برکھلاف بھائی اس کی شکل دیکھن نیں بی تیار کونی تھا۔وا جاہل تو تھا پر اس نیں لاگے تھا کہ بھائی میرے گیل جیادتی کرے سے ۔ جے سری کنٹھ اس تیئں ایکلا بلا کے دو چار بات سنا بی دیندا۔ ار دو چار تھپڑ بی مار دیندا تو اس نیں گھنا دکھ کونی ہووے تھا۔ پر بھائی کو نیوں کہنا کہ ایب میں اس کی شکل بی کونی دیکھوں ۔ لال بہاری پے رہیا کونی گیا۔ وا روندا ہویا گھراں آیا ار کوٹھڑی میں بڑ کے لتے بدلے ۔آنکھاں پونجی کہ کوئے نیوں ناں سمجھے کہ رووے تھا۔ پھیر آنندی کے بارنے پے آ کے بولیا۔" بھابھی ۔ بھائی نیں پھیسلہ کریا سے کہ میرے گیل اس گھر میں کونی رہوے ۔ وا ایب میرا موںھ کونی دیکھن چاہندا۔اس واسطے ایب میں جاوں سوں۔پھیر میں اس تیئں موںھ کونی دکھاوں ۔میرے پے جو گلتی ہوئی ۔ وا منے ماف کر دیو۔"نیوں کہندے کہندے لال بہاری کی آواج بھاری

ہوگی۔(4) جس بکھت لال بہاری سنگھ سر نیوائیں آنندی کے بارنے پے کھڑیا تھا۔اے بکھت سری کنٹھ سنگھ بی گسے میں لال آنکھ کر کے باہر تے بھیتر آیا۔ بھائی تے کھڑیا دیکھیا تو نپھرت تے آنکھ پھیر لی ار کترا کے لکڑ گیا۔ جنوں اس کی چھاں بی نئیں دیکھنا چاہندا۔آنندی لال بہاری کی شکایت کرتو بیٹھی اپنے خصم تیئں۔ پر ایب اپنے دل میں پچھتان لاگ ری تھی۔وا،ایک سودھی ار سیلی لوگائی تھی ار اس نیں تو نیوں سوچا ءکونی تھا اک یو ماملہ اتنا بدھ جے گا۔ایب اس نے اپنے خصم پہ گسہ آن لاگ رئیا تھا کہ وا، اتنا گرم کیوں ہون لاگ رئیا سے۔یو بی ڈر تھا کہ اس کا خصم اس نیں الہ آباد لے کے جان کا ناں بول دے۔تو پھیر میں کے کروں گی۔نیوں سوچ سوچ کہ اسکا مونھ پیلا پڑ گیا تھا۔ جیب اس نیں لال بہاری تے نیوں کہندے ہوئے سنیا۔ "ایب میں جاوں سوں۔جو میرے پے گلتی ہوگی۔اس نیں ماف کر دیو۔ "تو اس کا رئیا سئیا گسہ بی پانی ہوگیا۔ار وا، آپ بی رون لاگ گی۔دل کا میل دھون واسطے آنجھواں تے جیادہ اچھی چیج اور کونی ہوندی۔سری کنٹھ تے دیکھ کے آنندی بولی۔"بھائی باہر کھڑیا سے ۔ بوہت رووئے سے ۔ "سری کنٹھ۔ "تو میں کے کروں؟ "آنندی۔ "بھیتر بلا لے ناں۔ میری جیب میں کیڑے پڑیں۔ منے یو راسا چھیڑا ء کیوں تھا۔سری کنٹھ۔ "میں تو کونی بلاندا ۔"آنندی۔"پچھتاوے گا۔اس نیں گھنی ءگلان آ گی سے۔اسا نہ ہو کہ کسے پاسے لکڑ جے۔"سری کنٹھ نئیں اوٹھیا۔اتنی دیر میں لال بہاری نیں پھیر کہیا۔ "بھابھی۔ بھائی تیئں میرا سلام کہہ دیئے۔ وا میرا مونھ کونی دیکھنا چاہندا۔اس واسطے میں بی اپنا مونھ کونی دکھاوں گا۔"اتنا کہن کے باد لال بہاری واپس پلٹیا ار تولا تولا باہر آلے بارنے کانی جان لاگیا۔ آنندی ایک دم اپنی کوٹھری میں تے لکڑی ار اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔لال بہاری نیں پاچھے مڑ کے دیکھیا ار آنکھیاں میں آنجھو بھر کے بولیا۔ "منے جان دے بس۔"آنندی۔" کڑے جاوے گا؟"لال بہاری۔"جڑے تھارے میں تے کوئے میرا مونھ نا دیکھ سکے ۔"آنندی۔ "میں تو کونی جان دیوں۔ "لال بہاری میں تھارے گیلیاں رہن کے قابل ء کونی۔"آنندی۔"تنے میری سوں لاگے ۔ جے ایب ایک پیر بی آگے بدھاوے تو۔"لال بہاری۔"جب تیئں منے نیوں نئیں لاگے کا کہ بھائی کا دل میرے کانی تے صاف ہو گیا اس بکھت تک میں اس گھر میں کونی رہوں ۔"آنندی۔"میں سوں کھا کے کہوں سوں کہ میرے دل میں تیرے کانی کوئے میل کونی۔"ایب سری کنٹھ کا بی دل ہلکا ہولیا۔اس نیں باہر آ کے لال بہاری چھاتی تے لا لیا۔ار دونوں بھائی کھوب جور جور تے روئے۔ لال بہاری نے سسکد یہوئے کہیا۔ "بھائی رے۔ایب کدے بی نہ کہیے کہ تیرا مونھ کونی دیکھوں۔اس تے سوا کوئے بی سجا جو تیں بولے گا۔ میں کھوسی گیلیاں قبول کر لیوں گا"سری کنٹھ نے کانبدی ہوئی آواج میں کہیا۔ "چھورے۔ان باتاں نیں ایب بھول جا۔اللہ کرے گا تو ایب اسی باتاں کا موقع ءکونی آوے گا۔"بنی سنگھ مادھو بی باہر تے بھیتر آن لاگ رہیا تھا۔ دونوں بھائیاں تیئں گلے ملدے ہوئے دیکھ کہ او بی کھوس ہوگیا۔ار بولیا۔"بڈے گھر کی بیٹیاں اسی ء ہوویں سیں۔ بگڑ دا کام بی بنا دیا کریں سیں۔" گام میں جس نیں بی یو قصہ سنیا۔اس نیں دل کھول کے آنندی کی تارپھ کری۔"بڈے گھر کی بیٹیاں اسی ءہوویں سیں۔"

سویرے جو آنکھ میری کھلی

تحریر: پطرس بخاری　　ترجمہ: نجمہ عثمان

گادڑ کی موت آوے شہر کا ہنی بھاگے۔ میرا بخت جاگا کہ ایک دن اپنے پڑوسی لالہ کرپا شنکر جی بے چارے سے باتاں باتاں میں کہہ دیا ''بھائی امتحان کے دن تھوڑے رہ گے، تیں سویرے سویرے اٹھے سے منے بھی جگا دیا کر'' واہ بھائی تو لاگے باٹ میں ء بیٹھا تھا۔ اگلے دن اس نے تو لیا اللہ کا نام اور دے دھما دھم میرے کواڑ پیٹنے شروع کر دیے مڑی دیر تو منے لاگیا میں نیند میں سوں ایب ء سے کے فکر آنکھ کھل گئی تو لاحول پڑھ لوں گا۔ پر وا بم باری تو تیز ء ہوندی گئی لے بھئی جب کمرے کی چاروں کاندھ ہلن لاگ گئیں۔ گھڑے پے رکھیا گلاس ناچن لاگیا اور کاندھ پے لٹکا کیلنڈر پنڈولم کی یو لطر ہلن لاگیا تو منے جاگنا ء پڑا۔ پر ایب کواڑ لگاتار پیٹے جارے تھے۔ میری کے اوقات اس اودھم سے تو میری سات پشت قبراں میں اٹھ کے بیٹھ گی ہوں گی۔ انی واج ماریں ----------اچھا!--------اچھا!---------تیری مہربانی !---------جاگ گیا!------بہت اچھا---------احسان ہے۔ پر ویں حضرت ہیں محال ہے کہ ہل لیں۔ اے میرے خدا کون سی بری گھڑی تھی؟ یو بندہ سوندے ہوئے نے جگارا سے کہ مردہ کی چیتا جلا را سے؟ یوں تو حضرت عیسیٰ بھی کوئی کر دے ہوں گے ماٹھی سی آواج میں ''قم'' کہہ دیندے ہوں گے۔ زندہ ہو گیا تو اس کی مرجی نئیں تو چھوڑ دیندے ہوں گے۔ ویں کے مرد کے پاچھے لٹھ لے کے پڑ جیں تھے۔ توپ تو کوئی لے کے چڑھائی کر دے ہو گے؟ یو میرے سے ہو یا کوئی کہ اٹھ کے کواڑ کھول دیوں بسترے سے اٹھن واسطے بی تو خوب گھنے لارے لپے لانے پڑیں ہیں اس بات کا اندازہ تو ویں ء کر سکیں ہیں جو مھارے دکھ میں برابر کے شریک سیں۔ آخر کار لیمپ جلایا تو اس کی روشنی کواڑاں کے نیچے سے بار گئی تو طوفان ٹلا۔

منے کھڑے ہو کے کھڑکی میں سے دیکھیا تو آسمان تاریاں سے بھریا پڑیا تھا۔ سوچا آج تو بیرا پاڑ کے رہوں گا کہ کہ یو سورج کس پاسے سے لکڑے سے۔ میں اور دھورے کھڑکی میں چکر کاٹ داریا پر آسمان پے اسی کوئی ایک نشانی بی نور پیر کے ٹیم کی نجر نئیں آئی جن کا ذکر بڑے بڈھیاں سے سن را کھیا تھا تو بھائی فکر سی لاگ گئی کہ آج کتے ء سورج گرہن تو نئیں لاگ گی؟ کچھ پلے کوئی پڑی تو پڑوسی سے رکا ماریا۔ بھائی اوو---- بھائی جواب آیا۔ ''ہاں'' میں بولیا۔ ''آج یو کے بنی اندھیرا اندھیرا سا ہے؟'' تین بجے کا سن کے میرا تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے---- منے حیران ہو کے پوچھیا--- کے کیا سے تنے تین بجے ہیں؟ بولے۔ تین۔ تو۔ کوئی بجے۔ ساڑھے سات منٹ اوپر ہیں تین سے۔'' میں

فرہنگ:۔☆ گادڑ: گیدڑ☆ کاندھ: دیوار☆ کواڑ: دروازہ

نوہرہ

بولیا۔''ارے بھوتنی کے طرم خان چبل کت ء کے منے تیرے سے سویرے جگان کا کہیا تھایا یو کہیا تھا کہ سرے سے سون ء نادیئے تین بجے جا گنا کت کی شرافت سے؟ تنے میں کوئی ریلوے گارڑ سمجھ راکھیا ہوں۔تین بجے اٹھن آلا ہوندا تو بابا مرے واری صدقے جاندا۔اوئے بے وقوف آدمی تین بجے اٹھ کے بھلا میں جندہ رہ سکوں سوں۔سونے کا چمچہ منہ میں لے کے پیدا ہویا سوں کوئی ماڑی بات کونی یو،لاحول ولاقوۃ''۔ جی تو چاہ ریا تھا اس کے دو چار ریپٹ دھروں فیر جی میں آیا ساری دنیا نے ٹھیک کرن کا منے کونسا ٹھیکہ لے راکھیا ہے منے تو اپنے کام تے غرض ہونی چاہیے۔بس فیر لیمپ بجھایا اور بڑ بڑ کردا ہو یا سو گیا۔اور فیروز کی طریوں آرام گیل بھلے مانساں کی طرح دس بجے اٹھا۔بارہ بجے لگ منہ ہاتھ دھوئے اور چار بجے چائے پی کے ٹھنڈی سڑک کی سیر واسطے نکل گیا۔سورج ڈھلے ہاسٹل واپس آیا۔جوانی کا جور تو اپنی جگہ شام کا جی نے خراب کرن آلا وقت۔ہوا بی بہت گھنی سوہنی چال ری تھی۔دل بی مڑا عاشقانہ ہو ریا تھا۔میں اپنے آپ میں گم گاندا ہویا کمرے میں بڑیا کہ

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

اتنی سی دیر میں پڑوسی کی آواج آئی۔۔۔۔۔۔''مسڑ''

میں بس چٹکی بجان ء لاگیا تھا۔بس فیر انگلی او ٹھے کی او ٹھے رک گئیں اور کان آواج کا ہنی لاگ گے۔بولے۔یوتیئں گاں لاگ ریا سے''

(گھنا جور''تیئں'' پے) منے کہیا ''میں بھلا کس قابل'' خیر فرماؤ؟

بولے''میں تنگ ہو ریاں سوں۔بس فیر میرے اندر جوگان کی روح جاگی تھی ایک دم پھڑک گی۔دل نے کہیا او بے کار آدمی دیکھ لے پڑھن آلے لوگ یوں پڑھیں سیں بھلے مانس اللہ سے سچے دل سے دعا مانگی''اللہ پاک ایب میں بھی خوب جی لا کے پڑھوں گا منے ہمت دے پڑھن کی''، آنجو صاف کر کے اور جی نے کرڑا کر کے بینچ کے سامی بیٹھ گیا۔دانت بھیچ لیے، ٹائی کھول دی، باں اوپر چڑھا لیں۔پر سمجھ کچھ نیں آئی کہ کروں کے؟ سامنے رنگ برنگی کتاباں کا ڈھیر لاگ رہا تھا۔ان میں سے پڑھوں کونسی، فیر فیصلہ کرا کہ پہلے ساری کتاباں نے ترتیب گیل رکھ لیوں۔فیر پڑھنا شروع کروں گا۔بڑی تقطیع کی کتاب الگ رکھ لیں۔چھوٹی تقطیع کی الگ کھڑی کر دیں ایک ورقے پے ساری کتاباں کے صفحے گن کے لکھ لیے اور فیر ۱۵ اپریل لگ کے دن گنے۔ورقیاں نے دناں پے تقسیم کرے۔ ساڑھے پانچ سو جواب آیا۔

پر ہم پریشان ہون آلے دن تو پیداء کونی ہوئے تھے۔پہلے تو جی میں تھوڑا ملال آیا کہ سویرے تین بجے ء اٹھ کے پڑھنا چاہئے تھا فیر نیند پوری نا ہون کے مسئلاں پے غور کر یا فیر اپنے پے لعنت بھیجی۔آخر کار اس نتیجے پے پہنچا کہ بھائی تین بجے اٹھنا تو نری فضول حرکت ہے ہاں پانچ، چھ، سات بجے جاگنا ٹھیک سے۔صحت بی ٹھیک رہوے گی ار امتحان کی تیاری بی بلا ناغہ ہو جے ہوگی۔ہم خرما دہم ثواب یو تو منے بیرا سے کہ سویرے جلدی

فرہنگ:۔☆مسکوڑے: کروٹ

اٹھن واسطے رات نے جلدی سونا پڑے سے۔ روٹی بار سے کھا آیا تھا۔ بسترے پے لیٹ گیا۔ ایک دم جی میں آیا لالہ جی سے سویرے اٹھان کا کہہ دیوں؟ یوں تو میں آپ ہی جس کام نے کرن کا سوچ لیوں بھائی کر کے رہوں سوں فیر بھی اس نے کہن میں کے حرج سے۔ ڈردے ڈردے رکا ماریا ''لالہ جی'' الٹ کے انہاں نے دو ہاتھڑسی ماری۔۔۔۔۔ ''لیس!'' میں تو گھنا ڈرگا کہ لالہ جی روس گے۔ ماٹھی سی مینمی سے آواج میں کہیا۔ لالہ جی سویرے تنے بڑی تکلیف ہوئی میں گھنا شکر گزار سوں۔ تڑکے تیئں منے گر چھ بجے مطلب جب چھ بجیں سیں۔ کچھ نئیں بولے منے فیر کہیا۔ جب چھ بج جیں تو۔۔۔۔ سن راسے تیئں چپ رہے او بھائی ترنت جواب دیا۔ سن لیا بھائی سن لیا چھ بجے جگا دیوں گا۔ میں بولیا۔۔۔۔ بہت اچھا تو یہ بات سے۔

توبہ اللہ کسے کا محتاج نہ کرے لالہ جی تو بہت سدھے نکلڑے اگلے دن سویرے چھ بجے کواڑ بجانا شروع کر دیئے۔ ان کا جگانڑا تو ایویں سہارا تھا میں تو خاب ختم ہونڑ کی باٹ میں تھا کہ فیر اٹھوں۔ ویں نہ جگاندے تو ایک آدھ منٹ میں میں آپ ء جاگ جاندا۔ خیر منے ان سے شکریہ بولیا ار اس نے بھی یوں قبول کر یا کہ وا کواڑ پے گولہ باری بند کر دی اس کے بعد جو ہو یا اس کے بارے نہ ء پوچھوں تو بھلا ہووے گا کس ء ایک بات پے تو بات ہوندی ہاں اس بات پے میں قسم بی کھا سکوں سوں کہ منے آنکھ کھول لی تھیں اور یو بی یاد سے کہ ایک سچے مسلمان کی طریوں کلمہ شہادت بی پڑھ لیا تھا۔ اور یو بھی یاد سے کہ اٹھن تاں پہلے ایک آدھ مسکوڑے بی مارے تھے۔ اس کے بعد کی کاروائی کا کچھ نئیں پتہ۔۔۔۔

کہ پتہ رضائی اتار دی تھی کہ پتہ منہ پے اوڑھ لی تھی یا شاید کھانسی کری تو یا خراٹے لیئے تھے پر اس بات کا پورا یقین سے کہ دس بجے لگ میں جا گیا بیٹھا تھا۔ پر یو یاد کونی کہ لالہ جی کے جگان کے بعد اور دس بجے سے پہلے میں پڑھ ریا تھا یا سو ریا تھا۔ منے لاگے میں پڑھ ریا تھا ناں بلکہ سو ریا تھا۔ چھوڑو جی یو نفسیات کا مسئلہ سے اپنا اس سے کہ لینا دینا کے بیرا لالہ جی نے جگایا ء دس بجے ہوں۔ اریوں بی تو ہو سکے اس دن چھ دیر سے بجے ہوں۔ ناں بھئی خدا کے کاماں میں کوئی دخل نئیں دے سکدے پر سارے دن جی میں یو بات کھٹک دی رئی کے بھائی قصور تیرا اپناء سے۔ بھائیو مھاری شرافت تو چیک کرو۔ صرف شک نے لے کے سارا دن میں اپنے بھیتر کی آواج سن داریا۔ اور اپنے آپ نے کوس داریا۔ پر لالہ جی گیلوں خوب ہنس ہنس کے باتاں کریں ان سے شکریہ بی بولیا۔ صرف اس واسطے کہ ان کا جی میری اور سے خراب نا ہووے خوب ء خوش خوش ریا کہ بھائی تیری مہربانی سے منے آج سویرے کا سوہنا اور روح نے معطر کرن آلا بخت دیکھیا اور خوب پڑھائی کری نئیں تو روج کی طریوں دس بجے ء سو کے اٹھ دا لالہ جی سویرے سویرے بندے کا دماغ کتنا تیج کام کرے سے جو یاد کروا سے بخت یاد ہو جے سے بھائی صاحب اللہ میاں نے سویرے کا بخت بھی خوب بنایا سے سویرے کی بجائے سویرے سویرے شام ہو جاندی تو سارے دن کا بیڑا غرق ء ہو جاندا لالہ جی نے میرے اس چھڈ و پروگرام کا جواب یوں دیا بولے ''فیر کال سے چھ بجے جگا دیاں کروں''؟ میں ایک دم

بولا۔۔۔ہاں ہاں یو بھی بھلا کوئی پوچھن آلی بات سے۔شام نے ء اگلی سویرے واسطے دو کتاب الگ جوڑ کے رکھ دیں کرسی منجی کے دھورے سر کالی۔سردی کا کوٹ اور مفلر کرسی کے پیچھے کمر پے لٹکایا۔ ٹوپا اور دستانے بھی دھورے ء رکھ لیئے۔دیا سلائی ٹون واسطے سرہانے کے تلے ہاتھ ماریا تین بار آیۃ الکرسی پڑھی اور جی میں خوب سوہنے منصوبے بنا کے سو گیا۔

سویرے لالہ جی کی کواڑ کھڑکان کی دیر تھی منے پٹ دنی سی آکھاں کھول لیں۔بڑا اسارا جگرا کر کے رجائی کی موری میں سے گڈ مارنگ کہیا اور نیو کھانسی کری آئی جس طریوں میں جا گیا بیٹھا سوں۔۔بس فیر لالہ جی مطمئن ہو کے چلے گئے۔ایک دم اٹھ کے بیٹھن پے منے اپنے آپ سے بہت داد دہئی۔دل سے کہا لے سویرے اٹھنا تو بڑی بات کونی۔دل بولا۔۔۔۔۔ہاں تو اور کے تیئں تو اویں ڈرے تھا۔ ہاں یار تیئں ٹھیک کہوے سے اگر میں نیستی نے اپنے دھورے نا آن دیندا تو اس کی مجال تھی جو میر زندگی میں دخل دیندی۔اس بخت بی لاہور شہر میں لاکھوں نیستی کے مارے لوگ پڑے پھپھارے ہوں گے ایک میں ہوں جو اپنے کام واسطے جا گیا بیٹھا ہوں جی مھارے اندر تو گن کوٹ کوٹ کے بھر رہے ہیں سوچدے سوچدے نا ک نے تھوڑی سی سردی لاگی تو رجائی تھوڑی او پر سر کالی۔۔۔۔بہت خوب یار۔۔۔

آج تو میں بڑے صحیح وقت پے جا گیا ہوں بس تھوڑے دن میں عادت پکی ہوئے فیر قرآن مجید بی روز پڑھا کریوں گا۔مذہب تو سب سے پہلے ہووے سے ہم کے آئے دن کا فر ہوندے جا رے ہاں ۔اللہ کا ڈر رہیا نہ رسول کا۔یوں سمجھا ساں کہ بس آپے ء سارے کام کرلیاں گے ۔ بے چارہ اکبر تو ساری زندگی کہندا کہندا ء مرگا پر مھارے کان پے جوں تک نا رینگی ۔(رجائی کا ناں تک آگی) تو فیر آج میں جاگ ء گیا سویرے سویرے۔مطلب کالج لاگن سے چار گھنٹے پہلے میرے تو یو پلے کونی پڑ دی کہ کالج سویرے سات بجے کیوں شروع ہووے سے (رجائی سرپے) بھائی بات اصل میں یو سے کہ نئی تہذیب مھاری پرانی اقدار کا گلہ گھوٹن لاگ ری ہے پہلی روٹی توڑیں ہیں (آکھاں بند)۔۔۔اچھا ایب ء چھے بجے ہیں تو مطلب تین گھنٹے لگا تار پڑھیا جا سکے۔پر سوال یو ہے کہ پہلے کونسی کتاب پڑھوں ۔ شیکسپیئر یا ورڈز ورتھ؟ منے لاگ شیکسپیئر ٹھیک رہووے گا۔اس کی کتاباں میں اللہ میں کی عظمت ار بزرگی کے آثار بھی دکھیں ہیں۔اور سویرے سویرے اللہ کی یاد سے گھنی اچھی بات کے ہو سکے ہے۔فیر خیال آیا اس طرح کے واہیات خیالات سے دن شروع کرنا بالکل ٹھیک بات کونی۔ ورڈز ورتھ پڑھ لیوں ہوں۔اس کی شاعری میں اللہ کی بنائی ہوئی چیزاں کے بارے میں لکھیا ہے جس نے پڑھ کے دل نے سکون ملے گا۔

ہاں پر شیکسپیئر ٹھیک رہوے گا۔ ناں یار ورڈز ورتھ ٹھیک ہے۔۔۔ لیڈی میکتھ جنوبی ۔۔۔۔سبزہ زار۔۔۔۔۔سنجر سنجر۔۔۔۔۔۔بادِ بہاری۔۔قید ہوس کشمیر۔یار منے سکون کے نام کی چیز کونی بھئی یو معاملہ تو ایب مسئلہ کشمیر بن گیا یا کے ایب کے جو منے سر رجائی سے بار کاڈھیا تو ر ورڈز ورتھ پڑھن کا ارادہ کریا تو پورے دس بج رے تھے۔اس میں بیرا نیں کے راز تھا! کالج گیا تو لالہ جی

سے ٹاکرا ہو گیا۔ بولے بھائی منے سویرے دوبارہ تیرے سے رکے مارے تھے تئیں بولیا کونی؟ میں کھلکٹا مار کے ہنسیا اور بولیا اوئے لالہ جی تنے یاد کونی منے تیرے سے گڈ مارننگ کہیا تھا۔ میں تو پہلے سے جا گیا بیٹھا تھا۔ بولے۔ اور بھائی اس کے بعد سات بجے لگ تیرے سے تاریخ پوچھی تھی تنے کوئی جواب کونی دیا۔ منے حیران ہو کے اس کہنی دیکھیا کہ تئیں پاگل تو نیں ہو گیا اور فیر تھوڑا بھولا منہ بنا کے سوچن لاگ گیا فیر تھوڑی دیر بعد بولیا! بھائی میں نماز پڑھ رہیا تھا۔

لالہ جی تو بہت گھنے مرعوب ہوئے اور میں بھولا سا منہ بنا کے اپنے کمرے کاہنی چال پڑا۔ ایب روز یوں ء ہون لا گیا تھا۔ جاگنا نمبر 1 ---- چھ بے -- جاگنا نمبر دو دس بجے اور اس کے بیچ میں لالہ جی رکے ماریں تو نماز کا بہانہ۔ جس عمر میں دل میں گھنے سارے خواب زندہ تھے تو جی کرے تھا۔ سورج کی روشنی سوندے ہو کے منہ پے پڑے اور میں جاگ کے دھورے دھورے ہوؤں تو کوئی سوہنی سی چھوری اپنی سوہنی سی آواج گیل منے جگاوے اور اپنے سوہنے ہاتھ میرے بالاں میں ہاتھ پھیر دے ہوئے گاوے ----

او میرے پیارے جاگ جا!

خاب لے میرے سارے اعصاب پے چھا جے اور جب میں آنکھ کھولوں تو سارا اندھیرہ غیب ہو جے مست ہو کے آنکھ کھلیں اور فیر آکھاں آکھاں میں بات ہوئے۔ اور یوں گیت گاندے ہوئے صبح گھنی چمکدار ہو جے۔

''سانوری صورت توری من کو بھائے''

اور فیر ایک دوسرے نے دیکھ کے شرما جاں پر مھارے نصیب کت تھے پہلے مسٹر! مسٹر اور فیر کواڑاں گیل ہاپا دھاپی شروع ہو جے سے اور فیر چار گھنٹے بعد کالج گا گھڑیال دماغ پے جا کے لاگے ہے۔ بھائی جی سکون ان چار گھنٹاں میں بی کونی کدے گڑوی گرن، کدے دیگچے الٹن، کواڑ بند ہون کے کتاباں کے جھاڑن، کرسیاں کے سرکان، کرلی اور غرارے کرن، کھنگارن اور کھانسی کی آواز تو یوں لاگے ہیں ٹھمری گائی جاری ہیں۔ ایب بندہ خود اندازہ کر سکے ہے ان سارے غل کباڑ میں سارنگی اور سر کی کتنی گنجائش سے۔

موت منے بجز آوے سے
جب اپنے کاہنی دیکھوں سوں

پریتم ایسی پریت نہ کریو
جیسی کرے کھجور
دھوپ لگے تو سایہ نہ ھی
بھوک لگے، پھل دور
پریت کبیرا!!! ایسی کریو
جیسی کرے کپاس
جیو تو تن کو ڈھانکے
مرو تو، نہ چھوڑے ساتھ

''بھگت کبیر''

شاعری

حمدیہ راگنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(سادھو ہریانوی)

کس نیں لیلا امبر تانیا؟ تھمبی بھی نھی لائی رے
ناپوتی ناکرڑی دھرتی ستھری ڈھال بچھائی رے
ایک ارادے گیلاں ساری دنیا آپ بنائی رے
کلم کلی ذات سے اسکی باپ نہ بیٹا بھائی رے
کوئے کہہ دے سے بھگوان تو کوئے کہوے سے اللہ ہو
آپ اپنی بولی مے رب نے یاد کریں سیں سب سادھو

تپداسورج گا ہٹے گاہ کے تیرے کھیت پکاوے سے
راتاں نے ترکھیت کے مینھ کو چاند چمکد اجاوے سے
دھرتی چیرے ارہم سب نیں اُجّل پانی پیاوے سے
سب کا پالن ہارسے ایکے سب نے کھان کھواوے سے
پھل مینھ گھولے میٹھارس جو پھو لاں مینھ اسکی خشبو
آپ اپنی بولی مے رب نے یاد کریں سیں سب سادھو

مانس، ڈانگر پنچھی، پودے سارے رنگ اسے کے سیں
ہالن، آندھی، مینہ اراولے سارے ڈھنگ اسے کے سیں
ایک کھیت مے اُگدے پھول کنڈری سنگ۔اسے کے سیں
بادل گرجیں جھرنے گاویں، سُر سارنگ اسے کے سیں
گھوگی گیل پپہیا بولے کوئل کوکے کوکوکو
آپ اپنی بولی مے رب نیں یاد کریں سیں سب سادھو

کڑوا کڑوا نیم اُگاوے میٹھی آمی ہووے سے
رات ئے دھولا دن گھالے واہ دن مے رات پروے سے
اسنے اُونگھ بی آندی کونیاں ساری دنیا سووے سے
آپے کچھ بی ہوندا کونیاں واھے کرے تو ھووے سے
واھے ٹھنڈی بال چلاوے واھے بھیجے تاتی لُو
آپ اپنی بولی مے رب نے یاد کریں سیں سب سادھو

فرہنگ:۔☆تھمبی: پیوند☆ڈانگر: جانور☆گھوگی: فاختہ☆دھولا: سفید

نوھرہ

نعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہد جامی

آقا تھار تھے پہلاں تھے دنیامینھ گھور اندھیرے
تھم آئے تو جگمگ جگمگ ہوگے نور سبیرے

چُوری ہاتھاں گیل کھواؤں بولیا کاگ منڈیرے
آقا جے کر آجیں توسب دُکھ مُک جیں گے میرے

چارہوں چاھے تین سوتیرہ یاویںتھ دس بختاور
سارے سیں اصحاب نبی جی شاناں آلے تیرے

چھوڑ کے رچنا تھاری نعت کا پلا جد میں پکڑیا
اُتری کالس قسمت کی ار بھاگ جاگ گے میرے

نفس یوہ کُتا بھونکے سانجھ سبیرے منے بَھکاوے
ہر ایک ڈینگھ پہ منے سَتاوے دیوے اُلٹے گھیرے

عربی عجمی، اُونچے نیچے دھولے ہوں یا کالے
سب کے دل کا میل مٹایا تھم نیں نور بکھیرے

ہجرت کرکے پاک نبی جِد شہر مدینہ آئے
کھل گے بھاگ انصاری کے آقا نیں لائے ڈیرے

جگمگ جگمگ ہورھیا تھارا سوہنا شہر مدینہ
رب کی رحمت چارچھیرے برسے سانجھ سبیرے

دن مینھ بالوں دیوے ارمینھ رات نیں رکے ماروں
درشن ماری جامؔی کرنے پڑیں سیں جتن بھتیرے

عارفانہ کلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وقار شاکؔر

بار برانا چھوڑ کے اپنے گھر جانا
”جوگی آلا پھیرا ایک دن مر جانا“

اوٹھے جا کے اُلٹا کوئے آندا نھی
کے بیتی سے آکے کمے بھتاندا نھی
بن بڈلیاں کے سرگیا کام تو سر جانا
جوگی آلا پھیرا ایک دن مر جانا

مرن کابھے سے یوہ تومینھ کولکڑے گا
دو دن کایوہ میلہ ایک دن بچھڑے گا
پچھتاون سے آچھا بکھت ءِ ڈر جانا
جوگی آلا پھیرا ایک دن مر جانا

دھولے آگے عمر کی آکھر ہولی سے
کھتم کہانی اپنی شاکؔر ہولی سے
گام ترا یوہ سونا ہم نیں کر جانا
جوگی آلا پھیرا ایک دن مر جانا

فرہنگ:۔☆ رچنا:غزل☆ کالس:سیاہ☆ ڈینگھ:قدم☆ بھے:ڈر

نوھرہ

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نوشاد قاصر

سوچ سمجھ کے مانس نے چپ رہنا بھی پڑجے سے
کدے کدے تو چاند کی ڈھالاں گہنا بھی پڑجے سے

سُکھت سَمے پہ مان کرنیو اتنا دھیان مینھ راکھو
اپنے آنجھواں گیل کسے دن بہنا بھی پڑجے سے

دنیا کی باتاں نیں مانس کد لگ نھی گولے گا
دل دکھے تو آچھا بھونڈا کہنا بھی پڑجے سے

جس مانس کا بیرا ہوسانپ کی ڈھالاں ڈس لے گا
اسے کے گیلے رل کے دو دن رہنا بھی پڑجے سے

تیں توکسے کی بات نھی کھیندا قاصؔر بڑے مہان
دل پہ لاگی نگری چوٹ نیں سہنا بھی پڑجے سے

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رانا وکیل انجم

چُگ لے گا سب دکھ کے کانڈے کچھ بھی ہون نھی دیوے گا
جد لگ جیوے تیرا بھائی تنے رون نھی دیوے گا

تپدی دھوپھ مینھ تیرے سر پہ چھایاں بن کے چالے گا
تیرا بھائی تنے سِرتے اُنچی ھون نھی دیوے گا

منہ دھوے ہانڈیں سیں میرے بھائی جس کی بُوری پہ
دودھ پرے کی بات رھئی واہ بوندک جُون نھی دیوے گا

بیرانھی تھا پاتھر دل آنکھاں بھی پاتھر کرجے گا
کھارے پانی گیل واہ منے منہہ بھی دھون نھی دیوے گا

عشق سدا تھے آگ بھریا سے تیں کے اس مینھ سُکھ بھالے
کیل کرے گا راتاں نے یوہ چین تھے سون نھی دیوے گا

سارا جیون ایک خزانے ڈھالاں سانبھ کے راکھے گا
انجؔم نیم کرے سے تیرتے جگ مینھ کھون نھی دیوے گا

فرہنگ:۔☆ گہنا: گرہن ☆ گولنا: محسوس کرنا ☆ کانڈے: کانٹے ☆ ہانڈیں سیں: پھرتے ہیں

نوحہ

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ احمد سجاد بآبر، ڈانوراں

جس کی آنکھ تھی دکھ سے چار، تیں کد تھا وا میں تھا یار
کانڈیاں کے تھے گل میں ہار، تیں کد تھا وا میں تھا یار

سر نیں گیر کے اگلے اگلے، سب نیں جاندا دیکھیا تھا
کال کسوتا ٹھائے بھار، تیں کد تھا وا میں تھا یار

تیں تو اُلٹا مُڑ گیا تھا، میں تھا دُکھ کا دریا تھا
نہ لکڑیا جو دریا پار، تیں کد تھا وا میں تھا یار

آنگن کے سب رشتے تو، دل کے تار سے بندھ رے تھے
ہاتھ سے چھوٹیا جس کے تار، تیں کد تھا وا میں تھا یار

تتے دیکھن کی ماری، ساری رات کھڑیا تھا جو
رات بھی ظالم ٹھنڈی ٹھار، تیں کد تھا وا میں تھا یار

دودھ کی نہر جو کاڈھن ماری اپنا آپ مٹا بیٹھیا
مرگیا سر میں تیشہ مار، تیں کد تھا وا میں تھا یار

اپنا آپ نے دیکھن ماری شیشہ آگے تیں آیا
شیشہ سے جو آیا بارھ، تیں کد تھا وا میں تھا یار

کون تھا وا جو باٹ تری سانجھ سبیرے دیکھے تھا
بآبر کی بھی سن سرکار، تیں کد تھا وا میں تھا یار

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کنور وآجد علی

رنگ رنگیلا کیوکر ہوگیا
درد سجیلا کیوکر ہوگیا

کیوکر چمکے چاندار تارے
امبر لیلا کیوکر ہوگیا

ہسدا بسدا شہر ہڑپا
اوٹ مٹیلا کیوکر ہوگیا

یار سراہنے پہ تھے آنجھو
موسم گیلا کیوکر ہوگیا

پھلاں برگی مورت اسکی
دل پتھریلا کیوکر ہوگیا

تیں تھا میرے گات کا حصہ
تیں شرمیلا کیوکر ہوگیا

درد کی رچنا لکھن آلا
چھیل چھبیلا کیو کر ہوگیا

اوراں نیں جوڑنیاں وآجد
تیلا تیلا کیوکر ہوگیا

فرہنگ:۔☆کسوتا: مشکل ☆اوٹ مٹیلا: برباد

نوھرہ

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انوؔر علی رانا

اپنا کلچر ریت پرانی کون بھتاوے گا
پردیساں مینھ دیس کہانی کون بھتاوے گا

کس تھے پوچھوں نام پتہ اُس زرل جھولے کا
نھی پاندا کوئے ہان دِوانی کون بھتاوے گا

گھوڑے بیچ کے سون آلے اس دن کے راجے نیں
کے کہہ سے یوہ رات کی رانی کون بھتاوے گا

گام آلے انگریزی بولیں منہہ نیں بانگا کرکے
اِس پود نیں ماں کی بانی کون بھتاوے گا

جس کے ناں کے سپنے دیکھے میری آنکھاں نیں
کیوں ہوگی واہ بیر برانی کون بھتاوے گا

میرے بارنے ہجر کا بادل آکے کیوں جم گیا
سمو تو ہوسے آنی جانی کون بھتاوے گا

انوؔر میرے سیاھمی آندے اُس کی پلکاں پے
پھوٹ پڑیا کیوں آپےّ پانی کون بھتاوے گا

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صابر علی صابؔر

تیں کے ٹوھے پیند سرھانا درداں کا
میرا دل سے یار ٹھکانا درداں کا

اک بر واہ جھانکیا تھامن کی بگیا مینھ
بس پھیر ہوگیا آنا جانا درداں کا

آدھی رات نیں تیں بھی آکے دیکھ کدے
میری جان پہ کھڑدو ٹھانا درداں کا

جے واہ بوجھے سارے دکھ بتلالیوں میں
لوگاں تھے کے حال سنانا درداں کا

اُسکے سیاھمی میری سُکی آنکھاں نیں
ایڑھا ہوگیا بھرم بچانا درداں کا

جس نیں ہاڈ رُلائے بن مینھ رانجھے کے
میرے سے واہ روگ پرانا درداں کا

یار کے ناں کے دکھڑے میرے گل گھل گے
جانھ تھے پڑگیا ڈھول بجانا درداں کا

سکھ دنیامینھ ٹوھندا ہانڈوں میں صابؔر
ٹھائے پھروں سوں بھار برانا درداں کا

فرہنگ:۔☆ باتی:بولی/پہناوا☆ سیاھمی:سامنے☆ ایڑھا:مشکل☆ ہاڈ:ہڈیاں

نوھرہ

غزل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راوٗانعامؔ اللہ خاں

چَوگ بنا کے چُکنئیے بھی ، چُگو ائیئے بھی اَپنے تھے
کالجے کی کرچ کھائیئے ، کھوائیئے بھی اَپنے تھے

بنّن نَے تو بنائیئے ارڈ ھائیئے بھی اَپنے تھے
جوڑئیے، جڑوانیے، تُروانیے بھی اَپنے تھے

مول تول کے لائیئے ، اَن تلیا اُٹھوائیئے بھی
فیر تلیا نے تو لینئے ار، تلوائیئے بھی اَپنے تھے

سون نے نصیب بھی ، سَوَ ان سے اے سوئے تھے
سَونِیاں نے بیرا تھا ، سوائیئے بھی اپنے تھے

مارن نے تو مارنیا نے گھاماں مے اے ماریا تھا
مرنیا نے کے بیرا تھا مروائیئے بھی اپنے تھے

گیت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رانا محمد اخترؔ

پہلے برگے سوہنے موسم مھارے بوڑھ کے آویں گے
ہانسی ٹھٹھے رونق میلے سارے بوڑھ کے آویں گے

پورا پورا مان بھروسہ بندے رب کی ذات پہ راکھ
یوہ کرڑائی تھوڑے دن سے دیکھ یقین اس بات پہ راکھ
آنکھاں جوسے ٹوھ رھی دیکھ دکھارے بوڑھ کے آویں گے
ہانسی ٹھٹھے رونق میلے سارے بوڑھ کے آویں گے

آج کرونا آیا سے تو کالھ نیں سکھ بھی دیکھو گے
آگے آگے ڈر کے بھاجدے اک دن دکھ بھی دیکھو گے
بکھت کے امبر پہ پھیر چاند ستارے بوڑھ کے آویں گے
ہانسی ٹھٹھے رونق میلے سارے بوڑھ کے آویں گے

پھیر بگڑ مینھ چھوری ، چھنڈی ککلی گداپاویں
روکھ کی ڈال پہ بیٹھی بلبل مِٹھے گیت سناویں گی
دن مینھ تتلی رات نے جگنو پیارے بوڑھ کے آویں گے
ہانسی ٹھٹھے رونق میلے سارے بوڑھ کے آویں گے

پرکی ڈھالاں ایب کے عید پہ گھما گھمی کونی سے
پیار محبت خلقت کے مینھ پہلے برگی کونی سے
روکھ ہریا جو دل کا کردیں دھارے بوڑھ کے آویں گے
ہانسی ٹھٹھے رونق میلے سارے بوڑھ کے آویں گے

فرہنگ:۔☆بوڑھ: پھرسے☆ کرڑائی: سختی ☆ بگڑ: محلّہ

نوھرہ

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ازبرؔسفیر

جا رے بھولے دل تیں بھولی بات کرے
بکھت ڈھلے تو کون کسے کی بات کرے

جس نے دیکھو، واہے اپنی ٹوھ میں سے
جس نے دیکھو واھے اپنی بات کرے

اس کے ہاتھ کے کنگن گانویں میٹھے گیت
اس کے کان کی سندر بالی بات کرے

سارا گام سنے سے چھوڑ کے سارے کام
ہریانی میں جد واہ گوری بات کرے

اس کے تیکھے نین کٹاری برگے سیں
گام کی ایک اک چھوری اس کی بات کرے

میں بھی اسکے نام کے سپنے دیکھوں سوں
واہ بھی سکھیاں گیلے میری بات کرے

رچنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راؤؔوحیداسد

جھوٹھی بات بھی اس کی ساچی لاگے سے
اس کی صورت منّے اچھّی لاگے سے

ماں ری تھوڑی روٹی سیکدے چولھّے پے
روٹی تھوڑی منّے کاچی لاگے سے

شہر میں آ کے بھول نہیں سکدا گاماں نیں
سب سے پیاری گام کی ماٹی لاگے سے

کام سے شیوہ یاہ تو اپنے نبیاں کا
کام کرن میں کون سی پھانسی لاگے سے

کون سے یو جس کی آواز میں جادو سے
یاہ تو پریم نگر کا باسی لاگے سے

کے بیرا یو کون سے میرے بھتر میں
عشق منّے تو ستیا ناسّی لاگے سے

فرہنگ:۔☆جھاکی:کھڑکی

نوهره

افسانچہ

منٹو کی کہانی: ہریانوی رنگ میں صفائی پسندی

ترجمہ: آکاش مغل

ریل گاڈی رُکی ہوئی تھی۔ تین جنے بندُوکھاں آلے ایک ڈبے کے دھورے آئے ، اَر جھاکیاں میں تے بِھیتر لکھا لکھا کے مانساں تے پوچھن لاگ گے۔ "ہاں رے، کوئی مُرگا سئے کے؟" ایک مسافر کچھ بتاندے بتاندے رہ گیا۔ دوسرے بولے ۔ "ناں، اُورے کونی ۔" تھوڑی دیر پاچھے چار جنے بھالے برچھی ٹھائیں پھیر آئے ۔جھاکیاں میں تے بھیتر لکھا کے مانساں تے پھیر پوچھیا۔" "کیوں بھائیو، کوئی مُرگا وُرگا سئے کے؟" اُس مسافر نے جو پہلاں بھی کچھ کہندے کہندے رہ گیا تھا ،بولیا۔ "بیرا نئیں جی، تھام آپے بھیتر آکے کھُڈی میں دیکھ لیو۔" بھالے برچھی آلے اندر بڑ گئے ۔ کھُڈی توڑی تو اس میں تے ایک مُرگا لِکڑ ئے آیا۔ایک بھالے آلا بولیا۔" کر دیو حلال !" دوسرا ناٹ گیا، بولیا۔"ناں اُورے نئیں، ڈبہ کھراب ہوجئے گا۔۔۔۔باہر لے چال۔"

"فرہنگ"

تین جنے = تین افراد

بندُوکھاں آلے = بندوقوں والے

دھورے = قریب, پاس, نزدیک

اَر = اور

جھاکی = کھڑکی

بِھیتر = اندر

لکھا لکھا کے = دیکھ دیکھ کر

مانس = بندہ

پوچھن لاگ گے = پوچھنے لگے

مُرگا = مرغا, شکار

سئے کے؟ = ہے کیا؟

اُورے کونی = یہاں نہیں

تھوڑی دیر پاچھے = تھوڑی دیر بعد

برچھی ٹھائیں = برچھی اٹھائے ہوئے

پھیر = پھر, دوبارہ

بیرا نئیں = معلوم نہیں

تھام = تم, آپ

کھُڈی = بیت الخلا . سنڈاس, جائے ضرور

بڑ گئے = گھس گئے

ناٹ گیا = انکار کردیا

اورے = یہاں پر

اردو افسانچہ ہریانوی رنگ میں (بمع فرہنگ) حلال اَر جھٹکا لِکھنیا:

تحریر: سعادت حسن منٹو   ترجمہ کرنیا: آ کاش مغل

"مَنے اس کی نیڑ پے چُھری دھری، ہولیاں ہولیاں پھیری، اَر او حلال کر گڑیا۔" "یُوہ تنے کے کر دیا رے!۔"" کیوں؟"" اس تے حلال کیوں کر دیا؟"" نیوں گھناں مَجا آوے سَے۔ "" مَجا آوے سَے کے بچّے! تنے جھٹکا کرنا چہیئے تھا۔ نیوں!" اَر حلال کرن آلے کی نیڑ کا جھٹکا ہولیا۔

"فرہنگ"

اَر = اور

لِکھنیا = مصنف

کرنیا = کرنے والا

مَنے = میں نے

نیڑ = گردن

دھری = رکھی

ہولیاں ہولیاں = آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے

کر گڑیا = کر ڈالا

یُوہ = یہ

تنے = تُو نے، تم نے

کے = کیا

نیوں = یوں، ایسے، اس طرح

گھناں = زیادہ

مَجا = مزہ

آوے سَے = آتا ہے

جھٹکا = حیوانات کو سکھّوں کے طریق پر کشتہ کرنا، وہ ذبیحہ جو شرائط اسلام کے خلاف ایک دفعہ ہی تلوار کا ہاتھ مار کر کیا جائے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا۔

سندھی افسانہ ہریانوی زبان میں

کسائی (قصائی) تحریر: زیب سندھی   ہریانوی ترجمہ: آ کاش مغل

گابھرُ و بیٹے کی لہاس گھر اں پونہچی تو بڈھے باپ کی چِنگھاڑ لِکڑ گی۔ باپ نے کُرلاندے ہوئیں جور تے آپنی چھاتی پے دو ہاتھڑ ماری۔ اس کی آنکھیاں میں تے دو نین جَل لِکڑے، اَر او ہ کِسے ڈُونگھی چِنتا میں ڈوب گیا۔ جوان بھائی کی لہاس کے چوگردے بیٹھی ہوئی اس کی چھ کی چھ باہن مونہہ پہ ہاتھ دھریں، چُپکی چُپکی روندی رہی۔ جنوں کِسے نے ان کی گھِٹّی گھوٹ راکھی ہو۔ کیوں اَک باپ اَر بھائیاں کا حوکم تھا اَک لگائیاں کا بول باہر نہیں لِکڑنا چہیئے۔ مرنیے کے تین بھائی گھر پونہچے، بھائی کی لہاس دیکھد یاں اے سار، تینواں نے قسم کھائی اَک پہلاں بدلہ لیواں گے، پھیر اس کے پاچھے لہاس نے دبھنا واں گے۔ تینوں بھائی بھیتر تے ہتھیار ٹھا ئیں باہر آئے تو بڈھا باپ سمجھان کھاتر ان کے ساہمیں کھڑ یا ہو گیا۔ "سمائی راکھو رے، توَل گلے کام لیو گے، تو پھیر پنچیت میں ڈنڈ بھی مَھارے پئے پڑے گا۔ کیوں اَک اُنھ نے لُچ پنے کا الجام لا کے، اِجت کے نام پے تھارے بھائی گلے آپنی چھوہری بھی قتل کر دی تھی۔ مَھارے گھر میں بھی چھوہریاں کی کوئی کمی تو کونیاں۔۔۔!!" چھ کی چھ باہناں نے بدک کے مرنیے ہوئیے بھائی کی لہاس پے تے آنکھ ٹھا کے جیندے بھائیاں اَر باپ کا نھی لکھایا۔ جو نسے کسائیاں بر گے دیدیاں گلے اُن کا نھی گنڈ رن لاگ رہے تھے۔

نوھرہ

"فرہنگ"

کسائی= قصاب،قصائی

گابھرُو= وہ جوان آدمی جس کی ابھی تک ڈاڑھی نہ نکلی ہو،نوجوان

لہاس= لاش

چِنگھاڑ= چیخ

لِکڑگئی= نکل گئی

کُرلاندے ہوئیں= گریہ وزاری کرتے ہوئے،روتے ہوئے

جورتے= زور سے

دوہاتھڑ= سینہ کوبی

نین جَل= آنسو

لِکڑے= نِکلے

اَر= اور

ڈُونگھی= گہری

چِنتا= اندیشہ،تردد

ہتشویش چوگردے= چاروں طرف

باہن= بہن

جنوں= جیسے کہ

گھِٹّی= گلا گردن

کیوں اُک= کیوں کہ

ہوکم= حکم

لگائیاں کا بول= نسوانی آوازیں

لِکڑنا= نکلنا

مَرنیا= مرحوم،متوفی

دیکھدیاں اے سار= دیکھتے ہی دیکھتے

بھِیتر= اندر

سامھیں= سامنے

سمائی کرنا= برداشت کرنا،ٹالنا،جھیلنا،خاموش رہنا،ضبط کرنا

تَول گلے= جلدبازی میں

پنچیت= پنچایت،جرگہ

ڈنڈ= جرمانہ،ہرجانہ،تاوان تنک

مَھارا= ہمارا

لُچ پنا= بدچلنی،اوباشی،بدکاری

الجام= الزام،تہمت،بہتان

اِجّت= عزّت

بِدک کے= خوفزدہ ہوکر،متوحش ہوکر

لَکھایا= دیکھا

جونسے= جو کہ

برگے= کے جیسے

دیدے= آنکھیں

''ایک مثل ایک کہانی''

نجمہ عثمان

بنج کریں تھے بانیے لوگ کریں تھے رلیس
بنج کری تھی میم کے باھٹاں نیں سو کے رہ گئے تیس

ہندوستان میں بانیے سود پے پیسے دیویں تھے باپ دادا سے ان کا یوء کاروبار چال راتھا جیب بھی کسی نے پیساں کی جرورت پڑدی بانیاں پے سے ءپیسے ادھار لے کے اپنی جرورت پوری کردا بانیے زمین یا گھر گرہوی رکھ کے پیسے ادھار دے دیندے بانیے اسی وجہ سے خوب امیر تھے ان کی کوٹھی کی کوٹھی مال و دولت تھے بھری پڑی تھیں۔

بانیاں نے لال رنگ کا جھنڈا اپنے گھر لا راکھیاں تھا جائیں تے ویں مال و دولت آلے مشہور تھے۔ ایک دن بانیا سویرے نے اٹھا تو کے دیکھے سے برابر میں ایک اور جھنڈا گڈریا سے جو کہ ان کے جھنڈے تھے تے بھی اونچا سے۔ بانیا گھناء پریشان ہویا کہ اس کے مقابلے میں یوکون اتنا امیر آ گیا جس نیں مہارے تے بھی اونچا جھنڈا لا دیا۔ میمیے نے اسے بکھت اپنے بیٹے بلائے ار پتہ کرنا بھیجے کہ یو جھنڈا مہارے مقابلے میں کس نے لایا سے۔ بیٹاں نے آ کے بتایا باپو کوئی میمیا سے جس نے جھنڈا لگایا سے۔ بانیاں چالاک تو تھاء۔ اس نے سوچیا اس میمیے کا بھیت تو لگاؤں کہ آخر اس کے دھورے کتنے پیسے سیں جو اس نے میرے سے بھی اونچا جھنڈا لگا دیا۔ اگلے دن ء بنیا میمیے کے دھورے گیا اور بولا بھائی تیئں بھی امیر ہے اور مال و دولت کی کمی تو میرے پے بھی کونی۔ کیوں ناں اپاں مل کے کوئی ساجھے کا کاروبار کرلیاں اس طرح آپاں نے منافع گھنا ہوئے گا۔ میمیا نے بانیے کی باتاں سنیں اور ساجھے کا کاروبار کرن کی ہامی بھرلی۔ بانیا بولا بھائی بتا فیر تیرے دھورے کتنے پیسے سیں فیر میں بھی اتنے ءپیسے ملا کے کوئی کاروبار شروع کراں۔ میمیا بولا بھائی میرے پے سو رپے سیں۔ بانیا سو روپیا کا سن کی جی ء جی میں بہت ہانیسا اور بولیا بھائی یو لے میرے سو روپے۔

ایب ان دو سو روپیاں کے آپاں گنٹھے مول لے کے گوداماں میں بھردیاں ہاں جیب گنٹھے مہنگے ہویں گے فیر آپا انہاں نے بیچ دیاں گے (سستے بھا تھے اس زمانے میں آنے اور ٹکے کی بھی بہت اہمیت ہوے تھی)۔ گھنٹے گوداماں میں بھردے اور بانیے نے گوداماں کی چھات میں مورے کردیے۔

کچھ ءدن لنگے تھے کہ سامن بھادو کے مینہ شروع ہو گئے مینہ کا سارا پانی دو مہینے تک گنٹھاں کے اندر ءمریا۔ سامن بھادو کے بعد جیب گھنٹے مہنگے ہوئے تو بانیا بولا بھائی یوء ٹھیک وقت سے منافع کمان کا آپاں گنٹھے بیچ دیاں ہاں۔ میمیا تو پہلے بھی بانیے کے اشاراں پےء چال ریا تھا بولا بھائی جس طرح تیں کوے گا اسے طرح کرلیاں ہاں۔ اگلے دن جیب گنٹھے کا ڈھن واسطے گوداماں کے کواڑ کھولے تو دھویں کے شعلے تو ایک دم آسمان کے جا کے لاگے گنٹھے تو گل سڑ کے راکھ بن گئے تھے۔ گنٹھیاں کی راکھ بنی دیکھ کے میمیا تو ماتھا پکڑ کے بیٹھ گیا بانیاں بولیا بھائی تیئں پریشان نا ہوے یو نقصان تیئں میرے کھاتے میں سمجھ لے میں تنے تیس روپیے دے دیوں ہوں اور تیئں یوں کر یو جو جھنڈا اتنے میرے سے بھی اونچا لگا راکھیا ہے اس نے تار دے۔

میمیے نے تیس رپیے بھی احسان سمجھے اور جھنڈا اتار دیا بانیے کے گودام نیوں کے نیوں ءپڑے رئے۔ کچھ دن ءگجرے تھے کہ پورے علاقے میں ہیضے کی بیمار پھوٹ پڑی ار مانس پٹاک پٹاک مرن لاگ گے حکیماں نے بتایا کہ اس بیمار میں گنٹھیاں کی راکھ کھان سے بیماری ٹھیک ہو جے گی۔ بانیے نے فیر وارا کھ پڑی میں گھال گھال کی بیچی اور ہجاروں روپیا کمایا۔

یو جو امیر دولت مند طبقہ ہوے سے یو کدے بھی کسے غرییب نے اپنے برابر میں برداشت کونی کردا اگر جو کئی غریب ہمت کر کے امیر ہون کی کوشش بھی کرے تو یئیں امیر سارے ایکا کر کے غریب نے واپس اسے جگہ پے پہنچا دیں سیں۔

نوھرہ

”تفریحی صفحات“

کلکاریاں

☆ایک بالک سکول گھنی دیر سے پہنچا تو اس کی استانی بولی۔

”تنے بیرا کونی سکول 8 بجے لاگے سے“

بالک بھولا منہ بنا کے بولیا۔

”مس بجت کی پابندی گھنی جروری سے تھم میری باٹ نا دیکھیا کرو پڑھانا شروع کر لیا کرو“

☆ڈاکٹر مریض کی جانچ کرن واسطے اس کے گھر گیا تو دیکھے ہے بالکاں نے گھر میں خوب اودھم تار رکھیا ہے

ڈاکٹر نے یو کھڑدو دیکھیا تو بولا۔

بھائی تنے آرام کی گھنی جرورت سے میرا مشورہ سے تیں کال سے دفتر دوبارہ جان لاگ جا۔

☆سردار شیمپو بالاں پے لان کے بعد اپنے موڈھاں پے بی لا ریا تھا

لوگائی بولی: اس نے موڈاں پے کیوں لا ریا سے؟

سردار بولا: جاہل لوگا ہی Head & Shoulder سے۔

ہریانوی بستہ

ان الفاظ کے معنی اردو زبان میں بتائیں جواب ہمیں ڈاک کے ذریعہ یا واٹس ایپ پر ارسال کریں۔

0331-6031567

☆دھائیں دھوکڑا

☆کھڑدو

☆چھڑدم

☆چیر مجام

☆چمپا کلی

☆جھاکریا

☆بوڑہ

☆جھیرا

☆تِسایا

رسوئی

(عابدہ شریف)

کھنڈلی پکانے کی ترکیب

اجزاء

۱۔بیسن

۲۔نمک

۳۔سرخ مرچ

۴۔پیاز

۵۔ٹماٹر

۶۔لہسن

۷۔ادرک

۸۔آئل ۹۔زیرہ ۱۰۔خشک میتھی (خوشبو کے لئے)

ترکیب:

ایک برتن میں ۲ کپ بیسن لیکر زیرہ، نمک + مرچیں اور پانی سے پتلا کرلیں۔ اتنا کہ شربت سے گاڑھا ہو۔ پھر ہلکی آنچ پر کھ کر مسلسل چمچہ چلائیں۔ اتنا کہ گاڑھا ہو مگر بہت زیادہ نہیں جب تک ایک تار نہ بنے۔ پھر ایک کھلے برتن میں آئل لگا کر اسے فوراً پھیلا دیں اور ٹھنڈا کرنے کے لیے رکھ دیں۔ جب جم جائے تو (ٹکڑے) کاٹ لیں۔ پھر عام سالن والا مصالحہ بنا کر شوربا بنائیں پکتے ہوئے شوربے میں آرام آرام سے کتلے ڈال دیں اور ہتھیلی پر سوکھی میتھی رگڑ کا ڈال کر ڈھکن بند کریں۔

نوھرہ

ست رنگی نوھرہ

بجھارت

رڈ مرڈ کی لاکڑی　　اڑاڈے دیندی جاوے
راجنارانی سے پوچھا　　یو کون جاوے
(جھاڑو)

آلی کی ریمالی کی　　تیں انگیہ پہنے جالی کی
ساباس تیری جات نے　　آرام دیوے رات نیں
(چارپائی)

دو ماں بیٹی دو ماں بیٹی،　　باغ میں جاویں تیں نمبو توڑیں
بانڈے تو ایک ایک آوے　　(بیٹی، ماں، نانی)

ٹوم

ڈانڈی:

یو کان کا زیور سے ۔جس نے کان کے اوپر آلے حصے میں پیرا جاوے سے دونوں کاناں میں چھ چھ ڈانڈی پیری جاویں سیں۔ ہر ڈانڈی ایک تولہ سونے یا چاندی کی ہووے سے ۔ پاکستان بنن تاں پہلے اس کا رواج تھا اب کت ء کت ء دیہاتاں میں پیری جاوے سے۔

ڈانس

گھومر:

یو ایک راجھستانی رقص سے جو دادری، سرسا اور حصار میں خوب مقبول سے۔ یو ایک مذہبی رقص سے جس میں لگائی مندر جاندے ہوئے رقص کریں ہیں۔ یئیں لگائی اپنی جان صدقے واری کردے ہوئے خوب مگن ہو کے یو رقص کریں ہیں اس نے ایک دائرے سے کریں ہیں فیر دو قطاراں میں بدل جیں سیں اور اس نے آخر میں دائرے پے ءختم کریں سیں۔

لباس

دامٹن:

دامٹن کی تاریخ مغلاں کی تاریخ سے پرانی ہے دامٹن ایک ہریانوی لباس سے جس نے گھاگھرا اور لہنگا کہویں سیں جس نے بنان واسطے گھنا سارا کپڑا چاہیے ہووے سے اس راجھستانی لباس لگائی اپنے گھراں میں سلائی کریں ہیں۔ یو لباس ہریانہ میں آج بھی شوق سے پیرا جاوے سے اس کی سجاوٹ کا بھی بہت خیال راکھیا جاوے سے۔

رسم

چھٹی:

چھٹی لکھنا چھوری آلیاں کی رسم ہے۔ جس زمانے میں چھورے چھوری آلیاں کا رابطہ آپس میں ممکن کونی ہووے تھا تو گام کے کچھ بڑے بوڑھے کٹھے بیٹھ کے ایک تاریخ طے کر لیں تھے۔ فیر وا تاریخ لکھ کے نائی کے ہاتھ چھورے آلیاں کے پہنچا دی جاوے تھی۔

نوھرہ

نوھرہ..کارگردگی

عنوان: نوھرہ پاکستان-ہریانوی زبان،ادب،تہذیب وثقافت کی نمائندہ تنظیم

تحریر: محمد فہیم مغل

ہریانوی بیٹھک ہریانوی زبان کے لئے پاکستان میں پہلا واٹس ایپ گروپ بنایا گیا تھا۔اسی واٹس گروپ کے چندممبران نے ہریانوی بولی کی ترویج واشاعت کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم کی اشد ضرورت کومحسوس کرتے ہوئے سال 2017ء میں "نوھرہ " تنظیم کی بنیادرکھی۔تنظیم کا نام نوھرہ رانامحمد اسلم ایڈوکیٹ نے تجویز کیا تھا۔نوھرہ نیشنل آرگنائزیشن فار ہریانوی ریسٹی ٹیوشن آف آرٹس کا مخفف ہے ۔نوھرہ پاکستان میں ہریانوی زبان، ادب وثقافت کی نمائندہ تنظیم ہے ۔نوھرہ کا ہیڈ آفس تصورمحل ملتان میں واقع ہے۔ نوھرہ کے مرکزی عہدیداران یہ ہیں:چیئرمین رانا تصویراحمد،سینئر وائس چیئرمین رانا اسلم ایڈووکیٹ ، وائس چیئرمین راؤ فیصل خاں ، وائس چیئرمین راؤ عمرحیات ، وائس چیئرمین رانااورنگزیب ، وائس چیئرمین اوورسیز رانا عطاالرحمٰن خاں، چیف آرگنائزررانا جمشیدعلی خاں ،آرگنائزررانا اکبرعلی چوھان،جنرل سیکریٹری اختر مرزا،ڈپٹی جنرل سیکریٹری رانا اکبرعلی چوھان ،فنانس سیکریٹری رانااورنگزیب ، سیکریٹری اطلاعات و نشریات محمد فہیم مغل، جوائنٹ سیکریٹری وقار شاکر ،سوشل میڈیا انچارج راؤ فیصل خاں اور رانا عطاء الرحمٰن خاں ،آرگنائزرنوھرہ یواےای رانا مختاراحمد،آرگنائزر نوھرہ قطررانا انور۔پی ایچ ڈی اسکالر (اردو)، ہریانوی محقق (ہریانوی لوک کہانی اورکہاوت) نجمہ عثمان راؤممبرسپریم کونسل نوھرہ پاکستان اورمدیرنوھرہ میگزین ہیں۔نوھرہ پاکستان کےتحت نوھرہ ادبی بورڈ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔جس کے صدر ہریانوی اوراردو کےمشہورشاعررانا نوشادقاصر،اختر مرزا،احمد سجاد بابر، نجمہ عثمان، انورعلی رانا ، رانا تصویراحمد اور راؤ فرمان ٹھاکر ہیں۔نوھرہ کے زیراہتمام پہلا ہریانوی مشاعرہ 23 ستمبر 2017 کوملتان ٹی ہاؤس ملتان میں منعقدہوا۔جس میں اختر دولتانوی، رانا نوشادقاصر، راؤفرمان ٹھاکراوراحمد سجاد بابر سمیت کثیر ہریانوی شعراءکرام نے شرکت کی۔شعراءکرام نے اپنی شاعری سنا کرحاضرین سے دادوصول کی۔ ہریانوی مشاعرہ کو دیکھنے کے لئے ملک بھر سے حاضرین نے پروگرام میں شرکت کی ۔اس پروگرام کوعوام نے سوشل میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں دیکھا اور اس پروگرام کو کافی عوامی مقبولیت ملی. نوھرہ نے مارچ 2018ء میں چارزبانوں کےمشاعرے میں شرکت کی۔جس میں نوھرہ کی طرف سے ہریانوی شعراءرانا نوشادقاصر،اختر دولتانوی، راؤمشتاق ظفراورراؤفرمان ٹھاکر نے شرکت کی ۔ حاضرین، دوسری زبانوں کےشعراءکرام اور

نوھرہ

منتظمین نے ہریانوی شاعری کو بہت پسند کیا اور خوب داد دی اور حوصلہ افزائی کی ۔نوھرہ کے زیرِ اہتمام پہلی ہریانوی کانفرس آ گست 2018 میں تصویر محل ملتان میں منعقد ہوئی۔جس میں تحقیقی مکالمے پیش کیئے گئے ۔نوھرہ کے زیرِ اہتمام ہریانوی کلچرل شو 10 نومبر 2018 کو آرٹس کونسل ملتان میں منعقد ہوا ۔جس میں ہریانوی راگنی، گیت، قوالی، نوھرہ خاکہ اور ون مین شو پیش کیا گیا جنہیں حاضرین نے بہت پسند کیا ۔ ہریانوی کلچرل شو کو ملکی و غیر ملکی الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا نے بھرپور کوریج دی ۔اس کے علاوہ پروگرام کو دنیا بھر میں براہ راست سوشل میڈیا کے ذریعے ہریانوی سے پیار کرنے والوں نے دیکھا اور نوھرہ کی اس کاوش کو خوب سراہا ۔اس پروگرام کو دیکھنے کے لئے ملک بھر سے عوام نے شرکت کی اور خوب پذیرائی حاصل ہوئی ۔نوھرہ نے اپریل 2019 میں ہڈالی ضلع خوشاب میں ہریانوی مشاعرہ منعقد کرایا ۔جسے عوام کی کثیر تعداد نے دیکھا ۔اور شعراء کرام کو خوب داد دی ۔اس مشاعرہ کو بھی دنیا بھر میں بیٹھے ہریانوی لوگوں نے سوشل میڈیا کے ذریعے دیکھا اور نوھرہ کا ہریانوی بولی کی ترویج کے لئے کیئے گئے اقدامات کو سراہا۔ نوھرہ انشاء اللہ جلد دوسری ہریانوی کانفرنس کا انعقاد بھی کرے گی ۔اس کے علاوہ ہریانوی کی ایک کتاب بھی اشاعت کے مراحل میں ہے۔ نوھرہ تنظیم کے زیرِ اہتمام تعلیم و تحقیق پر بھی کام کیا جا رہا ہے ۔جس کے تحت کچھ تھیسس کروائے گئے ہیں، اب مزید یونیورسٹیوں سے بھی تھیسس کروانے کا ارادہ ہے ۔مزید یہ کہ ملک بھر سے ہم نے طلبہ و طالبات اور پڑھے لکھے طبقہ کو اکٹھا کیا ہے اور ان سے بھی تحقیق کا کام جاری کروایا ہے۔ نوھرہ کے تنظیمی معاملات نوھرہ سپریم کونسل میں دیکھے جاتے ہیں ۔نوھرہ تنظیم پاکستان کے چیئرمین رانا تصویر احمد اور جنرل سیکریٹری محمد اختر مرزا نے 27 جون 2020 کو قومی نشریاتی ادارے پی ٹی وی کے پروگرام بَرنچ ایٹ ہوم میں ہریانوی زبان، ادب، تہذیب وثقافت کی نمائندگی ماں بولی ہریانوی میں ہی بات کرتے ہوئے اپنے کلچر، ڈرامہ اور پرفارمنگ آرٹ، ہریانوی قاعدہ کا اجراء، رہن سہن، شادی بیاہ کی رسومات، کڑہی، کھنڈلی، بیسن کے گولے اور میٹھے میں گُلگُلے ، ہاتھ سے بنی ہوئی سویاں، شیرمال جیسے لذیذ پکوان سمیت مختصر وقت میں تمام امور کا آحاطہ بخوبی کیا۔یقیناً یہ پروگرام پاکستان میں ہریانوی کے فروغ کے لئے اہم سنگِ میل ثابت ہوگا۔ نوھرہ تنظیم کو ضلعی سطح تک متحرک کرنے کے لئے ضلعی واٹس ایپ گروپس بنائے گئے ہیں۔جن میں نوھرہ تنظیم خانیوال، قصور اور گوجرانوالہ کی ضلعی باڈی تشکیل پا چکی ہیں۔نوھرہ تنظیم خانیوال کے راؤ یاسر علی ہیں۔نوھرہ تنظیم قصور کے صدر رانا محمد اشرف اور جنرل سیکریٹری رانا محمد عمران ہیں۔نوھرہ تنظیم گوجرانوالہ کے صدر رانا شوکت علی چوہان اور جنرل سیکریٹری رانا سخاوت علی خاں ہیں۔ ہریانوی زبان، ادب و ثقافت کی نمائندہ تنظیم نوھرہ ہریانوی کی ترویج کے لئے اپنی کوشش جاری رکھے ہوئے ہے اور نوھرہ کو قوی امید ہے کہ ہریانوی زبان کو ایک دن اپنا حقیقی مقام ضرور ملے گا۔انشاءاللہ

مھارے گام.................................ایک سلسلہ

تحریر: رانا اکبر علی چوہان

یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْاط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللہ عَلیم خَبِیر

”اے لوگو! ہم نے تھارے سے بنایا ایک لوگ (آدم اور حوا) اور ایک لوگائی سے، اور فیر قبیل میں بانٹ دیا، تھاری پچھان ہو سکے۔ جو تھارے میں سے جیادہ پرہیج گار ہووے گا واء تو اللہ کے دھورے عجت آلا ہے۔“

دوستو! انسان اپنی پچھان بنان کھاتر کوسس کردا آیا، آر یوہی اسکی آن آلی نسلاں کی بچھان بنی۔ ار یوہی اسلام میں قرآن مجید میں کہیا گیا کہ تھارے قبیلے بنائے گئے کہ تھاری پچھان ہو اپنی نسل، کنبے کی بچھان اپنے بڈیاں کے کارنامے انکی اقدار، روایات تے یاد رکھنا ان سے جندہ راکھنا ہی کسے بھی قوم و نسل کے واستے جروری ہووے سے۔ ہمار بڈے بجرگ ھریانہ سے ہجرت کر کے اراں نیں آئے تو اپنا سب کچھ مال، ڈنگر ڈھور جمین، فصلاں، گھر بار چھوڈ کے آئے، پر اپنی ثقافت، تہذیب اپنی روایات آر ماں بولی گیل لیائے، اور مردے دم توڑی ان سے جڑے رہیے۔ پاکستان آ کے مختلف علاقیاں میں بکھر گئے آر ایک ہی گام کنبے کے لوگاں کی اگلی نسلاں نہ بیرا بھی کونی کہ کون مہارا کت بس ریا۔ یہی دیکھدے ہویاں سوشل میڈیا پہ ایک سلسلہ شروع کریا تھا، میرے باپ دادا کے گام،، جس کی وجہ تھی جب ہام اپنے نوھرہ پاکستان کے واٹس ایپ گروپاں میں نوجواناں سے پوچھیاں کراں تھے بھائی پچھلا گام کونسا سے، کس ضلع کے ہو تھاری گوت کے ہے تو کئیاں نیں کونی پتہ ہووے تھا۔ نئ نسل آر بجرگاں ناں بڈا پسند کریا۔ ایب یوہی سلسلہ، نوھرہ میگزین، میں شروع کر ریا ہوں، آج کا مضمون ھریانہ کی مختصر پچھان، اسکا رہن سہن آر اسکی سمتاں، اس میں بسنے آلی قومیں برادریاں کا احوال، اس کے بعد اگلے شمارے سے ان شاء اللہ گاموں کی پچھان کا سلسلہ شروع ہو جے گا۔ ہر علاقہ کا اپنا رہنا سہنا رسم رواج ہوویں، اپنی بولی ہووے، آر بولی علاقے کی ہو نہ کہ کسی قوم، ذات برادری کی، مہارے بجرگ ھریانے سے آئے تھے انکی اپنی تہذیب و ثقافت تھی اپنے رسومات تھی، اپنا رہنا سہنا تھا۔ ییں بجرگ اپنی ریت ار رواج گیل لیائے اور اس پہ جڑے رہیئے۔ ھریانہ بٹوارہ آر آزادی سے پیلے انتجامی تور پہ پنجاب میں شامل تھا۔ لیکن شروع تے ھریانہ ایک الگ بیلٹ رہی، جسکا نیارا ہی تشخص ریا، نیاری پچھان رہی۔ یو چاہے سرکاری انتجام میں پنجاب کا حصہ ریا ہو لیکن اسکا رہن سہن، تہذیب و تمدن الگ سے ہی ریا۔ اور

ہریانہ نیں اپنی پچھان الگ ہی راکھی۔اسکی چار سمتیں تھیں جنہا نیں کھادر، نردک، بانگر، باگڑ کے نام سے پکاریا جاوے تھا یا چار مشہور

علاقے میں بٹیا ہویا تھا۔کھادر میں گادڑ بولیں تھے آر خربوجے کھاندے ہانڈے تھے بانگر میں ڈانگر بہتیرے تھے باگڑ میرا ٹھکانہ تھا نردک میں بھی پھیرا تھا مامے کے کاندھے چڑھ کے جلوانے آنا جانا تھا کھادر یو دریا ندیاں کے قریبی علاقے تھے جہاں روگھنے آویں تھے یا جس نیں ہم سیلابی یا اردو میں نشیبی علاقے کیہواں ہیں۔اس میں جیادہ تر انبالہ کا علاقہ جس میں ندیاں گھنی تھیں آر کرنال کے جمنا کے گیل گیل کے علاقے تھانسیر تحصیل میں مارکنڈا ندی تھی اسکے علاقے ۔نردک یو علاقہ جمینی پٹی کا تھا یو جیادہ تر کرنال تے جیند تک اور کیتھل کے علاقے اس میں تھے۔بانگر یہ اچھا ہرا بھرا علاقہ تھا آر روہتک سونی پت، جھجر کے جیادہ علاقے اس میں تھے۔اور ھریانوی بولی کا مرکزی لہجہ بھی یو ہی روہتکی لہجہ سے۔باگڑ، یو وہ خشک صحرائی علاقہ تھا حصار آر سرسہ کے علاقے اس میں آویں۔راجپوت اس ھریانہ کے علاقے میں بہت پرانے ہیں، سب سے پرانے ارا پونڈری راجپوت تھے، جو کرنال انبالہ میں تھے، پھیر 600ء کے بخت جیند کے علاقہ میں راجہ ساڑھ مڈاڈھ نیں پیر جمائے، مڈاڈھوں کے 360 کھیڑے کرنال آر جیند میں تھے، کچھ تھوڑے گام ہم نیں پٹیالہ میں بھی ملیں سے۔اسی تریوں، تنور راجہ انگ پال والئی دلی نے دھیر راجستھان کے راجواڑے خاندان میں راو کلیان سنگھ پنوار آر راو بھوان سنگھ پنوار گیلوں اپنی دو چھوریاں بیاہ دیں آر جہیز میں کلیان سنگھ تے ستر آر بھوان سنگھ تے بہتر گام جہیز میں دیئے، جو جیند سے لے کے روہتک سونی پت ،اور کچھ حصار کے علاقوں تک تھے۔800ء میں رانا ھرراسنگھ چوہان ارے آئے اور پونڈری راجپوتوں گیل لڑائی ہوئی اور ویں اسنے جمنا پار کھدیڑ دیئے اور انبالہ سے کرنال کے کافی علاقوں تک میں چھا گئے ،اسی تریوں حصار میں جاٹو تنور کافی گاموں کے مالک تھے، گڑگاواں

میں بھی کافی چوہانوں کے گام ہیں اور انبالہ کی جگادری تحصیل ، نارائن گڑھ میں سارے ہی چوہان انبالہ تحصیل میں تاونی راجپوت آر چوہان تھے ، آر کھرڑ ار روپڑ تحصیل میں رگھونشی آر راٹھور آباد تھے

، پٹیالہ میں کافی تاونی ، کچھ مُڈاڈھ آر منج راجپوت بھی تھے ۔ اسکے علاوہ مسلم جاٹاں کے بھی کئی گام تھے ، ملک تیلیاں کی کئی کھیڑیاں تھیں ۔ اور بڈے شہراں میں جیسے کیتھل میں کافی شیخ برادری تھی ، کاروباری تھے سب ، چھوٹے گاماں میں تو بنیئے ہندو بیوپاری تھے لیکن شہراں میں مسلم آبادی میں سے شیخ بھی بیوپار کریں تھے ۔ اسی طرح مرزا مغل بہت سے گاماں میں اچھی تعداد میں تھے ، ابھی بھی کرنال کیتھل ھائی وے پے اڈا باسطلی پہ کافی مغل گھر ہیں آر ات مسجد بھی مغلوں نے بنا راکھی ہے ، آر لوے دھورے کے گاموں میں جوا کا دکا مسلم ہیں ویں اوٹھی نماج پڑھن آویں سے ۔ قریشی ، نائی ، ڈوم ، فقیر ، چھمبی ، پرجاپتی کمہار ، ارائیں ، جولاہے انصاری اور کئی مسلم قومیں اور بھی آباد تھیں ۔ ہندو جاٹوں کے کئی اپنے بڈے چھوٹے گام تھے ہندو راجپوت کئی گاموں میں تھے کئی گاماں میں ایک ہی بابے دادے کی اولاد تھی آدھے مسلمان آدھے ہندو ، ہندو برہمن ، بنئے ، آہیر ، آر چوڑھے ، چمار تو ہر گام ، کھیڑے میں گھنی تعداد میں تھے ۔ سیدوں کا بڑا گام تھا انبالہ میں سیدوڑا گام میں ان کی بڈی چالے تھی میں یہ تھوڑا بوہتا تعاروف کروایا ، باقی گاموں کے سلسلہ میں کوسس ہووا ہر قوم کے بارے لکھا جاوے ، پھیر بھی گھنا تو جو گام کے مالک تھے جنکی نمبرداریاں آر جمیندارے تھے یا چالدے پھردے نام آلیاں بارے ہی لکھیا جاوا لیکن اس میں یو مقصد کونی کہ کسی ایک قوم یا بس راجپوتاں کے گام ہی لکھ رے ، انشاءاللہ ساریاں کا ہی ذکر ہووے گا ۔ یو سلسلہ اگلے پرچے سے شروع ہو جے گا ، کوسس کراں گے سہ ماہی پرچہ ہے مارا تو اس واستے ایک تے جیادہ دو یا تین کی پچھان کروا دی جاوے ۔ شکریہ ۔

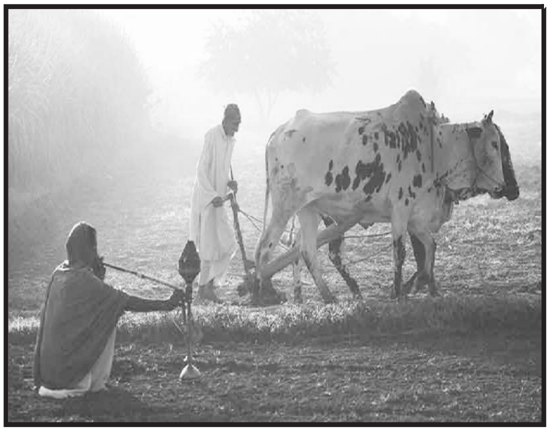

نوھرہ تنظیم .... تعارف

رانا تصویر احمد

راجپوت قبیلے سے تعلق راکھیں ہیں۔ پچھلا گام نگ تھلہ، ضلع حصار ار ایب رہائش ملتان شہر میں ہے۔ نوھرہ تنظیم کے چیئرمین کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں پوری کر رے ہیں۔ تعلیمی قابلیت ایم اے اردو اور ایم اے ماس کمیونیکیشن ہے۔ سماجی سرگرمیاں میں بی حصہ لیویں ہیں۔ بہت سی تحریک چلا رہے ہیں۔ پاک ہریانوی کے پہلے سہ ماہی میگزین ''نوھرہ'' کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ نوھرہ کی ترقی واسطے دن رات کوشاں ہیں اس کے علاوہ نثر نگاری اور افسانہ نگاری میں بھی طبع آزمائی کردے رہویں ہیں۔

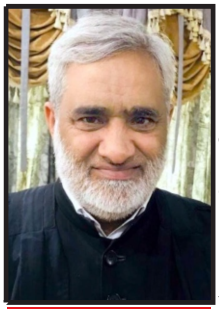

رانا اسلم (ایڈووکیٹ)

راجپوت تاؤنی قبیلہ سے تعلق ہے پچھلا گام پوالہ ریاست پٹیالہ ہے پہلے کوٹ ادو شہر میں میں آباد تھے لیکن ایب ملتان میں رہائش ہے۔ لاء کے پیشے سے منسلک ہیں۔ تعلیمی قابلیت ایل۔ ایل۔ بی ہے۔ نوھرہ تنظیم کے سینئر وائس چیئرمین اور سرگرم رکن ہیں۔ دن رات نوھرہ تنظیم اور ماں بولی کے پرچار واسطے سرگرم عمل ہیں۔

اختر مرزا

مغل خاندان سے تعلق راکھیں ہیں۔ بزرگ ضلع جیند سے ہجرت کر کے شجاع آباد میں آباد ہوئے۔ اس کے بعد ہجرت کر کے خان پور ضلع رحیم یار خان میں آباد ہو گئے۔ پہلے محکمہ تعلیم میں ملازمت کری جلدی ریٹائرمنٹ لے کر ڈیویلپمنٹ سیکٹر میں بطور ٹیچر ٹرینز اور پراجیکٹ منیجر ملازمت شروع کر دی تعلیمی قابلیت ایم اے انگلش، ایم اے ایجوکیشن ہے۔ اردو، انگریزی، پنجابی، سرائیکی، ہندی، میواتی، سندھی میں عبور ہے۔ ادب میں ترجمہ کی صنف میں بہت کام کرا ہے۔ نوھرہ تنظیم میں جنرل سیکرٹری کے فرائض ادا کر رہے ہیں پاک ہریانوی کے میگزین ''نوھرہ'' میں بطور مدیر ذمہ داریاں پوری کردے ہوئے دن رات محنت کر رے ہیں۔

رانا نوشاد قاصر

پاکستان میں ہریانوی زبان و ادب کی خدمت کرن آلیا کی پہلی نسل میں کنور نثار علی خاں اور نوشاد قاصر ہم نے اگلی صفاں میں ملیں ہیں۔ راجپوت قبیلہ سے تعلق ہے ہریانہ کے ضلع روہتک شہر سے تعلق ہے۔ بریاہ محلّہ ارگوت بھی ہے۔ اصل میں تخلیق کار سیں نثر ار شاعری میں آغاز جوانی سے طبع آزمائی کردے رہے تھوڑے اے ٹیم بعد ایک شاعر کی صورت میں اپنی جگہ بنالی۔ اردو، سرائیکی، ہریانوی میں شاعری کرے ہیں اور اپنی طرز کے واحد شاعر ہیں غزل (رچنا) گیت، راگنی، نظم میں ان کا قلم جھنڈے گاڑ چکا ہے۔ ان کے بہت سے گیت لوگاں کی زبان پہ چڑھے ہوئے ہیں۔ بے شمار مشاعریاں میں اپنے کلام میں لٹھ گاڑ چکے ہیں۔ طویل عرصہ سے ہریانوی زبان میں خود بھی شاعری کرن لاگ رے سیں ار پچاس ساٹھ شاگرداں کی ٹیم بھی تیار کر راکھی ہے۔ جو ہر پندرہ دن کے ڈیجیٹل مشاعرہ کی نئی روایت نے گیلے لے کر چال رے ہیں ''طلسم خواب'' مجموعہ منظر عام پر آ چکا ہے۔ ''ہریانوی شعرا کا انتخاب'' بالکل تیار ہے۔ بہت اے جلد واہ بھی مارکیٹ میں آجے گا۔ نوھرہ تنظیم کے ادبی بورڈ کے سربراہ ہیں۔ پاکستان میں ہریانوی زبان، تہذیب اور ثقافت کے واسطے دن رات محنت کریں سیں۔ ار اپنا رنگ جماویں ہیں۔ دورویش صفت نوشاد قاصر پاکستان میں ہریانوی زبان بولن آلے کروڑاں لوگاں کا سرمایہ ار اثاثہ ہیں۔

نوھرہ

رانا عطاء الرحمٰن

راجپوت قبیلے سے تعلق ہے۔ بزرگ پانی پت سے ہجرت کر کے جھنگ آ بسے تھے۔ 1965ء میں والد معاشی حقائق کے لیے لندن چلے گئے۔ موجود شہر یارک شائر میں قیام پذیر ہیں۔ نوھرہ کے آغاز سے ہی تنظیم سے وابستہ ہیں۔ یورپ میں ہریانوی برادری کی دیکھ ریکھ میں مصروف ہیں۔ سوشل میڈیا کا تمام محاذ عطاء الرحمان پانی پتیا کے نام سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ٹیم کی نگرانی کر رہے ہیں۔ نوھرہ ٹیم کے لیے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ اپنے کولیگز اور جاننے والے انگریز لوگوں کو بھی ہریانوی سکھا دیتے ہیں۔ نوھرہ تنظیم کے مرکزی وائس چیئرمین ہیں اور یورپ میں آرگنائزر کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

راؤ عمر حیات

راجپوت قبیلہ سے تعلق ہے۔ پچھلا گام سینپل ضلع روھتک گوت پنوار ہے پاکستان بنن کے بعد ہجرت کری اور ڈونگہ بونگہ کے دھورے زمین الاٹ ہوئی۔ 1987ء میں بطور فزیکل ٹیچر ملازمت کا آغاز کریا۔ فیر بطور AEO، سنئیر ہیڈ ماسٹر اور ایب ڈیپوٹیشن پے بطور ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن بہاول پور بورڈ میں کام کر رے ہیں۔ تعلیمی قابلیت ایم اے فزیکل ایجوکیشن (گولڈ میڈلسٹ) ہے ہیلتھ اینڈ فزیکل پے انکی کتاباں بہت مقبول ہیں۔ نوھرہ میں بطور وائس چیئرمین ذمہ داریاں نبھا ہے ہیں اور بنیادی ارکان میں شامل ہیں۔

راؤ فیصل خان

راؤ فیصل خان کا تعلق راجپوت قبیلے سے ہے آپ کے اجداد گام جمال پور تحصیل ہانسی ضلع حصار سے ہجرت کر کے تحصیل جہانیاں کے نواحی گاؤں 123/10.R میں آ کر آباد ہو گئے۔ اور آج کل ابوظہبی میں مقیم ہیں نوھرہ کے بانی اراکین میں شامل ہیں۔ نوھرہ تنظیم کے آغاز سے پہلے جب تمام ایکٹیویٹی سوشل میڈیا پر تھی تو فیصل خان ہراول دستہ کے طور پر شامل رہے ہیں۔ ہریانوی زبان کے لیے ان کی خدمات نہایت شاندار ہیں۔

رانا اورنگزیب

رانا اورنگزیب تعلیم کے شعبے سے تعلق راکھے سیں۔ ان کا پچھلا گام ضلع انبالہ ہے۔ اور آج کل گوجرانوالہ میں رہائش ہے قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ نوھرہ تنظیم میں بحیثیت فنانس سیکرٹری ہیں ہریانوی شخصیات کے انٹرویو کا سلسلہ بھی شروع کریا ہے۔ انکی خدمات نوھرہ واسطے انتہائی قابل ذکر ہیں۔

رانا جمشید علی

رانا جمشید علی خاں راجپوت قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور تنور گوت ہے ان کے اجداد ہندوستان کے ضلع کرنال گاؤں کلسانہ میں آباد تھے بوجوہ وہ کرنال کے ہی گاؤں رتگ میں آباد ہوئے۔ ہجرت کے بعد پاکستان میں شیخوپورہ میں آباد ہو گئے۔ آپ کی تعلیمی قابلیت ایم اے اردو ہے۔ بزرگوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نواب لیاقت علی خاں کی ٹیم میں شامل رہے۔ جمشید علی خاں نوھرہ تنظیم کے چیف آرگنائزر ہیں۔ اور ملک بھر میں ہریانوی زبان و ادب کی ترویج کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔

نوھرہ

احمد سجاد بابر

احمد سجاد بابر کے باپ دادا کا گام بوانی کھیڑہ تحصیل ہانسی ار ضلع حصار تھا۔ 1947 کے بٹوارہ کے بعدان کے وڈیرے لودھراں کے گیل میں ڈانوراں آ کے بیٹھے کنور نثار احمد مرحوم کے بڈم بڈے بیٹے ہون کے ناطے ان کا چھوڈیا سارا بھار آپ نے ٹھایا ار ایب ان کی اپنی پچھان سے ہریانوی بولن آلے سارے لوگ جانیں سیں کہ کنور نثار احمد کا اپنی زبان، ریت، رواج کے زندہ راکھن میں کے کردار رہیا سے، یوہ بتان کی ضرورت ءِ کونی، بس اتنا کہنا بھت ہوگا کہ کنور نثار نے ہریانوی کا دیوا بالن کی ماری اس میں تیل کی جگہ اپنا لہو بالیا۔ان کی پانچ کتاباں نہ بھی ہوندی، پھیر بھی ویں زبان کی جنگ کے پہلے سپاہی ہون کی وجہ سے سدا یاد را کھے جاندے ۔احمد سجاد بابر نیو تو سائینس کے میدان کے روشن تارے سیں، کیمیکل انجینئرنگ ار پاور انجینئرنگ میں MS ہون کے باوجود ان کا سبھے کچھ ادب سے شاعری ہو یا کتھا کہانی، تحقیق کے پھیر ہوں ہو یا تنقید کا بھاری پاتھر، احمد سجاد بابر کِتے بھی پاچھے کونی پاوے اردو میں ان کا حمد یہ شعری مجموعہ " ردائے شب پر ستارہ جھلمل " سامنے آ لیا۔ گیلے ءِ گیل مقابلیاں واسطے تقریراں کی دو کتاباں "شعلہ و شبنم " ار "شعلہ سا لپک جائے ہے " "علم و عرفان پبلیشرز لاہور سے چھپ چکی سیں۔ کے بیرا کتنے انعام انھ نے چاروں پاسے سے سِیت لیے آپ ہریانوی کے محقق ار کمال شاعر سیں، وا گاڈی جو کنور نثار چھوڑ کے گئے تھے، احمد سجاد بابر نے سونی ڈھال سانبھ لی سے آپ کا لکھیا ار بولیا ہم سر ٹھا کے کِتے بھی دھر سکاں ساں۔

فہیم مغل

فہیم مغل کا تعلق صوبہ سندھ کے شہر محراب پور تے ہے۔ پچھلا گام کھاڑ ضلع جیند ہے۔ فہیم مغل الیکٹرونکس کا کاروبار کریں سیں۔ نوھرہ میں ایک ہر دل عزیز شخصیت کے طور پہ اپنی پچھان راکھے ہے۔اور نوھرہ میں ایک انتہائی محفوظ ار اہم عہدے یعنی سیکرٹری اطلاعات ونشریات پہ فائز ہے۔فہیم کا نوھرہ کے شامل ہون تے پہلاں" ریل۔ٹی وی کے نام تے چینل بھی ہے۔اس تے علاوہ نوھرہ کے یوٹیوب چینل کی نگرانی بھی کرتے ہیں۔

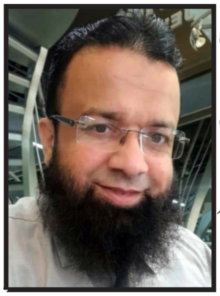

اکبر علی چوہان

رانا اکبر علی چوہان کا تعلق ھڈالی ضلع خوشاب تے ہے اور پچھلا گام پیونت ضلع کرنال ہے۔انکی گوت چوہان ہے۔رانا اکبر علی نوھرہ کے جماں ءِمخلص ار گھنئے تیز کارکن ہیں۔فیس بک پر ہریانوی آواز پیج پہ لائیو آندے رہویں ہیں۔اس کے علاوہ ہمارے گام کے نام تے بھی ایک سلسلہ چلا رہے ہیں۔نوھرہ کے کام نے آگے بدھان کی خاطر گھنی ءِکوشش کریں سے۔ھڈالی میں ایک بڑا پروگرام بھی کروا چکے ہیں ار اپنے علاقے میں ویلفیئر کے کام کرن میں بھی آگے رہویں ہیں۔نوھرہ میں آرگنائزر ار ڈپٹی جنرل سیکرٹری کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

نوھرہ

وقار شاکر

راجپوت قبیلہ سے تعلق ہے۔ پچھلا گام سینپل ضلع روہتک ہے ہجرت کے بعد اجداد کوہی والا ضلع خانیوال میں آ کے آباد ہوئے پیشے کے لحاظ ''ماہر تعمیرات'' ہیں اس کے علاوہ ہریانوی شاعری میں رانا نوشاد قاصر صاحب سے اصلاح لیویں ہیں۔ ہریانوی شاعری کی دنیا کا چمکدا ہویا ستارہ ہیں۔نوھرہ تنظیم میں بطور ڈپٹی جنرل سیکرٹری اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ہریانوی زبان اور نوھرہ تنظیم کی خدمت میں دن رات کوشاں ہیں۔

رانا انور علی

رانا انور علی باس گاؤں تے تعلق راکھے سیں۔ پچھلے بیس سال تے انجینئرنگ کے شعبے میں کام کریں سیں ار آجکل قطر میں مقیم ہیں۔آواز کی دنیا تے تعلق سے ار یوٹیوب پہ ایک چینل بھی چلا ویں سیں۔ اس کے علاوہ ہریانوی میں شاعری بھی کریں ہیں۔قطر میں ایک سوشل ورکر کی حیثیت تے بھی کام کریں ہیں۔نوھرہ میں بحیثیت آرگنائزر قطر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

رانا مختار احمد

رانا مختار احمد کا تعلق راجپوت قبیلے سے ہے آپ کے اجداد گام جونڈلہ ضلع کرنال سے ہجرت کر کے تحصیل پیلاں ضلع میانوالی میں آ کر یاد ہوگئے اور آج کل دبئی میں مقیم ہیں۔یو۔اے۔ای میں نوھرہ تنظیم کے آرگنائزر کے طور پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور ہریانوی زبان کی ترویج واشاعت کے سلسلے میں رات دن کوشاں ہیں۔

نجمہ عثمان

راجپوت قبیلہ سے تعلق ہے۔ پچھلا گام تلونڈی ہے جو ضلع حصار میں واقع تھا ہجرت کے بعد ربنالہ خورد میں آباد ہوئے بعد میں ہجرت کر کے میاں چنوں میں آباد ہو گئے۔ تعلیمی قابلیت ایم اے اردو، ایم فل اور پی ایچ ڈی (جاری) ہے۔ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور خواتین یونیورسٹی ملتان میں جزوقتی درس و تدریس کے فرائض بھی پورے کرری ہیں۔ نثر نگاری میں تنقید افسانہ اور ترجمہ میں طبع آزمائی کردی رہویں ہیں۔ وجہ شہرت ہریانوی لوک کہانی کے حوالے سے ہے۔ پاک ہریانوی میگزین ''نوھرہ'' میں بطور ''مدیر'' ذمہ داریاں پوری کرری ہیں۔نوھرہ تنظیم کے واسطے دن رات محنت میں کوشاں ہیں۔

نوہرہ

وائس آف نوہرہ

انٹرویو بسلسلہ یوم آزادی وقیام پاکستان مہمان: راوفرمان علی ٹھاکر میزبان:

رانااورنگزیب

آج کے مہارے مہمان راوفرمان علی ٹھاکر ہیں۔ پاکستان کے مایہ ناز ہریانوی شاعر، گلوکار، لکھاری اور سکالر ہیں۔ آج ہم ان کے گیل یوم آزادی، قیام پاکستان اور اپنی ہریانوی ماں بولی پر بات چیت کریں گے۔

میزبان: السلام علیکم! کے گیان سے؟

مہمان: وعلیکم اسلام، جی میں ٹھیک سوں۔

میزبان: تھارا پچھلا گام اور ضلع کون سا تھا اور پاکستان میں آ کر کہاں آباد ہوئے۔

مہمان: مہارے بڑے بزرگ پہلاں تو سوانی گام میں رہیا کراں تے پھیر میرے خاندان کے ایک بزرگ راوت خاں اور ان کا بیٹا بابا نیاز علی نجو اکبر بادشاہ کے دور میں سوانی گام چھوڑ کے رواسہ نگانہ چلے گئے۔ یو گام پہلاں تو ضلع حصار میں تھا اب اس کا ضلع بھوانی ہے۔ ہجرت کے وقت میرے بزرگ رواسہ نگانہ تے پاکستان میں نور سر قصبہ ضلع بہاولنگر آئے۔

میزبان: ہجرت کے وقت مہارے مسلمان بھائیاں تے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیا، یو مشکلات کیونکر پیش آئیں؟ دراصل انگریجاں پہ تے آجادی حاصل کرن واسطے شروع میں ہندوؤں اور مسلماناں نے مل کے تحریک چلائی، پھیر بعد میں اُن کے رستے علیحدہ ہوگئے۔ اس وقت کچھ شر پسند یو نہیں چاہواں تے کہ ہندوستان آجاد ہونے کے بعد اس میں مسلماناں کا بھی حصہ ہو۔ قائداعظم دارہ سنگھ تے قائل کرنے کی کوشش کری کہ سکھاں کی پنجاب میں اکثریت ہے ار تھم اپنے واسطے الگ ملک کا مطالبہ کرو۔ لیکن دارہ سنگھ نہ مانا اور نہرو کی باتاں میں آ گیا۔ بالا آخر انڈیا اور پاکستان کی تقسیم ہوگئی دو علیحدہ علیحدہ ملک بن گئے۔ اس کے بعد پنجاب کے سکھاں نیں دارہ سنگھ تے کہیا کہ قائداعظم نو پاکستان مل گیا اور نہرو نو مل گیا ہندوستان تو تھم نو کیا ملا؟ تو دارہ سنگھ نے کہیا منو تو کچھ بھی نہیں ملا! سکھ سراپائے احتجاج ہوئے تو انگریج سرکار نے سازش کردے ہوئے

نوهره

سکھوں تے کہیا کہ تھم دونوں طرف چھری چلا دیو۔اور اس طریوں انگریج سرکار نے نفرتاں کے بیج بوئے جس کی وجہ تے ہجرت کے وقت قتل وغارت ہوئی۔

میز بان: پاکستان ایک فلاحی اور نظریاتی مملکت کی بنیاد پر بنایا گیا۔کیا یو نظریہ آج بھی زندہ ہے؟

مہمان: جی ہاں یو نظریہ آج بھی زندہ ہے۔نظریئے کے اندر بالکل بھی تبدیلی نہیں آئی۔آج ہم اپنی مذہبی رسومات بڑی آزادی کے گیل مناواں۔عیدین،شبرات،محرم الحرام،اور دوسرے سارے مذہبی تہوار مکمل ازادی گیل منائے جاواں۔

میز بان: کیا نظریاتی اختلاف آج بھی وہیں کھڑا ہے؟مہمان: انڈیا اور پاکستان کا نظریاتی اختلاف آج بھی وہیں کھڑا ہے اس میںھ تبدیلی نہیں آ سکدی۔لیکن اس کے باوجود دوناں ملکاں میںھ دوستی ہو سکے ہے،ٹورازم ہو سکے اور کاروبار ہو سکے ہے۔لیکن نظریات کی بنیاد الگ الگ ہے۔

میز بان: انڈیا پاکستان کے تعلقات بہتر نہ ہونے کی بنیادی وجہ کیا ہے ؟مہمان: اس کی بنیادی وجہ یو ہے کہ دونوں طرف تے مہارے سیاستدان الیکش کے دناں میںھ ووٹ حاصل کرن واسطہ پولیٹکل مائیلیج گیم کھیلاں۔خاص طور پر انڈیا کنی تے اس کا زیادہ مظاہرہ کریا جاوا ہے۔جد بھی الیکشن قریب آواں تو نفرت انگیز تقریراں شروع ہو جاں۔میز بان: دونوں طرفین تے عوام کی سوچ اور ایوان اقتدار میںھ بیٹھے انڈیا اور پاکستان کے سیاستداناں کی سوچ میںھ کیا فرق ہے؟مہمان: عوام دونوں طرف تے ایک دوسرے تے پیار کراں اور آپس میںھ ملنا بھی چاہوا۔البتہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوویں جو نہیں چاہندے کہ دوناں ملکاں کے آپس میںھ تعلقات بہتر ہوویں۔یو وا لوگ ہیں جو اپنی پولیٹکل پاور کی وجہ تے اکثریت پر غالب آ جاواں ہیں۔دوبئی میںھ ہو نے آلے مشاعریاں میںھ دونوں طرف تے عوام شرکت کراں۔

میز بان:تھم نے اپنی شاعری،گلوکاری،اور مفکرانہ سوچ اپنی ہریانوی ماں بولی ،ادب،اور ثقافت واسطے وقف کر دی۔اپنی ماں بولی واسطہ اتنا جنون! کیوں؟

مہمان: میرا نظریہ ہے کہ یو جزبہ ہر ایک ہریانوی میںھ ہونا چاہیے۔میںھ by birth آرٹسٹ ہوں۔جد میںھ چھوٹا سا تھا تو اس طراں کی محفلاں میںھ بیٹھیا کرو تھا۔گام کے لوگ تو اپنی ماں بولی آج بھی بول رے ہیں۔میرا ٹارگٹ اصل میںھ پڑھے لکھے لوگ ہیں جو اپنی ماں بولی بھول دے جا رہے ہیں۔

میز بان: ہریانوی ماں بولی پر تھارے ایب تک کتنے البم تیار ہو چکے ہیں اور کتنے پراجیکٹ پائپ لائن میںھ ادھورے پڑے ہیں؟ منے تین البم تیار کرے ہیں۔گلوکارہ شبنم مجید کے ساتھ میرے دو پراجیکٹ پائپ لائن

میں ادھورے پڑے ہیں۔

میزبان: کیا تھم نے ہریانوی کے علاوہ بھی کسی دوسری زبان مینھ شاعری اور گلوکاری کری ہے؟

مہمان: منے سرائیکی، اردو اور پنجابی مینھ بھی گیت گائے۔ شبنم مجید کے گیل اردو میں ایک گیت تیار کریا۔ وا جلدی مارکیٹ مینھ آ جا گا۔ میرا ایک پراجیکٹ نصیبو لال کے گیل بھی پائپ لاپ لائن مینھ ادھورا پڑا ہے۔

میزبان: تھم نے اب تک جو گیت گائے کیا وا تھاری اپنی شاعری ہے یا کچھ گیت دوسرے شاعروں کے بھی گائے؟

مہمان: محفلوں مینھ تو منے سارے شاعروں کے گیت گائے۔ لیکن پروفیشنل میں منے اپنی شاعری کری ہے۔ استاد نوشاد قاصر اور خاور بھائی سے مشاورت کر کے اپنے گیت فائنل کرتا ہوں۔

میزبان: تھم اپنے ہریانوی بھائیاں واسطے کیا پیغام دینا چاہو گے؟

مہمان: مینھ اپنے ہریانوی بھائیاں تے علاوہ سارے پاکستانیوں تے یو پیغام دینا چاہو گا کہ اپنے پاکستانی ہونے پر فخر محسوس کرو کیونکہ یو ایک آزاد اسلامی ملک ہے۔ اور ہریانوی بھائیاں تے میں تے مینھ یو کہوں گا مہاری میٹھی میٹھی بولی اس نیں ہونٹاں پہ سجاؤ اس کے پیار کی پنیری دل کی دھرتی مینھ لاؤ۔

ہریانوی کہاوت

بڑھیا تیئں کوڈی کوڈی کے ٹوہ وے

تیئں کیاں کا کا ڈھری کھوج

ارے بچہ کسے پے سے میرے آئی

میرے سے تیرے گئی

اور تیرے رئی گرناں

ایک دن سائیں کا اسا حکم ہووے گا

یو تیرے سے بھی جا

مفہوم:

نوجوان بڑھیا کی جھکی کمر کو دیکھ کر پوچھتا ہے اماں جھک کر کیا تلاش کر رہی ہو بڑھیا کہتی ہے ایک وقت تھا جب یہ جوانی کس اور کے پاس سے میرے پاس آ گئی تھی اور پھر مجھ سے یہ تمہارے پاس چلی گئی آج تم نوجوانی کے نشے میں گم میری جھکی کمر کے بارے میں نہیں سمجھ سکتے جس دن یہ تمہارے پاس سے بھی کسی اور کے پاس چلی جائے گی تب تمہیں پتہ چلے گا میں جھک کر کیا تلاش کر رہی تھی۔

نوھرہ

ینگ راجپوت گروپ ھڈالی نے جشن آزادی 14 اگست 2021 پہ بزم ممتاز کے تحت ایک پروقار تقریب سجائی

ینگ راجپوت گروپ ھڈالی نے جشن آزادی 14 اگست 2021ء پہ بزم ممتاز کے تحت ایک پروقار تقریب سجائی گئی۔جس میں خاص بات یوتھی کہ ان بجرگوں کو جنھوں نے پاکستان بن دے دیکھیا جو ہجرت کے گواہ تھے انکوخراج عقیدت پیش کی گیا اور 25 بجرگاں سے اعزازی شیلڈ دی گئیں۔ھریانوی شاعر،گلوکار فرمان راو،فانی ٹھاکر نے ملی نغمے اورھریانی کلام پیش کیا، 600 سے زائد ھریانوی برادری کے افراد نے شرکت کی۔اور بجرگوں کے چہریاں پہ پرانی یادیں تھیں آر گیل ایک خوشی کہ آج کی نسل نے انکو یاد را کھیا۔رانا اکبر علی چوہان

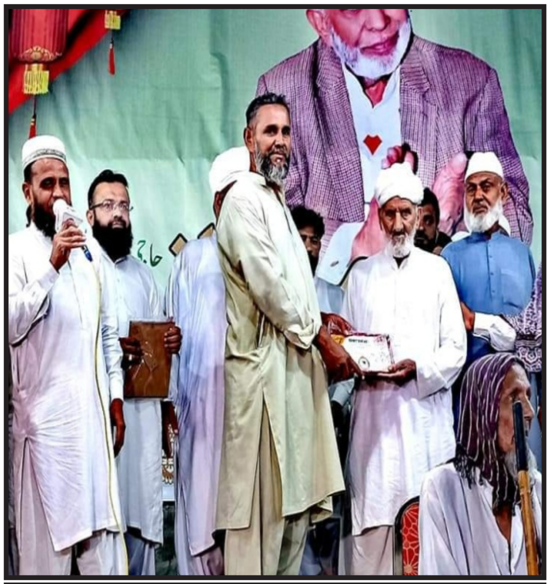

1947ء میں ہجرت کرنے والے بزرگوں کو اعزازی شیلڈ دیتے ہوئے

پاکستان کے مشہور گلوکار راؤ فرمان ٹھاکر بزرگوں کو اعزازی شیلڈ دیتے ہوئے

عرب امارات.............................ڈائری

رانا مختار احمد، راؤ فیصل خان، رانا عابد علی، رانا دلاور، رانا نبیل، راؤ کاشف، راؤ نبیل اور راؤ عبدالستار کی UAE میں مختلف تقریبات کی تصویری جھلکیاں

رانا مختار احمد

نوھرہ راجپوت کمیونٹی متحدہ عرب امارات۔تحریر رانا مختار احمد نوھرہ آرگنائزر UAE۔صدر راجپوت کمیونٹی متحدہ عرب امارات راؤ فیصل صاحب کی زیر نگرانی۔راجپوت کمیونٹی کے قائدین نے 2017 میں عرب امارات کے مختلف شہروں ۔شارجہ ۔دبئ۔فجیرہ۔عجمان ۔رائس الخیمہ ۔ابوظہبی۔کا دورہ کیا اور راجپوت برادری اور اپنے ھریانوی بھائیوں سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔اور آپس میں بھائی چارہ اور ذہنی ھم آہنگی کو فروغ دیا گیا۔

قائدین میں راؤ فیصل، رانا مختار احمد، رانا دلاور، رانا نبیل اور رانا عابد شامل تھے۔جس کے بعد رانا مختار احمد کی جانب سے نوھرہ کنوینشن کا اعلان کیا گیا 2 دسمبر 2018 دبئ کے مقامی ریسٹورینٹ میں راجپوت کمیونٹی متحدہ عرب امارات کا اکٹھ ھوا جس میں راجپوت اور ھریانوی بھائیوں نے بھرپور شرکت کی۔رانا مختار احمد اور پوری کمیونٹی نے مہمان خصوصی جناب صدر راجپوت کمیونٹی متحدہ عرب امارات راؤ فیصل صاحب اور دیگر قائدین کا زبردست استقبال کیا۔اور عرب امارات میں اپنی برادری اور ھریانوی بھائیوں کے حوالے سے تاریخ رقم کی۔

کمیونٹی کے قائدین نے خطاب کرتے ھوئے رانا مختار احمد کی کوششوں کو سراہا۔دیار غیر میں اپنی برادری اور ھریانوی بھائیوں کے لئے قابل فخر قرار دیا۔اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف ریاستوں کا تنظیمی ڈھانچہ مکمل کیا گیا۔پروگرام میں رانا ابوبکر۔رانا داؤد صاحب جھنگ والے ۔رانا دلاور۔رانا نبیل۔رانا عابد۔رانا طارق۔حاجی اکرم ۔ظفر چوھان۔رانا عزیز اللہ۔رانا سرور مرحوم ۔رانا راشد۔اور پوری راجپوت کمیونٹی نے پروگرام میں بھرپور شرکت کی۔

پروگرام میں نوھرہ تنظیم کے اھم امور پہ بات چیت ھوئی ۔اور نوھرہ کی ھریانوی زبان کی خدمات کے لئے سراہا گیا۔اور پوری راجپوت کمیونٹی نے رانا مختار احمد کی کاوشوں کو سراہتے ھوئے راجپوت کمیونٹی دبئ کا صدر منتخب کیا اور راؤ فیصل صاحب اور سب بھائیوں نے مل کر ایوارڑ سے نوازا۔جس پر رانا مختار احمد نے دل سے اپنے بھائیوں کا شکریہ ادا کیا اور سب بھائیوں کے دکھ سکھ میں ساتھ دینے کی یقین دہانی کرائی۔

پروگرام کے آخر میں فوٹو سیشن ھوا اور کھانے کا اہتمام کیا گیا۔اور سب بھائیوں نے نوھرہ کے ساتھ اپنی خدمات کا عہد کیا۔کچھ عرصہ بعد نوھرہ تنظیم پاکستان نے رانا مختار احمد کی اپنی ماں بولی اور ھریانوی بھائیوں اور راجپوت برادری سے محبت لگن اور کاوشوں کو سراہتے ھوئے نوھرہ کے چئیر مین رانا تصویر احمد صاحب ۔نوھرہ چیف آرگنائزر رانا جمشید خاں صاحب ۔نوھرہ آرگنائزر رانا اکبر علی چوھان صاحب ۔نوھرہ وائس چئیر مین اینڈ فنانس سیکرٹری رانا اورنگزیب صاحب۔اور نوھرہ کی پوری ٹیم نے رانا مختار احمد کو UAE۔نوھرہ آرگنائزر منتخب کیا۔رانا مختار احمد نے نوھرہ کی پوری ٹیم کا شکریہ ادا کیا اور نوھرہ کی ترقی کے لئے خصوصی دعا کی۔

بالکاں کا نوہرہ

کہانی: باغبانی

روشان فاطمہ

پچھلے سال ہر طرف ایک وباء پھیل چکی تھی جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنی جان کھو بیٹھے۔اس بیماری سے خوف و ہراس پھیل چکا تھا۔سب خوف سے اپنے گھروں میں بند ہو چکے تھے۔دفاتر،سکول،پارک،بازار سب کچھ بند ہو چکے تھے۔ہر کوئی اپنے گھروں میں رہ رہ کے تنگ آ گیا تھا۔بچے بور ہو گئے تھے۔بچوں کی شرارت سے ماں باپ تنگ اور ماں باپ سے بچے تنگ ہو گئے تھے۔ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ مار پیٹ شور شرابا ہوتا رہتا تھا۔

ہم بھی اپنے گھر میں رہ رہ کر تھک گئے تھے۔تو ہم نے سوچا باغبانی کرتے ہیں ہم سب نے مل کے بات کی جگہ کے بارے میں پھر بابا نے ایک بندے کو کہا کہ وہ ٹریکٹر لے آئے۔اس نے دو دن زمین ہموار کی۔پھر ہم نے بنے بنائے۔اگلے دن ہم نے جندرا کھیل بنائیں۔کھیل بنانے میں ہمیں دو دن لگے۔اگلہ مرحلہ پانی لگانا تھا۔ہلکا ہلکا پانی لگایا چار دن بعد وتر آنے کی امید تھی لیکن دھوپ تیز ہونے کی وجہ سے دو دن میں وتر آ گیا تھا۔پھر ہم نے مختلف کیاریوں میں بیج لگائے سبزی الگ اور پھول الگ اگائے ہم نے اس دن پانی دیا بڑے پائپ سے پھر زمین تھوڑی نرم ہو گئی تھی ہم نے پرچیوں پہ سبزی، پھول کی قسم لکھی اور لگا دی ہم ہر ہفتہ بعد اسے پانی دیتے ہیں پھر جب بیج کو دو ہفتہ ہو گئے تھے اس سے چھوٹے چھوٹے پتے نکلنے لگے لیکن ان سب کے پتے ایک جیسے تھے ہمیں سمجھ نہیں آئی۔جیسے وہ بڑے ہوتے گئے ہمیں سمجھ آ گئی۔

پھر ہم نے اس سے جڑی بوٹیاں نکالی بابا نے کچھ (Chemical) منگوائے جس سے جڑی بوٹیاں مرتی تھیں۔جب ایک مہینہ ہو گیا تو ہم نے بیلیں رسیوں پہ باندھ دی جیسے وہ بڑی ہوتی گئی وہ رسی پہ لپیٹتی گئیں اور تین مہینے بعد اس پر پھول اور پھل آنے لگا تو وہ بہت پیاری لگنے لگی۔اور تب تک سبزیاں بھی اگ چکی تھیں۔ہم نے وہ توڑ کر اپنے گھر میں پکائی اور کچھ عزیزوں کو دعوت دی۔اور ان کے گھر بھی بھجوائی۔

روزمرہ کی ضرورت کی سبزیاں جیسے کے ٹماٹر، ہرا دھنیا، پودینہ ہری مرچ اور کھیروں کی بہت تعریف ہوئی اور میرے چچا کی فیملی نے بعد میں بھی ہم سے منگوائی۔سب بہت خوش اور ہم بھی اپنی محنت کا پھل کھا کے بہت خوش تھے۔اسی بہانے ہمارا ٹائم بھی گزر گیا اور ماں باپ کے پیسے بھی بچ گئے۔ہر بندے کو اپنے گھر میں باغبانی کرنی چاہیے۔اگر ہم یہ نہ کرتے تو ہمیں ڈیڑھ سال میں فون کی عادت پڑ جاتی ہے سبزیوں کے علاوہ رنگ برنگے پھول نے ہماری کیاریوں کو خوبصورت بنا دیا۔

صبح صبح جب ہم لوگ لان میں واک کرتے ہیں تو ان کیاریوں کے پاس وقت گزارتے ہیں روزانہ پھولوں اور سبزیوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔جن کی وجہ سے ہمیں اگنے والی سبزیوں کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ہم بیلوں سے سبزیاں خود توڑتے ہیں۔اور ان کو ٹوکریوں میں اکٹھا کرتے ہیں پھر تھوڑی دیر ان کو سائے میں رکھتے ہیں۔پھر تازہ پانی سے دھوتے ہیں۔اگر سبزیاں ہماری ضرورت سے زیادہ ہوں تو دیگر رشتے داروں کے گھر بھجوانے کے لیے الگ الگ شاپر بناتے ہیں۔پھر ان کے گھر بھجوا دیتے ہیں اب گرمیوں کی سبزیاں ختم ہونے والی ہے۔

ہمارا یہ تجربہ بہت اچھا رہا۔ہمیں بہت مزہ آیا۔اب ہم سوچتے ہیں کہ سردیوں کے لیے بھی تیاری کرنی چاہیے۔میں سب بچوں کو کہتی ہوں۔کہ یہ مشغلہ بہت اچھا ہے۔اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

کہانی: بھلائی

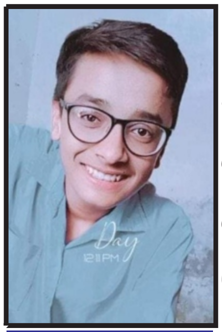

عبداللہ علی اکبر

کچھ دن پہلاں سعد اور سلمان کی کسے بات پے لڑائی ہو گی تھی حسد کرن آلاں نے لڑائی سے اور ہوا دیئی۔ یو اے وجہ تھی کہ ویں دونوں ایک دوسرے کی شکل بھی کونی دیکھنا چاہویں تھے دونوں ایک دوسرے کی شکل بھی کونی دیکھنا چاہویں تھے دونواں کا بچپن گیل گجرا تھا۔ ار دونوں سکول کا کام ہوندا یا سکول آنا جانا کھٹے جاویں تھے۔ گھنے ذہین بالک تھے۔ ہمیشہ سکول میں پوزیشن لیویں تھے۔ کدے سعد پہلے نمبر پے آندا اور کدے ءسلیمان ان کی لڑائی نے دو ہفتے ہون آلے تھے۔ پر کوئی ایک بھی صلح کرن واسطے تیار کونی تھا۔ ایک دن سعد نے سکول کا کام کرن واسطے بستہ کھولا تو اس نے ایک خط ملا۔ پیارے سعد!

امید ہے کہ تیں منے معاف کر دے گا اس دن میں غصے میں گھنا بول گیا۔ غلطی میری تھی پر ایب منے امید ہے تیں پرانی باتاں نے بھول کے دوبارہ میرے گیل دوستی کر لے گا۔

سعد خط پڑھ کے بہت خوش ہویا ار جی ء جی میں سلیمان سے ملن کے بارے میں سوچن لاگ گیا۔

اورے جب سلیمان نے بستہ کھولیا تو اس نے بھی ایک خط ملا واہ بھی بہت حیران ہویا۔ اور خط پڑھنا شروع کر یا۔

پیارے سلیمان!

میں اپنے کرے پے گھنا پشیمان ہوں کہ منے تیرے سے برا بھلا کہیا حالانکہ غلطی تیری بی کونی تھی بھائی میں اپنے رویے پے معافی مانگوں ہوں منے امید ہے تیں منے معاف کر دے گا۔

سعد

سویرے سکول میں سب نے ایک نرالا منظر دیکھیا۔ سعد جوں ءسکول میں داخل ہویا سلیمان نے بھاگ کے گلے لا لیا۔ دونواں کی آنکھ میں آنسو آ گے۔ دھورے کھڑے علی کے منھ پے ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ اس سب کے پیچھے اس ءکا تو ہاتھ تھا۔

کہانی: سچ نے آنچ کونی

عبداللہ آبان

ایک دفعہ کا ذکر سے کہ دو گاڈھے بیلی تھے ایک کا نام علی ار دوسرے کا نام احمد تھا دونوں گیلے سکول آویں جاویں تھے جد وینھ سکول واپس آیا کر دے تو کٹھے پارک میں بگ جیا کریں تھے ایک دن سکول سے واپس آندے ہوئے علی کے دماغ میں ایک البید آئی واہ دھرتی پہ گر کے زور زور گیل رون پیٹن لاگ گیا۔

احمد نے جد یوہ دیکھیا تو گھنا پریشان ہو گیا جد ٹھان واسطے آ گے

بڑھیا پھیر علی نے زور زور سے ہانسنا شروع کر دیا۔ احمد نے پوچھا بھائی تیرے کیوں کھلکھٹے پاٹ رے ہیں۔ دونوں خوب ہانسے ار گھر کانھی چال پڑے۔

اگلے دن پھیر علی نے واہی البید کری احمد نے پھیر اس کی مدد کری تو بولیا منے تو یوں ءالبید کری تھی۔ دونوں ہانسدے ہوئے فیر گھر کانھی چال پڑے۔

راہ میں دونوں کھیلدے جا رہے تھے کہ علی کا پتھر گیل ٹھوڈا لا گیا

ارواہ اوندھے منہ جا کے پڑیا۔ ایب کہ احمد نیوں سمجھیا کہ یوہ پھیر البید کر ریا ہے ارواہ اپنے منہ دھیان چالدا گیا ار پیچھے مڑ کے ءکونی دیکھئیا۔ علی رکے ماردا رہ گیا پر احمد تو سمجھدا رہئیا کہ مذاق کر ریا سے۔ علی آپے گردا پڑ دا گھر پہنچیا اس کی ماں نے مرہم پٹی کری پھیر اس نے اپنی ماں سے ساری کہانی سنائی۔

ماں نے سمجھایا کہ میرا بیٹا میرا چاند جھوٹ بولنا بری بات ہو سے چے واہ مذاق میں ءکیوں نہ ہو۔ علی نے اپنی ماں گیل وعدہ کریا کہ ایب واہ جھوٹ کدے نھیں بولے گا۔

کہانی: کالام کی سیر

فاتح شبیر

کچھ دن پہلے کی بات ہے امتحانات اختتام پر تھے اور گرمی اپنے عروج پر تھی۔ سکول سے آتے ہی بابا سے کہا کہ گرمی بہت ہے۔ بابا نے کہا کہ میں کچھ کرتا ہوں۔ اگلے دن نکلنے کی تیاری شروع کردی۔ صبح بابا نے اٹھایا کے نکلتے ہیں۔ ہم پہلے پٹرول پمپ گئے۔ پٹرول ڈلوایا دعا پڑھ کے نکلے۔ رستے میں گانا سنتے سنتے بھیرا پہنچے سب شدید بھوک اور ٹانگوں کے درد سے بے حال تھے۔ وہاں اتر کے بہت مزے کا کھانا کھا کے نماز پڑھ کے نکلے رستے میں بارش کا مزہ لیتے نکلتے ہم ایبٹ آباد پہنچے رات کا وقت تھا۔

ایک وین منگوائی تھی رات پھوپھو سے گپ شپ کی اور سو گئے۔

اگلے دن ہم ناشتہ کر کے نکل گئے۔ ہمیں بتایا کہ چار گھنٹے کا سفر ہوا تو میں سو گیا چار گھنٹے کے بعد موسم بہت خوب صورت تھا یہ آٹھ گھنٹے کا سفر تھا۔ بہت تھک گئے پر جب گاڑی سے اترے تو بہت مزا آیا۔ ہوٹل نہیں گئے جا کر سامان رکھا اور ہوٹل سے چشمہ دیکھنے گئے تو ایک چشمہ ہوٹل کے اندر سے گزرتا تھا۔ ہم نے ٹانگیں ڈالی اور ٹانگیں جم گئی۔ ہم کمبل میں جا کے لیٹ گئے۔ ٹھنڈ میں گرم کافی پی۔ اور رات کو کھانا کھانے باہر گئے۔

کھانا کھایا اور اس کے بعد چیزیں خریدنے چلے گئے ہم نے وہاں سے کافی ساری چیزیں لیں اور کافی پی تب سب نے شاپنگ کی اس کے بعد ہم نے کافی ساری اخروٹ کی لکڑی کی چیز خریدی اور پھر ہم گھر کے لیے روانہ ہوئے اور گھر جا کے سو گئے۔ اگلے دن ہم نے جیپ والوں سے بات کی اور مھوڈنڈ جھیل کے لیے نکل گئے۔ سفر کے بیچ میں بہت مزا کیا اور چیزیں کھائیں راستہ میں ہم نے چشمے دیکھے اور مھوڈنڈ پہنچ گئے۔ وہاں چاروں طرف خوبصورت جھیل اور بیچ میں کیمپ تھے۔ ہم نے وہاں کافی ساری ٹراوٹ مچھلیاں بھی دیکھیں۔ مھوڈنڈ کا مطلب بہت ساری مچھلیاں ہے وہاں ہم نے تصویریں کھینچیں اور ایک کیمپ میں کھانا کھایا۔ پھر لمبے گھوڑے چلائے اور بہت مزہ آیا۔ میرے بھائی کا گھوڑا تو گر گیا۔ ہم نے نشانہ بازی کی بہت مشکل تھی پھر ہم کشتی میں بھی گئے۔ بہت مزہ کیا۔ پھر واپسی پے تھک گئے تھے۔ اگلے دن ہم نے جانا تھا شاہی باغ پر رش کی وجہ سے نہ جا سکے۔ وہاں پر گھومنے کی بہت جگہیں ہیں۔

پھر وہاں سے نکلے واپسی کے سفر کا پتہ بھی نہیں چلا میں سو گیا تھا۔ پہنچ کے بہت گرمی تھی۔ ٹائم بہت جلدی گزرا۔

نوهره

ڈرائنگ

امشال انور

راؤ محمد اشعر

عبداللہ اورنگزیب

عبداللہ احمد

روشان فاطمہ

محمد اریب مغل

نوھرہ

بالکاں کی پھوٹو

عنایا احمد سجاد

ذایان فیصل (آسٹریلیا)

آئزا فیصل (آسٹریلیا)

میسون ربیع (ہڈالی خوشاب)

جویریہ مغل (محراب پور)

مرال فاطمہ (ملتان)

حریم شاہد مغل (کوٹ مٹھن)

عبداللہ اورنگزیب (گجرانوالہ)

رانا حیدر عمران (جھنگ صدر)

ابیہہ شاہد مغل (کوٹ مٹھن)

خوش بخت (ملتان)

نوھرہ

محمد مصطفیٰ محمد علی

ارسلان فہیم مغل (خاZر)

واصل اورنگزیب (گجرانوالہ)

راؤ قاسم رضوان (جھنگ صدر)

اِم معبد، ہڈالی خوشاب

رانا محمد عثمان (انگلینڈ)

آریانہ زریں مرزا (خانپور)

آیت فاطمہ

فردین علی مرزا

امشال انور

محمد تنزیل مغل (محراب پور)

رانا منصور علی اکبر (خوشاب)

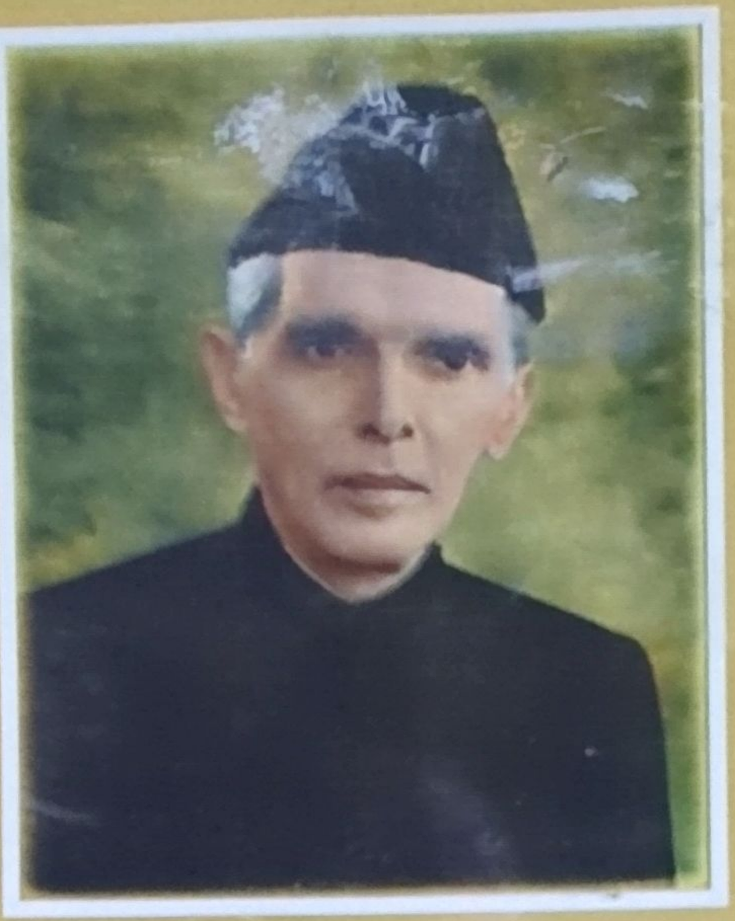

نوھرہ پبلی کیشنز نے شائع کی

نوھرہ پبلی کیشنز پاکستان

تصویر محل۔ یونیورسٹی روڈ ملتان پاکستان

0331-6031567

www.nohrapakistan.org